تذکرۂ حضرت ابو النجیب عبد القاہر السہروردی رحمہ

مؤلفہ جناب مولانا شاہ حسن میاں صاحب ابن حضرت تاج العلماء فخر العرفا

عارف علامہ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی مدظلہ العالی

حسب فرمایش

عالیجناب نواب مولوی سید نور الحسن خان صاحب دام مجدہ

باہتمام

[illegible]

تذکرہ حضرت ابو النجیب

عبد القاہر

السہروردی

رحمہ

اللہ

مولفہ

حضرت مولانا حسن میاں صاحب قادری چشتی

پھلواروی دامت برکاتہ

حسب فرمایش عالیجناب نواب مولوی سید نور الحسن خانصاحب دام مجدہ

باہتمام

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الولی القاہر المجیب + والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ النجیب الحسیب وعلی آلہ الشرفاء النجباء + واصحابہ نجوم الکرامۃ والاھتداء + واولیاء امتہ الذین ھم ضیاء الملۃ البیضاء + وشہاب الشریعۃ القویمۃ الغراء + الکرامۃ شعارھم + والاستقامۃ دثارھم +

اما بعد

محترم ناظرین! یہ کون نہین جانتا کہ آثار قدیمہ کی حفاظت اور یادگار قدیم کو قائم و باقی رکھنا ناموران ملک و مشاہیر عالم کے حالات اور اُنکے علمی و عملی کارنامون کا استحفاظ و اشاعت کرنا ہمیشہ سے محمود رہا ہے اور خاص کر موجودہ علمی روشنی کے زمانہ مین تو نہایت ضروری اور باوقعت کام سمجھا جاتا ہے۔ پھر اسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ جس طرح آج نامور اُمراء و سلاطین و فاتحان ملک و مدبران مملکت اور مشہور علماء و فضلا و مصنّفین و ارباب قلم وغیرہم کی سوانح عمریان لکھی جاتی ہین اُسی طرح درویشون ؒ صوفیون، روحانی پیشواؤن ؒ اور روحانی مملکت کے فرمانرواؤن کی مفید سیرتین اُنکے مبارک تذکرے اور اُنکے اعلیٰ روحانی کارنامے لکھ کر شائع نہ کیے جائین۔ اور آج اُن نفوسِ قدسی بزرگون کے آثار اور اُنکی یادگار کو زندہ و تازہ نہ کیا جائے جنھون نے ہزارون مردہ دلون کو زندہ

اور دنیا مین اسلام کی مقدس روحانیت کو تازہ کیا ہے۔ بیشک ایسے بزرگون سے غافل و بے پروا ہو جانا۔ بڑے درجہ کی محسن کشی اور احسان فراموشی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان روحانی مقتداؤن کے تذکرے لکھے جانے کی طرف قوم کے کسی طبقہ کی توجہ نہین پائی جاتی۔ اور اگر بعض سوانح عمریان کبھی لکھی بھی جاتی ہین تو ایسی جو ان بزرگون کی مقدس شان کے ہرگز شایان نہین ہوتین۔ بلکہ اسمین روحانیت کے حصہ سے بالکل قطع نظر کر کے اپنے مذاق کے مطابق مادّہ پرستی کی باتین بھر دی جاتی ہین۔ اور ان بزرگون کو محض ایک فلسفی خیال کا انسان ثابت کیا جاتا ہے۔ وغیرہ لک۔ کیا یہ امر طبقہ پیرزادگان و مشائخ اور اُنکے متوسلین کے لیے موجب رنج و افسوس اور باعث غیرت نہین ہو سکتا کہ اولیاء کاملین کے مناقب و خصوصیات مین اس قسم کی آزادانہ باتین درج کیجائین مگر قصور ارباب قلم کا نہین ہے بلکہ قصور ہماری ہی جماعت کا ہے۔ ہم نے اپنے بزرگون کی سیرت و سوانح لکھنے کی طرف کیون توجہ نہ کی اور اپنے اس واجبی منصب (تذکرہ نویسی اولیاء اللہ) سے کیون غافل و بے پروا رہے جسکی وجہ سے دیگر ارباب قلم کو اپنے مذاق کے مطابق انکا تذکرہ لکھنے کا موقع ملا۔

لهذا

مین اور میرے برادر مکرم و مخلص محترم جناب خواجہ **حسن نظامی** صاحب دہلوی نے اب مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ حلقہ **نظام المشائخ** کی طرف سے حضرات مشائخ عظام و صوفیہ کرام کے سچے اور صحیح تذکرے اور اُنکے مفید حالات لکھ کر قوم مین شایع کیے جائین۔ جن مین نہ تو پرانی روش کے مطابق محض مافوق العادت باتین اور کرامات و تصرفات اور مبالغہ آمیز مناقب و فضائل ہون اور نہ روحانیات و کشف و کرامات سے بالکل قطع نظر ہو۔ بلکہ روحانیت کا پہلو بھی نظر انداز نہو اور زمانہ حال کے مذاق و روش سے بھی علیحدگی نہو۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کتاب حلقہ **نظام المشائخ** کی طرف سے یہ **تذکرہ نجیبیہ** جو سہروردیہ خاندان و سلسلہ کے سرگروہ حضرت شیخ المشائخ ضیاء الملۃ والدین شیخ ابو نجیب **عبد القاہر** سہروردی رضی اللہ عنہ کے قابل قدر حالات مین ہے قوم کی خدمت مین پیش کی جاتی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالی آیندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھا جائیگا۔ ہمین

امید ہے کہ اسی طرح تمام اہل علم پیرزادگان ومشائخ اور نیز وہ حضرات جو اپنے کو صوفیہ کرام کی طرف منسوب کرتے ہین۔ اس ضروری صیغہ کی طرف متوجہ ہوکر اس کام مین حصہ لینگے اور صوفی بزرگون کے حالات اور انکے تذکرے اسی انداز وروش کے مطابق لکھینگے اور قوم مین اسکی اشاعت فرمائین گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوفیائے کرام اور درویشان با احترام کے مقدس سلسلون مین طریقہ **سہروردیہ** ایک مشہور اور محترم سلسلہ ہے یہ سلسلہ علیہ جس ذات قدسی صفات سے وابستہ اور جن بزرگ کے دامن پاک سے متعلق ہے وہ قدوۃ الشیوخ الاکابر امام الباطن والظاہر شیخ الاسلام والمسلمین علم المحققین حضرت سیدی شیخ ابوالنجیب **عبدالقاہر** سہروردی قدس سرہ العزیز ہین۔

حضرت قدوۃ الکبرا سلطان **سید اشرف** جہانگیر سمنانی رہ سلسلہ سہروردیہ کے ذکر مین فرماتے ہین "منشا این سلسلہ از حضرت شیخ **نجیب الدین** (ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی است کہ وے قدوہ این دودمان وعمدۂ این خاندان است (لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۷۹)

آپ کا نام نامی **عبدالقاہر** کنیت **ابوالنجیب** اور **ضیاءالدین نجیب الدین** وغیرہ القاب ہین۔ سلسلہ نسب بارہ واسطون سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت **صدیق** رضہ کی اولاد کی رحمانی اور محمدی دو الگ الگ شاخین ہین حضرت **ابوالنجیب** رضہ محمدی صدیقی یعنی حضرت **محمد ابن ابی بکر** رضی اللہ تعالی عنہما کی اولاد سے ہین۔ شجرۂ نسب یہ ہے

عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ المعروف بعمویہ بن سعد بن الحسین بن القاسم بن النضر بن القاسم بن النضر بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم اجمعین

بعض مورخین نے آپکا نسب نامہ اس نسب نامہ کے کسی قدر خلاف نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام سمعانی جنکو حضرت ابوالنجیب سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے اپنی کتاب **الانساب** مین آپکا شجرۂ نسب نقل کرتے ہوئے حسین بن القاسم کے بعد بجائے "نضر بن القاسم بن نضر بن عبدالرحمن" کے "علقمہ بن نضر بن معاذ بن عبدالرحمن" لکھتے ہین۔ یہ تین نام "علقمہ، نضر، معاذ" اول نسب نامہ کے

اسماء سے بالکل مختلف ہین جو کسی طور پر مطابقت پذیر نہین ہو سکتے - مگر اسی سلسلہ نسب کو جو علامہ
سمعانی کا نقل کردہ ہے - **امام سبکی** اور دیگر اصحاب تذکرہ نے بھی تحریر فرمایا ہے - لیکن مین نے
جس نسب نامہ کو نقل کیا ہے وہ **سمعانی** وغیرہ کے اقوال سے زیادہ تر مستند اور اسکے اسماء صحیح
ہین اسلیے کہ علامہ محب الدین **ابن النجار** کا بیان ہے کہ انھون نے اس نسب نامہ کو خاص
حضرت ابوالنجیب رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کی تحریر سے نقل کیا ہے - **ابن خلکان** حضرت شیخ
ابوالنجیب رضی اللہ عنہ کے تذکرہ مین پہلے **سمعانی** کے بیان کردہ شجرہ نسب کو لکھکر پھر **ابن النجار**
کی تاریخ بغداد سے آپکا صحیح نسب نامہ (جسے مین نے نقل کیا ہے) جسکے نسبت **ابن النجار**
فرماتے ہین کہ "نقلتُ نسبَ الشیخِ ابی النجیب من خطہٖ" نقل کرکے پھر اسکی صحت پر ان
الفاظ سے صاد کرتے ہین - واذا کان بخطہ ھکذا فھو اصح کہ جب خاص حضرت کے دست
مبارک کا نوشتہ یون ہے - تو یہی نسب نامہ صحیح تر ہے (وفیات الاعیان للعلامہ ابن خلکان جلد اول
صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مصر) اور علامہ **شطنوفی** نے **بہجۃ الاسرار** مین جس طور پر آپکا سلسلہ نسب
ذکر کیا ہے وہ تو اور بھی تعجب خیز ہے کیونکہ وہ **نضر بن قاسم** کے بعد بجائے "**نضر بن عبد
الرحمن**" کے "**محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن**" لکھتے ہین (بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۵)
اسمین تخالف اسماء کے علاوہ ایک اور واسطہ بیچ مین زائد ہوجاتا ہے - اور حضرت **ابوالنجیب** رضی اللہ عنہ
اور حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ کے درمیان تیرہ واسطے قائم ہوجاتے ہین حالانکہ حضرت امام **یافعی**
رحمۃ اللہ علیہ **مرأۃ الجنان** مین فرماتے ہین "ینسب الی ابی بکر الصدیق بینہ وبینہ اثنا عشر ابًا"
اور اسی طرح **لطایف اشرفی** جلد اول صفحہ ۳۷۹ مین ہے "نسب وے بہ دوازدہ[۱۲] واسطہ بحضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ
میرسد" اور ایسا ہی **نفحات** الانس حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۷ وغیرہ کتب سیر و تذکرہ مین تصریح موجود ہے
کہ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب کا نسب صرف بارہ[۱۲] واسطون سے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ملجاتا ہے غرض بہر صورت وہی نسب نامہ بہت ٹھیک اور درست معلوم ہوتا ہے جو علامہ ابن النجار نے
لکھا اور جسکی **ابن خلکان** نے تصحیح کی اور جسے مین نے نقل کیا ہے - واللہ اعلم بالصواب -

ان چند ناموں کے اختلافات کے بعد ارباب سیر و علماء انساب و اصحاب تذکرہ و طبقات متفق طور
آپکا شجرۂ نسب حضرت عبدالرحمن بن القاسم سے ملاتے ہیں جو حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے
پوتے اور نیز حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کے نواسہ ہیں کیونکہ عبدالرحمن بن قاسم کی والدہ ماجدہ
جنکا نام اسماء تھا محمد بن ابی بکر کے بڑے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی صاحبزادی تھیں
اس لحاظ سے حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی رحمانی صدیقی بھی ہوے - اور یہ حضرت
عبدالرحمن بن قاسم حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے خال محترم ہیں -
(دیکھو تذکرۃ الحفاظ جلد اول مطبوعہ حیدرآباد دکن ص ۱۱۲) کیونکہ آپکی ہمشیرہ حضرت ام فروہ
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر۔ حضرت امام الاصاغر والاکابر سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کی بیوی
تھیں جنکے بطن سے حضرت بحق ناطق سیدنا امام جعفر صادق سلام اللہ تعالی علیہ متولد ہوے
(عمدۃ الطالب ص ۱۸۳ وغیرہ) اس اعتبار سے حضرت ابوالنجیب کا خاندان اہلبیت سے بھی تعلق ہوا -
آپ تقریباً ۴۹۰ھ میں بمقام سہرورد پیدا ہوے - حافظ عبدالکریم سمعانی کتاب الانساب میں
تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت ابوالنجیب سے انکا سن ولادت دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ
"تحقیقی طور پر نہیں کہہ سکتا مگر تقریباً ۴۹۰ھ میں میری پیدائش ہوئی ہے"- امام تاج الدین سبکی
نے طبقات کبری میں اور علامہ ابن شہبۃ الدمشقی المتوفی ۸۵۱ھ نے اپنے طبقات الشافعیہ
میں سنہ کے علاوہ ماہ ولادت کا بھی پتہ دیا ہے کہ آپ ماہ صفر میں متولد ہوے تاریخ اور یوم کا پتہ نہیں ملتا -
سہرورد جو آپ کا وطن اور مولد ہے عراق عجم میں زنجان کے قریب بغداد سے کچھ دور ایک
چھوٹا سا شہر تھا - خدا نے اس مختصر مگر آباد سرزمین کو بڑے بڑے بلاد و ممالک پر شرف و امتیاز بخشا -
اور وہاں کی خاک سے بڑے بڑے اکابر علماء و اولیاء پیدا ہوے حضرت ابوالنجیبؒ کا خاندان عجب
مبارک خاندان اور محترم دودمان تھا جسکے تقریباً تمام اسلاف و اخلاف آسمان ولایت و کرامت کے
درخشندہ نجوم و کواکب تھے - اور انہیں خاصکر حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیبؒ آفتاب طریقت اور

[illegible]

مہر تابان ولایت ہوئے۔ سبحان اللہ؎ این سلسلہ از طلائے ناب است ٭ این خانہ تمام آفتاب است

آپکے جد امجد حضرت شیخ محمد بن عمویہ[1] قدس اللہ تعالی نفسہ اپنے زمانہ کے اجلّہ مشائخ اور اکابر صوفیہ سے تھے صاحب مناقب الاصفیاء[2] فرماتے ہین۔

"خواجہ محمد بن عبد اللہ المعروف بہ عمویہ از مشائخ کبار۔ عزیز روزگار بود در ریاضت و مجاہدہ در عصر خویش نظیر نداشت"

آپ کا سلسلہ حضرت شیخ احمد اسود دینوری اور حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے واسطے سے حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے آپکے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادگان مین حضرت خواجہ قاضی وجیہ الدین ابو حفص عمر قدس سرہ خلیفہ و جانشین ہوئے جو حضرت خواجہ ابوالنجیب رض کے عم محترم تھے۔ خواجہ ابوالنجیب رض نے انھین چچا کے کنار عاطفت مین تربیت و پرورش پائی تھی۔

تحصیل علم

کے شوق مین مدینۃ السلام بغداد کی طرف رحلت کی حضرت خواجہ وجیہ الدین کو چونکہ اپنے ہونہار برادرزادہ کی ظاہری و باطنی دونون ہی طرح کی تعلیم و تربیت کا بہت بڑا خیال تھا اور شفقت و محبت بھی غایت درجہ کی تھی۔ اسلیے یہ ظاہری مفارقت خاطر عاطر کو گوارا نہو سکی۔ اور غالبا یہی سبب ہوا کہ حضرت خواجہ وجیہ الدین نے بھی سہرورد کو خیر باد کہکر بغداد کا سفر اختیار فرمایا اور یہین سکونت اختیار کرلی۔ چنانچہ تاج الاسلام عبد الکریم سمعانی تحریر فرماتے ہین[3]۔ "عمہ ابو حفص عمر بن عمویہ السہروردی نزل بغداد ایضا" کہ شیخ ابوالنجیب رض کے عم بزرگوار ابو حفص

[1] شیخ ابوالنجیب کے پردادا خواجہ عبد اللہ عمویہ کے لقب سے مشہور تھے اس لفظ کے تلفظ مین اختلاف ہے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ جناب والد ماجد مد اللہ تعالی ظلہ و متع المسلمین بطول بقابہ اپنی کتاب مستطاب شجرۃ السعادہ و سلسلۃ الکرامۃ مین اس لفظ کی تحقیق مین تحریر فرماتے ہین کہ علامہ ابن خلکان نے عَمُّوْیَہ بفتح العین وتشدید المیم المضمومۃ وسکون الواو وفتح الیاء اسکا تلفظ بتایا ہے اور مناقب الاصفیاء ص۳۰ مین عَموِیَہ بروزن علویہ لکھا ہے۔ اور فتاوی صوفیہ مین بتخفیف المیم وتسکین الیاء مرقوم ہے۔ بعضون نے عَمْوِیَہ بتسکین المیم وکسر الواو وفتح الیاء پڑھا ہے۔ وہیچ یکے مرجح نیست واللہ اعلم بالصواب ۱۲

[2] مناقب الاصفیا ص۲۴۷ دہمچنین است در سفینۃ الاولیاء ص۱۱ وغیرہ ۱۲ [3] کتاب الانساب سمعانی قلمی موجودہ لائبریری عظیم آباد پٹنہ ۱۲۔

عمرو بن عمویہ بھی بغداد مین آئے اور یہین ساکن ہوگئے۔
بغداد اسوقت اسلامی خلافت کا پایہ تخت اور علماء و صلحاء و مشائخ و صوفیاء اور ہر طبقہ کے کبرا کا مخزن و مرکز تھا۔ علوم و فنون کی ترقی تھی۔ بڑے بڑے اسلامی مدارس قائم تھے مگر سب سے عظیم الشان اور مشہور و قدیم مدرسہ جسکو دوسری لفظون مین اسلامی یونیورسٹی کہنا چاہیے۔

مدرسۂ نظامیہ

تھا جو اپنی اہمیت، اعلیٰ عمارت، تعلیم و تعلم کی وسعت، اوقاف و جاگیر اور اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے اسلامی دنیا مین سب سے پہلا کلیہ (یونیورسٹی یا کالج) تھا۔ اس مدرسہ کا سنگ بنیاد ماہ ذوالحجہ ۴۵۷ھ مین خلیفہ عباسی قائم بامر اللہ کے عہد خلافت مین سلجوقی تاجدار سلطان محمد الپ ارسلان کے وزیر اعظم نظام الملک نے (جو نہایت دیندار اور زبردست عالم و فاضل و صوفی مشرب تھا) بغداد کے شرقی حصہ مین دجلہ کے کنارے رکھا اور ذوالقعدہ یوم السبت (شنبہ) ۴۵۹ھ کو نہایت اہتمام سے مدرسہ کا افتتاح ہوا۔ طلبہ کی کثیر التعداد جمعیت کے علاوہ بڑے بڑے اہل علم و فضل اور اعیان شہر و ارکان دولت شریک ہوے اس افتتاحی تقریب مین شیخ ابو اسحٰق شیرازی شافعیؒ جو اپنے عہد کے مسلم الثبوت فاضل اجل اور استاذ الکل اور شیخ الاسلام و المسلمین تھے نظامیہ کے مدرس اعلیٰ منتخب کیے گئے اور مدرسہ کی تولیت بھی انکے سپرد کی گئی گویا مدرسہ کے پرنسپل قرار دیئے گئے[۱]
اس مدرسہ کے متعلق اوقاف اور جاگیرین بھی تھین جنکا معقول انتظام تھا علامہ ابن جبیر اندلسی اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہین کہ بغداد مین سب سے بڑا اور مشہور مدرسہ نظامیہ ہے نظام الملک نے اسے بنایا تھا اور ۵۰۴ھ مین اسکی تجدید ہوئی ہے مدرسون کے واسطے جاگیرین اور اوقاف مقرر ہین۔ انکا کل اہتمام مدرسون کے سپرد ہے۔ جو طلبا مدرس مین رہتے ہین انھین معقول وظیفے ملتے ہین[۲]۔
نظامیہ کے غیر محدود علمی فیوض سے تمام اسلامی دنیا برابر مستفیض ہوتی رہی اور بڑے بڑے

---

[۱] تاریخ کامل جلد عاشر ص۲۳۔ و ابن خلدون جلد ۳ ص۴۶۹ و ابن خلکان جلد اول ص۱۴۴ و ۳۰۴ و طبقات سبکی جلد ۳ صفحہ ۹ مطبوعات مصر و تاریخ الخلفاء ص۲۸۳ و غیر ذلک من الکتب ۱۲۔ [۲] ترجمہ سفرنامہ ابن جبیر اندلسی مطبوعہ رامپور ص۲۰۶

اکابر ملت اور ائمہ دین نے اسمین پڑھا اور پڑھایا۔
جس زمانہ مین حضرت شیخ ابوالنجیبؒ اپنے وطن سے بغداد تشریف لائے ہین وہ بھی نظامیہ کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ اور شیخ کبیر امام اسعد میہنی اسکے مدرس اعلی اور پرنسپل مدرسہ تھے حضرت ابوالنجیبؒ نظامیہ مین داخل ہوے اور شیخ اسعد میہنی سے فقہ۔ اصول فقہ علم خلاف مناظرہ و علم کلام وغیرہ پڑھا اور بہت جلد علوم دینیہ و فنون مذہبیہ مین اعلی دستگاہ حاصل کرکے علامہ اجل ہوگئے۔ دیگر اساتذہ سے بھی مختلف علوم اخذ کیے علامہ ابوالحسن النحوی المعروف بالفصیحی جو نحو اور ادب وغیرہ کے امام اور نظامیہ کے علم نحو کے مدرس تھے انسے آپنے علم ادب وغیرہ حاصل فرمایا۔ حدیث کی سماعت و روایت ابو علی بن نبہان۔ زاہر بن طاہر و قاضی ابوبکر انصاری و ابو منصور مقری وغیرہم محدثین اعلام سے کی اور ان سے علم حدیث مین تلمذ کیا۔ شیخ ابن خیرون، و ابو عبد الرحمن مالینی۔ و ابو الفتح عبد الملک الہروی وغیرہم سے بھی حدیثین سنین خطیب بغدادی و امام بیہقی سے بیک واسطہ روایت کرتے ہین۔ اور امام قشیری سے آپکے روایات حدیث وغیرہ بواسطہ حافظ ابو القاسم المستملی کے ہین حکایات و مقامات صوفیہ کی روایات امام عمر صفار سے کرتے ہین (عوارف) ذکاوت و فطانت، جودت و ذہانت، فہم مستقیم اور طبع سلیم کے ساتھ قدرت نے حافظہ بھی بہت ہی جید عطا کیا تھا۔ تفسیر وسیط واحدی کی آپنے پوری حفظ کرلی۔ اسیطرح بہتیری کتابین مختلف علوم کی آپکو بالکل حفظ تھین۔ علامہ ابن شہبہ لکھتے ہین "وکانت لہ حافظۃ جیدۃ فی التفسیر والفقہ واصولہ واصول الدین منہا الوسیط للواحدی" کہ تفسیر۔ فقہ۔ اصول فقہ اور اصول دین مین آپکا حافظہ بہت ہی اچھا تھا ان علوم کی کتابین آپکو ازبر تھین خصوصاً تفسیر وسیط واحدی آپکو پوری یاد تھی۔
حضرت شیخ نے علم و فضل مین اپنے ہمعصر علماء و فقہاء مین وہ ممتاز پایہ حاصل کیا کہ نظامیہ کی مدرسی کے لیے

[illegible] وفیات الاعیان جلد اول صفحہ [illegible] ۱۲ [illegible] طبقات وغیرہ کتب تذکرہ ۱۲ [illegible] عوارف المعارف ۱۲ [illegible] طبقات الشافعی لابن شہبۃ الدمشقی قلمی موجود لائبریری پٹنہ ۱۲

آپ ہی نامزد ہوئے اور آپ کے درس وتدریس کا غلغلہ بلند ہوا۔ بڑے بڑے فقہاء و فضلاء و محدثین آپ کے حلقۂ درس مین بیٹھے اور فقہ و حدیث مین آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپکے اقوال و فتاوی تمام عجم اور عراق عرب مین نہایت وقعت اور قبولیت کی نگاہون سے دیکھے جانے لگے۔ قوم نے آپ کو مجلس افتاء کا صدر نشین بنایا اور آپکو مفتی العراقین کا معزز و محترم لقب[۱] دیا گیا اور مفید تصنیف و تالیف کی طرف آپ مشغول ہوئے۔ بڑے بڑے مذہبی مناظرے و مباحثے بھی آپنے کیے اور اپنے مخالفین پر اپنی زبردست تقریرون سے غالب آئے۔ اور آپ کی شہرہ آفاقی اور زیادہ ہوئی۔ علامہ ابن شہبہ لکھتے ہین ھذب المذھب وافتی وناظر وروی الحدیث

درویشی اور مجاہدہ وریاضت

قدرت نے حضرت ابو النجیب کے دل و دماغ مین فطرتی طور پر صوفیانہ خیال و درویشانہ مذاق ودیعت فرمایا تھا اور آپ کے عم محترم حضرت خواجہ قاضی وجیہ الدین کی پاک تعلیم اور روحانی تربیت نے اپنا پورا اثر بچپن ہی سے آپ پر کر لیا تھا اور خدا طلبی کا جبلّی شوق دل مین پیدا اور عشق و محبت الٰہی کی آگ سینہ مین مشتعل تھی مگر چونکہ درویشی و عرفان طریقت کے لیے پہلے علوم ظاہری کی تحصیل بھی نہایت ضروری ہے اسلیے آپ اول اسی طرف زیادہ تر متوجہ تھے۔ اب جبکہ آپ

تحصیل علوم سے فارغ ہو چکے

تو تصوف اور درویشی کی تکمیل کی طرف کلیۃً متوجہ ہوئے۔ یہانتک کہ نظامیہ کی مدرسی بھی ترک کردی اور دستار فضیلت کنارہ رکھکر خلق سے بھی کنارہ کش ہوئے۔ خلوت نشینی و عزلت گزینی پسند خاطر ہوئی۔ نام و نمود سے نفرت۔ اور گمنامی اور بے نشانی سے الفت پیدا ہوئی۔ ماسوی اللہ سے انقطاع تام کرکے ایک دہیان اور ایک خیال مین مستغرق ہو گئے۔ حضرت شیخ احمد غزالی جیسے شیخ وقت و رہنما ے طریقت کی خدمت و صحبت اختیار کی اور انکی ہدایت کے بموجب عبادات و ریاضات شدیدہ اور مجاہدات شاقہ کرنے لگے اور سلوک کی منزلین طے کرنے مین ہمہ تن

---

[۱] مرآۃ الجنان للامام الیافعی قلمی ورق ۲۴۸ و بہجۃ الاسرار و عامہ کتب تذکرہ و طبقات ۱۲

مصروف ہو گئے[۱] حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ بیان فرماتے ہین کہ سالہا سال آپکا یہ معمول رہا کہ سات دن کے بعد نفس کو آب و دانہ دیتے وہ بھی صرف چند خرمے۔ اور تیس سال تک تتجافی جنوبھم عن المضاجع۔ پر آپ کا عمل رہا اور شب کو خواب و خور یک قلم ندارد۔ اور شب و روز رو بقبلہ نشست فرماتے تھے۔ تمام اصحاب طبقات و تذکرہ متفق ہین کہ ابتدائے سلوک مین آپ نے بڑے بڑے مجاہدات اور سخت سے سخت ریاضتین کین لیکن اس کثرت ریاضت و نفس کشی و مجاہدہ و کثرت زہد و عبادت کا سلسلہ صرف ابتدا ہی تک ختم نہین ہوگیا بلکہ اس سلسلہ کو بمقتضائے احب الاعمال الی اللہ ادومہا آپ نے اپنی عمر شریف کے آخری دور تک قطع نہ فرمایا جیسا کہ علامہ شیخ محمد وتری المتوفی ۸۰۹ھ جو رفاعیہ طریقہ کے صاحب کمال و فضل صوفی ہین۔ اپنی کتاب روضۃ الناظرین[۲] مین فرماتے ہین وقد اکثر المجاہدۃ فی بدایتہ وما انفک عن العمل فی نہایتہ اسی لیے حسب وعدہ الٰہی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا حقیقت و معرفت کے نو بنو انکشافات اور مشاہدات عرفانی کی گونا گون تجلیات آپ پر ہوا کین اور ہر لحظہ تقرب الی اللہ اور وصول الی الحق کی نئی نئی راہین آپکے لیے کشادہ ہوتی رہین

حضرت ابو النجیب اپنے ابتدائی سیر سلوک کے ایام کا ذکر کرتے ہوے ارشاد فرماتے ہین کہ "بعض اوقات مجاہدات و ریاضات مین مجھسے کچھ کمی یا کوئی چوک واقع ہو جاتی تو جب مین اپنے شیخ کے حضور مین حاضر ہوتا شیخ مجھے دیکھتے ہی اپنے باطنی انکشافات سے میری حالت معلوم فرماکر مجھے یون متنبہ کرتے کہ "ابو النجیب امین آج تمہارے باطن مین آثار ظلمت نمایان پاتا ہون" مین فوراً اپنی بھول چوک پر متنبہ ہو جاتا اور اسکی آیندہ تلافی و اصلاح کر لیتا تھا[۳]۔

آپ کے کثرت مجاہدات و ریاضت کے متعدی اثر نے باوجود آپ کی اس گمنامی و انقطاع از خلق کے لوگون کو متاثر کرنا اور اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ اور بہتیرے طالبان راہ حق آپ کی

۱؎ طبقات سبکی جلد ۴ ص مطبوعہ مصر و ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۹۹ و روضۃ الناظرین للعلامۃ الوتری مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱ وغیرہ ۲؎ لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۵۲ ۱۲ ۳؎ روضۃ الناظرین مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱ ۱۲ ۴؎ طبقات سبکی رحمہ اللہ جلد ۴ ص ۱۲

خدمت مبارک مین آنے اور آپکی پاک صحبت سے فیض و برکت اور کشود کار حاصل کرنے لگے اس زمانہ مین سالہا سال آپکی معیشت کا ساز و سامان یہ تھا کہ اپنے اور اپنے اصحاب کی قوت لایموت کے لیے آپ سقائی کا کام کرتے تھے۔ دن بھر اپنی پشت مبارک پر مشک مین پانی بھر کر لوگون کو پلاتے پھرتے تھے اور اس ذریعہ سے جو دو چار پیسے آپکو ملجاتے تھے اسی سے آپ مع اپنے اصحاب کے قوت لایموت کر لیتے تھے[۱]۔ طبقات مین امام سبکی رح تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شیخ نے اپنے زمانۂ سلوک کا ایک حال اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا ہے کہ "بہتیرے رات اور دن مجھپر ایسے گذرتے تھے کہ میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہوتی تھی اور مین فاقون مین بسر کرتا تھا۔ اور بعض اوقات شدت گرسنگی کی حالت مین دجلہ مین اُتر جاتا اور دریا مین غوطے لگاتا اور لوٹ پوٹ کرتا تھا تاکہ بھوک کی تیزی و شدت مین کمی واقع ہو جائے۔ پھر ایک مدت تک سقائی کا کام کیا لیکن اس خدمت کی اجرت کسی سے کچھ طلب نہ کرتا۔ اگر کسی نے کچھ دیدیا تو لے لیا ورنہ آگے بڑھ گیا اور دوسرے کو پانی پلایا۔ اسی طرح عام طور پر ہر راہی و مسافر کو پانی پلاتا تھا۔ لیکن جب سردی کے موسم مین یہ کام برداشت سے باہر ہونے لگا تو مین ایکدن بازار مین فکر معاش کے لیے نکلا۔ اتفاقاً ایک شخص اپنی دوکان پر نظر آیا جسکے ہاتھ مین تبر تھا اور اسکے ساتھ بہتیرے مزدور دہان (چاول) کوٹ رہے تھے مین نے اس سے آگے بڑھ کر کہا۔

مین "کیا تم مجھے بھی کوئی کام کسی اُجرت پر دے سکتے ہو؟

صاحب دوکان (ایک نظر دیکھ کر) ذرا تم مجھے اپنے ہاتھ دکھلاؤ"

مین (اپنے ہاتھ اُسکی طرف بڑھا کر) بسم اللہ۔ دیکھ لیجیے"

صاحب دوکان (میرے کفدست وغیرہ بغور دیکھ کر) "واللہ یہ ہاتھ تو قلم ہی کے لیے موزون و مناسب ہے (نہ اس دنیاوی موٹے کام دہندے کے لیے)"۔

صاحب دوکان نے پھر مجھے ایک کاغذ جسمین سونے کا ایک ٹکڑا لپٹا ہوا تھا دیا۔ اور کہا لو اسے قبول کرو۔

[۱] طبقات سبکی رح و دیگر کتب تراجم و تذکرہ و روضۃ الناظرین مطبوعہ مصر صـ ۳۲

مین جناب امین اسے یون نہین لے سکتا۔ بلکہ کسی کام کے عوض اور اُجرت مین لون گا"
دوکاندار۔ اچھا۔ اگر تمہین لکھنا آتا ہو تو تم اُجرت پر میرے لیے کتابت کا کام کرو ورنہ چلے جاؤ۔
پھر اُس دوکاندار نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ انکو مدقّہ (تبر) دو۔ غرض مین نے تبر ہاتھ مین لیا
اور انہین لوگون کے ساتھ ملکر چاول کوٹنے اور دوکانداری کے کام کرنے مین مصروف ہوا۔ لیکن چونکہ
مجھے اس کام کی عادت کبھی نہ تھی اس لیے میرا ہاتھ اورون کی طرح تیز نہین چل سکتا تھا۔ دوکاندار مجھے
بار بار گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہی سونے کا ٹکڑا اُجرت مین
دیکر رخصت کیا۔ پھر خدا نے میرے دل مین تحصیل علم کا شوق عطا فرمایا اور مین علمی صیغہ کی طرف متوجہ ہوا
مذہبی تحقیق و تدقیق کی۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ اصول دین۔ کتب تفسیر و حدیث مشہورہ پڑھین
اور تفسیر وسیط امام واحدی کی از اول تا آخر حفظ کر لی" سلہ

اس حکایت سے جسکو امام سبکی رحمۃ آپ کے مجاہدات و ریاضات کے سلسلہ مین خود آپکی زبانی
نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے تصوف و درویشی کی راہ مین آنے اور سیر سلوک کے بعد علوم
ظاہر کی تکمیل فرمائی ہے۔ لیکن یہ امر دیگر کتب کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اسلیے میرے خیال مین
یہ واقعہ درحقیقت اُس زمانہ کا ہے جبکہ آپ بغداد مین شروع شروع وارد ہوے تھے۔ ظاہر ہے
کہ آپکو نووارد ہونے کی وجہ سے اسوقت ہر طرح کی تکلیفون کا سامنا ہوا ہوگا۔ فکر معاش بھی آپکو
کرنا پڑی اور آپ بازار مین نکلے۔ پھر اس دوکان والے سے ملاقات ہوگئی جو نہایت سمجھدار اور باخبر شخص تھا
اُسنے آپ کو ہونہار پاکر نہایت لطیف پیرایہ مین تحصیل علم کا شوق دلایا چنانچہ اسکے بعد ہی آپ
نظامیہ مین داخل ہوے۔ اور درویشانہ محنت و ریاضت کرنے اور نظامیہ کے مدرس اعلیٰ ہونے کے
بعد پھر درویشی کی پوری تکمیل فرمائی اور اسی طرح آپ علم ظاہر و علم باطن اور علم شریعت و علم حقیقت
دونون مین یگانۂ عصر اور یکتائے روزگار ہو گئے۔

آپکے شیوخ طریقت اور آپکی بیعت و خلافت

سلہ طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ ۱۲

حضرت ابو النجیبؒ نے بہتیرے مشائخ وقت سے فیض پایا۔ امام سبکی رح طبقات مین فرماتے ہین واجتمع بسادات" یعنی بہتیرے سادات صوفیہ کی صحبت اُٹھائی۔ اوران سے فیوض و برکات وعلم باطن حاصل فرمایا اور طریقہ وخرقہ وغیرہ اخذ کیا۔ (۱) آپ کے مرشد اکمل اور شیخ اجل حضرت قطب العراق شیخ الصوفیۃ علی الاطلاق شیخ حمّاد دبّاس رضی اللہ تعالی عنہ ہین جو حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے بھی سب سے پہلے شیخ و مرشد ہین حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف مین حضرت شیخ حمّادؒ کے بہ نسبت فرماتے ہین " شیخ شیخنا" یعنے وہ ہمارے شیخ (حضرت ابو النجیبؓ) کے شیخ تھے (عوارف مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۵)

حضرت حمّاد بن مسلم الدّبّاس قدس سرہ کا مشائخ صوفیہ مین وہ عالی مرتبہ ہے کہ خود حضرت نجیب الدین ابو النجیب رضؓ سہروردی فرماتے ہین "

لو رأی ابوالقاسم القشیری الشیخ حمّاد الدّبّاس لقدّمہ فی رسالتہ علی کثیر من المشائخ کہ اگر امام ابو القاسم قشیری شیخ حمّاد دبّاس رضؓ کا زمانہ پاتے اور انکو دیکھتے تو وہ یقیناً اپنے رسالہ (رسالہ قشیریہ) مین انکو بہتیرے مشائخ اعلام پر مقدم کرتے اور فضیلت دیتے"[۱]

حضرت شیخ ابو النجیبؓ کو بغداد مین پہلا فیض شیخ حمّادؒ ہی سے پہونچا۔ خود فرماتے ہین "کان الشیخ حماد بن مسلم الدبّاس من اجلّ من لقیت من مشائخ بغداد وھو اوّل شیخ فتح اللہ علیّ ببرکتہ کہ حضرت شیخ حمّاد دبّاس بغداد کے ان تمام مشائخ وقت مین جن سے مین ملا نہایت جلیل القدر شیخ تھے۔ اور وہ میرے سب سے پہلے شیخ ہین جن کی برکت سے خدا نے مجھکو فتح یاب کیا یعنی اول اول انھین کی پاک ہمت اور پاک روحانی فیضان کی بدولت دُر دیشی و عرفان مین سیر کامل کشود کار ہوا اور مین منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ مراۃ الاسرار مین ہے"[۲]

و با شیخ حمّاد دبّاس نیز صحبت داشت چنانچہ در تکملہ از وے نقل می کنند کہ شیخ ابو النجیب گفت کہ اول فتح کرد خدائے تعالی بر من بہ برکت شیخ حمّاد دبّاس بود۔

---

[۱] بہجۃ الاسرار للعلامۃ الشطنوفی المتوفی ۷۱۳ھ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۱ [۲] بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۵ و قلائد الجواہر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳ مولفہ علامہ شیخ محمد یحیی التادفی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۱۲ م

حضرت ابو النجیب رح اسی زمانہ سے آپکی خدمت مین حاضر ہوکر مستفیض ہوا کرتے تھے جبکہ وہ نظامیہ مین پڑھتے پڑھاتے اور درس و تدریس کا شغل رکھتے تھے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ طریقت کی طرف بھی متوجہ اور مجاہدات و ریاضات مین مصروف تھے۔ اس زمانہ کے متعلق صاحب بہجۃ الاسرار اپنی سند عالی سے بروایت حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر السہروردی رض و شیخ عبداللہ المطر الرومی قدست اسرارہم تحریر فرماتے ہین کہ حضرت ابو النجیب رض نے خود ارشاد فرمایا کہ" مین اپنے ابتدا سے سلوک مین شیخ حماؒد کی خدمت مین حاضر ہوا اور انسے باوجود کثرت مجاہدہ کے کشود کار نہونے کا شکوہ کیا شیخ نے فرمایا کل جس وقت تمھین مدرسہ مین درس و تدریس سے فراغت ہو تو فی الفور اپنے اسی لباس و پوشاک (عالمانہ) کے ساتھ بازار چلے جانا اور ایک بڑے ظرف مین دودھ خرید کر اسی حالت مین میرے پاس لے آنا" حسب الحکم دوسرے دن مین مدرسہ سے اپنے اسی عالمانہ لباس کے ساتھ نکلا اور سیدھا بازار پہونچکر ایک بڑے گھڑے مین دودھ خرید کر اسے اپنے سر پر رکھا اور وسط بغداد مین عام گذرگاہ سے ہوکر چلا اتفاق سے راہ مین میرے تمام احباب مجھے ملے۔ اسوقت سارے لوگ مجھے تعجب کی نظرون سے دیکھتے تھے اور عام نگاہین عجیب عجیب خیالات و اشارات کے ساتھ میری طرف اٹھ رہی تھین۔ بہتیرے آدمی حیرت کے عالم مین میرے پیچھے پیچھے چلے آتے تھے۔ اور میرے نفس کا یہ حال تھا کہ اپنی وقعت اور ننگ و ناموس وغیرہ کا خیال کرکے شرم و حجاب کے مارے عرق عرق ہو رہا تھا۔ اور اس شدید مجاہدہ و ریاضت نفس (اور نفس کشی کے کام) سے جو شیخ رض نے مجھسے لیا۔ ہر قدم پر جو شیخ کی خانقاہ کی طرف بڑھتا تھا نفس کا یہ حال تھا کہ جس طرح آگ پر سیسہ پگھل جاتا ہے اسطرح پگھل رہا تھا غرض نفس مُردہ و ضعیف اور روحانیت کا غلبہ ہوتا گیا۔ اور اسی حال مین مین حضرت شیخ کے رباط کے قریب پہونچا۔ شیخ دروازہ پر میرے منتظر پہلے سے کھڑے تھے۔ مین نے جیون ہی شیخ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا شیخ نے مجھپر ایک عجب عقدہ کشا نظر ڈالی اور نہایت پُرتاثیر و پُرفیض نگاہ کی یہانتک کہ مین بالکل بے خود عقل و خرد سے بیگانہ ہوکر منھ کے بل گر پڑا اُدھر سارا دودھ زمین پر بہنے لگا ادھر ظرف چکنا چور ہوگیا۔ اسوقت فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکًا وّ خرّ موسیٰ صعقًا کا نیا کرشمہ نظر آیا۔ سبحان اللہ سہ از نگاہت فرد درکوے تو بیخود افتادہ

بادہ بس تند است ساقی بمینای تو ہست + حضرت سیدی **ابوالنجیب** رح اس حکایت کے بعد بیان فرماتے ہین و انا الی الآن فی برکۃ تلک النظرۃ[1] یعنے مین اُس پاک نگاہ کی برکت آج تک پاتا ہون اور اس نظر کیمیا اثر کی تاثیر و لطف و لذت اسوقت تک مجھ مین موجود ہے

ع ہوشم بنگاہے ببرد جانانہ چنین باید + یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنین باید۔

اس واقعہ کے بعد بھی حضرت **ابوالنجیب** رض شیخ **حمّاد** کی خدمت و صحبت سے برابر مستفیض ہوتے رہے اور شیخ کے خاص اصحاب و خلفاء و یاران مین ہوئے۔

حضرت حمّاد دباس رح کا طریقہ و سلسلہ یہ ہے کہ آپ شیخ کبیر حضرت ابوالمکارم شیخ **منصور** رض بطائحی کے خلیفہ اجل ہین اور شیخ **منصور** بطائحی کی مختلف نسبتین ہین[2] اول اُنھون نے اپنے والد شیخ **یحیی النجّاری** سے اپنا آبائی سلسلہ و خرقہ پایا جو تین واسطون[3] سے حضرت شیخ الصوفیہ شیخ **ابوبکر** واسطی کے ذریعہ سے سید الطائفہ **ابوالقاسم جنید** رض سے ملتا ہے۔ شیخ **ابوبکر** واسطی شیخ **منصور** بطائحی الانصاری کے جدّ اور حضرت **جنید** کے قدماے اصحاب اور اجل خلفاء سے ہین شیخ **منصور** کا ایک اور سلسلہ حضرت رُویم بغدادی کے ذریعہ سے حضرت سید الطائفہ سے ملتا ہے۔ شیخ منصور بطائحی کی نسبت ثانیہ حضرت شیخ **ابومحمد** شنبکی سے ہے۔ حضرت شیخ ابومحمد شنبکی نے امام الدوائر شیخ **ابوبکر** ابن ہوّار البطائحی سے خرقہ پہنا اور انکو بلا واسطہ حضرت سیدنا **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالی عنہ سے اویسیت تھی اور عالم روحانی مین بحکم رسالتمآب **صدیق اکبر** رض کے دست حق پرست پر بیعت کی

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۱۴۲۔ [2] طبقات الشوافع لابن شہبہ قلمی و سیر الاولیاء وغیرہ ۱۲۔ [3] شیخ یحیی النجاری نے اپنے والد ماجد شیخ ابوسعید موسیٰ انصاری سے خرقہ پایا اور اُنھون نے اپنے والد شیخ کامل سے اور اُنھون نے شیخ یحیی الکبیر سے اور اُنھون نے اپنے والد بزرگوار شیخ ابوبکر واسطی سے اور اُنھون نے حضرت جنید سے اور حضرت سید الطائفہ جنید کا سلسلہ مشہور و معروف ہے کہ اُنھون نے اپنے خال معظم حضرت سری سقطی کی صحبت و خلافت پائی اور اُنھون نے حضرت معروف کرخی کی اور اُنھون نے حضرت داؤد طائی کی اور اُنھون نے حضرت حبیب عجمی رض سے کی اور اُنھون نے حضرت حسن بصری کی اور اُنھون نے حضرت علی مرتضی کی اور اُنھون نے حضرت رسول خدا کی۔ نیز حضرت معروف کرخی کی نسبت ثانیہ یہ ہے کہ اُنھون نے حضرت امام خراسان سیدنا امام علی الرضا رض سے فیض پایا اور اُنھون نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے اور اُنھون نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق رض اور اُنھون نے اپنے والد امام محمد باقر رض سے اور اُنھون نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور اُنھون نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسین رض اور اُنھون نے اپنے والد ماجد امام الائمہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اور اُنھون نے رسول اکرم سید عالم سے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واہلبیتہ وجمیع اولیاء امتہ اجمعین ۱۲

اور خرقہ خلافت پایا۔ خواب سے بیداری کے بعد وہ مقدس خرقہ انکے پاس موجود تھا پھر شیخ ابوبکر ہوازنی سید الصوفیہ سہل بن عبداللہ تستری کی صحبت سے مشرف ہوئے اور انسے اسرار طریقت اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور حضرت سہل امام الصوفیہ حضرت شیخ ذوالنون مصری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور ذوالنون شیخ اسرافیل مغربی کے اور وہ ابوعبداللہ محمد جیشمہ تابعی کے اور وہ حضرت جابر (انصاری الصحابی) کے اور وہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اور وہ رسولخدا صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے (روضۃ الصالحین للعلامۃ الشیخ العارف محمد الوتری الرفاعی المتوفی ۹۸۰ھ رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مصر ص ۶۱)۔

(۲) حضرت ابوالنجیب کے دوسرے شیخ حضرت امام ابوالفتوح شیخ احمد غزالی قدس سرہ ہیں جو حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کے برادر حقیقی اور بہت بڑے عالم ربانی و عارف کامل اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے اور امام غزالی کے بعد عرصے تک نظامیہ کے مدرس بھی رہے تھے حضرت ابوالنجیب ایکمدت تک شیخ احمد غزالی کے سفر و حضر میں برابر ملازم صحبت رہے اصفہان میں بھی آپ شیخ کے ہمراہ تھے (دیکھو عوارف جلد اول ص ۳۸) شیخ ابوالنجیب آپکی صحبت سے مستفیض ہوئے[۱] اور آپ سے علم تصوف اخذ کیا[۲]۔ اور خرقہ خلافت بھی پایا[۳]۔ صاحب مناقب الاصفیا فرماتے ہیں "در خرقہ جلالیہ آورده است که او صحبت و اخذ طریقت از شیخ احمد غزالی نیز داشت[۴] اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رض (مصنف مخدوم جہانیان ۱۲) فرماتے ہیں "نسبت خرقہ شیخ احمد غزالی می رسد (لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۷۹) اور شیخ احمد غزالی کا سلسلہ یہ ہے کہ وہ شیخ ابوبکر نساج طوسی کے خلیفہ ہیں اور حضرت ابوبکر نساج کی نسبت ارادت و خلافت حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی سے ہے اور شیخ ابوبکر دینوری سے بھی فیض پایا ہے۔ حضرت ابوالقاسم گرگانی جو اکابر اولیاء اللہ اور اجلہ مشائخ سے ہیں تین واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید رض سے ملتے ہیں دوسرے بسہ واسطہ کہ شیخ ابوعثمان مغربی و شیخ ابوعلی

---

[۱] طبقات سبکی جلد ۴ ص ۲۵۶ وغیرہ [۲] روضۃ الناظرین للشیخ الوتری ص ۳۱ قال اخذ علم التصوف من شیخہ احمد اخی الغزالی الطوسی ۱۲ [۳] نفحات الانس للجامی ص ۴۷۸ وغیرہ ۱۲ [۴] مناقب الاصفیا ص ۹۳ ۱۲

کاتب و شیخ ابو علی رودباری اند بسید الطائفہ جنید می رسد" ۔[۱]

نیز شیخ ابو القاسم گرگانی کی دوسری نسبت حضرت سیدی ابو الحسن خرقانی سے ہے اور انکو حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی سے اُویسیت اور اُنکی روحانیت سے فیض و تعلیم و تربیت ہے

شیخ ابو بکر دینوری جو حضرت ابو بکر نساج کے دوسرے شیخ ہین وہ بلا واسطہ حضرت جنید رح سے ملتے ہین اور نیز بڑے بڑے اکابر سے فیض پایا ہے

(۳) حضرت ابو النجیب رض نے حضرت غوث الاعظم سیدنا و مولانا السید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی فیض پایا ہے بلکہ خرقہ تبرک و خلافت بھی پہنا ہے سفینۃ الاولیاء مین ہے کہ "بصحبت حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی مشرف گشتہ بودند"

اور حضرت مخدوم جہانیان رضی اللہ تعالی عنہ خزانہ جلالیہ مین فرماتے ہین وایضا لبس خرقۃ التبرک الشیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر السہروردی من قطب العالم محی الحق والدین عبد القادر رح یعنی نیز حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے قطب العالم محی الدین عبد القادر جیلانی سے خرقہ تبرک پہنا" (خزانہ جلالیہ قلمی)

حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر حضرت قطب ربانی سیدی محی الدین ابو محمد عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ہمیشہ نہایت ادب و تعظیم اور محبت و ارادت و خلوص سے پیش آتے اور باوجود خود شیخ وقت اور امام الطائفتین و قدوۃ الفریقین ہونے کے آپ کی خدمت و مجالس وعظ وغیرہ مین اکثر تشریف لاتے اور آپکی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے جسوقت آپ (حضرت غوث الاعظم) نے اپنے رباط شریف مین بڑے بڑے اکابر اولیاء و مشائخ عصر کے مجمع عام مین بالہام ربانی قدمی علی رقاب کل ولی اللہ فرمایا۔ اور تمامی اولیاے امت (حاضرین و غائبین زمانہ) نے بالاتفاق آپکے اس فضل کی تصدیق فرماکر اپنے اپنے مقدس سرون کو خلوص اور ادب کے ساتھ آپکے آگے جھکادیا[۲]

---

[۱] نفحات جامی ص ۳۴۴ - ۱۲ [۲] بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و نفحات جامی۔ و عامہ کتب سیر و تذکرہ وغیرہ ۱۲۔

اُسوقت اُس نورانی مجلس مین حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب رضؓ بھی موجود تھے اور آپ کا نام نامی
خصوصیت سے اس مجلس کے حاضرین مین لکھا گیا ہے۔ آپنے خصوصیت کے ساتھ بکمال ادب اپنا
سر تسلیم حضرت غوث الثقلین رضؓ کے آگے خم کیا چنانچہ علامہ شیخ نورالدین شطنوفی اللخمی رحمۃ اللہ تعالےٰ
علیہ اپنی سند عالی سے روایت کرتے ہین کہ ہمسے محدث فقیہ شیخ ابو معلی ہمدانی الصوفی الشافعی نے
بمقام قاہرہ (مصر) ۶۷۱ھ مین بیان فرمایا کہ ہمسے شیخ جلیل حضرت شیخ عبداللطیف
بن الشیخ ابی النجیب السہروردی نے ۶۲۰ھ مین بمقام اربل بیان فرمایا کہ جسوقت حضرت شیخ
عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اوسوقت میرے پدر
بزرگوار (حضرت ابوالنجیب رضؓ) نے جو اس مجلس مین موجود تھے اپنا سر مبارک روئے زمین کے قریب
تک جھکا دیا اور تین مرتبہ "علی راسی علی راسی علی راسی" فرمایا[۱]۔ حضرت ضیاءالدین
ابوالنجیب عبدالقاہر رضی اللہ تعالی عنہ کے مزید تعلقات جو حضرت سیدی شیخ عبدالقادر
رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھے اور آخر عمر تک قائم رہے اُنکی زیادہ تفصیل حضرت ابوالنجیب رضؓ کے
معاصرین کے ذکر مین انشاء اللہ تعالی آئے گی۔ (۴) حضرت ابوالنجیب اصل پیر و شیخ و
مرشد طریقت آپ کے عم بزرگوار حضرت خواجہ وجیہ الدین ابوحفص عمر قدس سرہ العزیز
ہین جنھون نے بچپن ہی سے آپکو اپنے کنار تربیت مین رکھا۔ اور آپ ہی کی ہمت مردانہ اور توجہات
باطنیہ کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابوالنجیب رضؓ کی روز افزون ترقیات ظاہری و باطنی نے بہت جلد
حضرت ابوالنجیب رضؓ کو اس اعلی معراج کمال تک پہونچایا کہ مسلمانون کے ہر طبقہ و ہر جماعت مین
آپ کا نام نامی نہایت ادب سے لیا جانے لگا۔ اور اکابر شریعت و ارباب طریقت علماء فقہاء
محدثین اور صوفیہ و مشائخ ربانیین سب نے متفق طور پر آپکو اپنا بزرگ اور معظم و محترم و ہادی
و پیشوا مانا حتی کہ قوم نے[۲] قدوۃ الفریقین، مفتی العراقین ۔ اور امام الطائفتین[۳] کے

---

۱ بہجۃ الاسرار ص وغیرہ ۱۲م ۲ مرآۃ الجنان للامام الیافعی و تلا کھ الجواہر و نفحات ملاجامی وغیرہ وغیرہ ۱۲
۳ دیباچہ آداب المریدین مطبوعہ بانکیپور پٹنہ ص ۱۲م

خطاب و القاب سے آپکو یاد کیا۔ اصحاب تذکرہ خصوصاً حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کان یُلقّب بقدوۃ الفریقین ومفتی العراقین "
حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی سہروردی قدس سرہ العزیز کیا خوب ارشاد فرماتے ہین کہ "از بزرگی خواجہ قاضی وجیہ الدین ابو حفص رضؓ چہ توان گفت" ہمین بسند است کہ ہمچون خواجہ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی کہ جنید ثانی است ہمہ مشائخ طریقت را تمسک بہ تصنیفات او و متابعان اوست در خدمت تربیت و برآمدہ است (مناقب الاصفیا ص۸۶)
حضرت خواجہ وجیہ الدین کی نسبت ارادت اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد بن عبد اللہ العموبہ کے علاوہ شیخ فرج زنجانی رحؒ سے بھی تھی اور حضرت شیخ زنجانی رحؒ نے خواجہ محمد بن عموبہ کے روبرو بمشارکت یکدیگر قاضی وجیہ الدین ابو حفص کو خرقہ پہنایا تھا۔
در خزانہ جلالی آوردہ است کہ شیخ وجیہ الدین عمر را شیخ محمد بن عبد اللہ المعروف بعموبہ پدر او و اخی فرج ریحانی (زنجانی) بالمشارکت یکدگر خرقہ پوشانیدند (مناقب الاصفیاء از مخدوم شاہ شعیب فردوسی قدس سرہ ص۸۶)
خواجہ وجیہ الدین کی ان دونون نسبتون مین فرق اسقدر ہے کہ اپنے والد ماجد کے سلسلہ سے وہ صرف دو واسطون (احمد اسود دنیوری رحؒ و ممشاد دنیوری رحؒ سے حضرت سید الطائفہ ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ تک پہونچتے ہین۔ اور اخی فرج زنجانی کے نسبت سے تین واسطون سے ملتے ہین کیونکہ شیخ زنجانی نے خرقہ خلافت ابو العباس نہاوندی رحؒ سے پہنا اور انھون نے عبد اللہ خفیف شیرازی رحؒ سے اور انھون نے حضرت ابو محمد رُویم بغدادی رحؒ سے جو جنید رضؓ کے اکابر خلفاء اور کُمّل اولیاء اللہ سے ہین۔ (مناقب الاصفیا ص۸۶ و روضۃ الناظرین ص۱۳ وغیرہ)۔
حضرت خواجہ قاضی وجیہ الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سلسلون کا حضرت ابو النجیب رضؓ کو مجاز مطلق کیا۔ اور اپنا خرقہ پہنا کر خلیفہ و جانشین کیا۔ حضرت ابو النجیب رضؓ کے ان شیوخ کے علاوہ ممکن ہے کہ اور شیوخ بھی ہون اور حضرت خواجہ ابو النجیب رضؓ نے اپنے زمانہ

مبارک کے عام رواج و معمول مشائخ کے مطابق اور بھی بہتیرے مشایخ وقت سے آپ مستفیض ہوئے ہوں جنکے نام نامی ہمیں معلوم نہ ہو سکے۔ کیونکہ اگلے زمانہ میں یہ دستور نہ تھا کہ کسی ایک شیخ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر مرید ہو گئے اور بس اسی کے ہو کر رہ گئے۔ بلکہ ہر بزرگ کے کثیر التعداد پیران و شیوخ ہوتے تھے جنمین کوئی پیر صحبت ہوتا تھا، کوئی شیخ طریقت، کوئی شیخ الخرقہ، کہین تعلیم و تربیت ہوتی تھی۔ کہین طے منازل و سیر سلوک کہین صرف فیضان صحبت و خدمت کہین خرقہ خلافت و اخذ طریقت۔ اور ان تمام شیوخ کو اپنا پیر اور شیخ ہی سمجھتے تھے انمین کوئی تفرقہ نہ کرتے تھے۔ ہان یہ ضرور تھا کہ جس شیخ کی نسبت سب پر غالب ہو جاتی تھی اسکے سلسلہ و خرقہ کا شیوع و اجرا انکے ہاتھون پر بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن دیگر طرق و سلاسل بھی ہرگز مفقود یا موقوف نہین ہو جاتے تھے بلکہ ان طریقون کی بیعت و اجازت کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا اور ہر ایک طالب و مرید کے رجحان و مناسبت کے مطابق اسکو اسی سلسلہ مین قبول کرتے اور اسی طریقہ کی نسبت اسکو عطا فرماتے تھے۔ حضرت **ابو النجیب** کے زمانہ کے بعد بھی مدت تک یہی طریقہ رہا۔ حضرت **مخدوم جہانیان** رضہ اور حضرت سلطان سید **اشرف جہانگیر** سمنانی رضہ وغیرہما قدست اسرارہم و رحمۃ اللہ علیہم کے دور تک ایسا ہی معمول تھا جیسا کہ ان بزرگوارون کے مصنفات و مؤلفات اور تذکرون سے ظاہر و روشن ہے حضرت **ابو النجیب** رضہ نے اسی طریق و روش کے موافق ان متعدد بزرگون سے (جنکا اوپر ذکر ہوا) استفاضہ کیا اور انکی نسبتین اور خرقہ و اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔

لیکن درویشون مین عام طور پر دو ہی نسبتین آپ کی اور دو ہی شجرے مشہور و معروف ہین ایک حضرت شیخ **احمد غزالی** رح کا شجرہ۔ دوسرا حضرت کے عم محترم حضرت خواجہ **وجیہ الدین ابو حفص** رضہ کا۔ اکثر کتب تذکرہ وغیرہ مین بھی یہی دو شجرہ نقل کیے گئے ہین۔ حتیٰ کہ حضرت مخدوم شاہ شعیب الفردوسی السہروردی البہاری نے اپنی کتاب مستطاب **مناقب الاصفیا** مین جو خاص بزرگان سلسلہ فردوسیہ سہروردیہ کے احوال مین ہے حضرت **ابو النجیب** رضہ کے تذکرہ مین آپکے صرف انھین دو نسبتون کا ذکر اور انھین دو شجرون کو نقل فرمایا ہے (فالعجب کل العجب)

حضرت سیدی خواجہ ضیاء الدین ابو النجیبؒ کے شیوخ طریقت کے ذکر مین ایک مشکل بحث یہ بھی ہے کہ آپ کے ان شیوخ مین کون مقدم ہے اور موخر کون ؟ کس کی صحبت و خدمت مین سب سے پہلے مستفیض ہوئے۔ اور کس سے بعد مین استفادہ و استفاضہ کیا ؟ مثلاً یہ سوال اس مقام پر پیدا ہو سکتا ہے کہ شیخ احمد غزالی کی صحبت مین آپ کب اور کس زمانہ مین تھے ؟ اور شیخ حمّادؒ دباس سے کس ماہ مین فیض پایا۔ اور پھر اپنے عم محترم شیخ وجیہ الدین کی خدمت مین کب رہے ؟۔ ان مختلف شیوخ کی خدمت مین حاضر ہونے اور تربیت وغیرہ پانے کا زمانہ متفاوت ہے یا ایک ہے ؟۔

یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا صاف اور تشفی بخش جواب بہت دشوار او صعب ہے کیونکہ ارباب تذکرہ و سیر اور اصحاب طبقات و تراجم نے اس مسئلہ پر کوئی روشنی ہی نہین ڈالی ہے۔ تاہم غور و فکر اور تمام کتب کی چھان بین سے جو رائے مین نے قائم کی اور جو تحقیق مجھے حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ۔

حضرت ابو النجیبؒ کے سب سے پہلے شیخ و مرشد آپ کے عم بزرگوار خواجہ قاضی وجیہ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہین جنکی آغوش شفقت مین آپ نے بچپن ہی سے جسمانی و روحانی اور ظاہری و باطنی تربیت و تلقین پائی۔ ابتداءً انداز درویشانہ و روش صوفیانہ و آداب طریقت آپ نے اُن سے سیکھے۔ اور عجب نہین کہ خرقہ خلافت و ارادت بھی اوّل اوّل آپ ہی سے پایا ہو۔ اور یہان سے خرقہ وغیرہ حاصل کرنے کے بعد دوسرے شیوخ کی طرف توجہ کی ہو۔ یا ممکن ہے کہ اس سے پہلے زمانۂ تربیت ہی مین آپکے عم محترم نے آپکو دیگر مشائخ کی صحبت و خدمت اور ان سے استفاضہ کی اجازت دے دی ہو۔

بہر حال جس زمانہ مین آپ بغداد تحصیل علوم وغیرہ کے لیے آئے اور قاضی وجیہ الدینؒ بھی یہین آکر ساکن ہوئے اسوقت عراق عجم خاص کر بغداد مین امام ابو الفتوح شیخ احمد غزالی الطوسی کے پُر اثر اور پُر زور مواعظ کا غلغلہ اور انکی بزرگی و درویشی اور کشف و کرامات کا شہرہ تھا۔ اگرچہ اسوقت نظامیہ۔ (اسلامی یونیورسٹی) کی تولیت و تدریس سے آپ کنارہ کش ہو چکے تھے۔ مگر غالباً خاص بغداد ہی مین تشریف فرما تھے۔ شیخ ابو النجیبؒ نے آپ کی صحبت اختیار کی اور علم تصوف و معارف و حقائق و آداب طریقت اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مگر چونکہ شیخ احمد غزالیؒ کا زمانہ آخر ہو چکا تھا اسلیے

شیخ ابو النجیب رضؓ۔ شیخ کا اشارہ و مرضی پاکر قطب العراق شیخ حمّاد دبّاس رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے یہین آپ کو فتح باب ہوا اور درویشی کی پوری تکمیل ہو گئی جیسا کہ خود آپ نے فرمایا کہ ھو اول شیخ فتح اللہ علی ببرکتہ ۔ امر کہ شیخ ابو النجیب رضؓ حضرت شیخ احمد غزالی رضؓ کے بعد حضرت حمّاد دبّاس رضؓ کی خدمت اور پاک صحبت مین حاضر ہوئے اور انکی تربیت مین آئے۔ حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الدین محمد بدایونی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر سے صاف ظاہر ہے فرماتے ہین کما کان حال الشیخ ابی النجیب السہروردی رضؓ لما مات شیخہ احمد الغزالی استفاد باشارتہ عن الشیخ حماد الدبّاس رضی اللہ عنہ [سیر الاولیا ۲۲۸] یعنی جب شیخ ابو النجیب سہروردی رضؓ کے شیخ احمد غزالی رضؓ نے انتقال فرمایا تو آپ انکے اشارہ سے شیخ حمّاد دباس رضؓ سے مستفید ہونے لگے۔ ان ہر دو بزرگوار کی تواریخ کے ملانے سے بھی مذکورہ بالا بیان کی صحت کا پتہ ملتا ہے کیونکہ شیخ احمد غزالی رضؓ کی وفات شیخ حمّاد سے پانچ برس پہلے واقع ہے اول بزرگ نے ۵۲۰ھ مین انتقال فرمایا (ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۹ و طبقات سبکی وغیرہ) اور شیخ حمّاد دبّاس رضؓ کی رحلت ۵۲۵ھ مین ہوئی (قلائد الجواہر صفحہ ۱۰۳ وغیرہ) اس سے حضرت ابو النجیب کا شیخ احمد غزالی رضؓ سے پہلے مستفیض ہونا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے پھر حضرت ابو النجیب رضؓ شیخ حماد قدس سرہ کی وفات کے بعد اپنے بہترین معاصر بلکہ افضل المعاصرین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابو النجیب شیخ کامل و مکمل اور مقتدا اور پیشواے زمانہ اور اپنے طریقہ و سلسلہ کے فرد یگانہ اور مرجع انام و ملجا و ماواے خاص و عام ہو چکے تھے مگر آخر وقت تک قطب الاقطاب غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سید السادات سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے برابر نہ صرف مخلصانہ و دوستانہ بلکہ نیزارا تمندانہ و مستفیضانہ ملتے رہے اور خرقہ بھی پہنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے

اب آخر مین ناظرین سے میری گذارش یہ ہے کہ اگرچہ یہ ترتیب مین نے کتب طبقات و سیر اور بالخصوص سیر الاولیاء و مناقب الاصفیاء و خزانہ جلالیہ وغیرہ کی اوراق گردانی اور تحقیق و تدقیق کے بعد قائم کی ہے۔ مگر پھر بھی مین قطعی فیصلہ نہین کر سکتا کہ یہی ترتیب صحیح ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے خلاف

کوئی اور صورت تقدیم و تاخیر کی واقع ہوئی ہو جو ہمین معلوم نہو سکی۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

جب شیخ ابو النجیب رض اپنے روحانی مدارج کی پوری تکمیل فرما چکے اور آپ کے شیوخ طریقت نے آپ کو مخلوق کی ہدایت و رہنمائی اور لوگون کے تصفیہ قلوب و تذکیہ نفوس کے لیے مامور فرمایا تو آپ

ارشاد و ہدایت خلق کی طرف متوجہ ہوے

آپ دجلہ کے کنارے ایک خرابہ (ویرانہ) مین رہتے تھے۔ مریدین و معتقدین اور طالبین کا وہین ہجوم شروع ہوا۔ اور آپ کے فیوض و برکات خدمت و صحبت سے لوگ فیضیاب و کامیاب ہونے لگے اور آپ کے کرامات و تصرفات اور فیوض و برکات کا غلغلہ بلند ہوا۔ آپ نے اپنے اس جھونپڑے کو جو دجلہ کے مغربی کنارے پر واقع تھا ایک وسیع سرائے و خانقاہ کی صورت مین بنوایا۔ تاکہ طالبین و مسترشدین کی جماعت کے رہنے سہنے کی جگہ و منزل گاہ اور فقرا و مساکین اور دیگر مسافرین کا مسکن و ماوا ہو۔ اور اسی سے متصل ایک مدرسہ کی بھی بنیاد ڈالی۔ ادہر درس و تدریس فتویٰ و فرائض اور وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد ہوتی تھین اور ادہر فقرا و درویشوں کی تعلیم و تلقین اور سالکین کے مجاہدہ و ریاضت صیام و قیام چلہ و اربعین وغیرہ کی نگہداشت کی جاتی تھی۔ خدا نے آپ کی ذات کو مجمع البحرین بنایا۔ علم ظاہر اور علم باطن دونون کا شیوع آپ کی ذات سے ایک طرح پر ہوا۔ علماے ظواہر اور ارباب تصوف و درویشی نے آپ سے یکسان فائدہ اُٹھایا۔ جب آپ کے یہان کوئی طالب آتا تو آپ اُسے اسماء حسنیٰ پڑھ کر سناتے اگر کسی اسم پر اُسکے قلب کو جنبش ہوتی بس اسی اسم کا مراقبہ تعلیم فرماتے اور اگر کسی اسم پر اُسکے قلب کو اثر نہ ہوا تو فرما دیتے جاؤ دنیا کے کام دہندے کرو اس کام مین اپنا وقت ضائع نہ کرو[1]۔ ابن خلکان لکھتا ہے ظهرت برکته علی تلامذته[2] "کہ انکی فیوض اور پاک برکتین انکے تمام شاگردون پر ظاہر ہوئین" درس و تدریس کے ساتھ آپ نے

[1] تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی ص۱۸۱ وغیرہ ۱۲ [2] وفیات لابن خلکان جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۲

وعظ و تذکیر

کا بھی مہتم بالشان سلسلہ شروع کیا۔ اور برابر خلق خدا کو اپنی عارفانہ وعظ و نصیحت سے مستفیض فرماتے تھے[1] آپکی مجلس وعظ مین سیکڑون بندگان خدا نے اپنے گناہون اور بدکردارییون سے توبہ کی اور آپ کی دعوت و ہدایت کے ذریعہ سے ہزارون گمراہ راہ راست پر آئے اور بہتیرے رند خراباتی سچے درویش اور عارف کامل و اتقیاء و ابرار بنگئے۔

اُس زمانہ مین وعظ و نصیحت و پند گوئی کوئی معمولی کام نہ تھا بلکہ ایک منصب عظیم سمجھا جاتا تھا اور جس طرح درویشون مین رشد و ارشاد و طریقت کی اجازت و خلافت ہوتی تھی اسی طرح تذکیر اور وعظ گوئی کے لیے بھی سند و اجازت و خلافت ہوا کرتی تھی۔ ہر کس و ناکس اسکا مجاز نہین ہوسکتا تھا بلکہ وہی حضرات اسکے مجاز ہوتے اور اس قومی و مذہبی خدمت کو انجام دیتے تھے جنکو علما و مشائخ وقت قابل و لایق سمجھکر ممبر پر بیٹھا دین اور وعظ کہنے کی اجازت دین۔ اور علماے ظواہر کی طرح مشائخ صوفیہ بھی وعظ و پند کا معمول رکھتے تھے بلکہ تمام بڑے بڑے باطنون اور مدرسون اور خانقاہون مین مجلس وعظ کا منعقد ہونا ضروری و لازمی تھا اور تمام اکابر صوفیہ عموماً تذکیر و وعظ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو النجیبؒ بھی اسی دستور کے مطابق وعظ گوئی کے منصب پر ممتاز ہوئے اور وعظ و نصیحت و پند و ہدایت کے ذریعہ سے قوم و مذہب کی اعلیٰ خدمت نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر انجام دی۔ ۵۴۵ھ ہجری مین وسط محرم کو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر

نظامیہ یونیورسٹی کے پرنسپل مقرر ہوئے

مورخین کا بیان ہے کہ محرم ۵۴۵ھ مین سلجوقی تاجدار سلطان مسعود نے شیخ ابو النجیب سہروردی رضی کی خدمت مین حاضر ہوکر نظامیہ کی تولیت و تدریس کی درخواست کی۔ آپ نے بغیر اذن بارگاہ خلافت کے اس خدمت و منصب کے قبول فرمانے سے انکار کردیا آخر سلطان مسعود نے خلیفہ عباسی

[1] عامہ کتب ۱۲

المستضی بامر اللہ سے اسکی خاص طور پر باضابطہ اجازت حاصل کی۔ تب آپ نے سلطان کی درخواست منظور فرمائی اور ۵۵۵ھ ماہ محرم الحرام سے نظامیہ میں درس و تدریس فرمانے لگے اور اسکی تولیت اپنے ہاتھ میں لی[1]

آپ کے تولیت درس کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ میں ایک سخت اور عجیب واقعہ پیش آیا جسکو تاریخ کامل میں ۵۴۴ھ کے حوادث میں بشرح و بسط نقل کیا ہے۔ کہ شیخ یعقوب مشہور کاتب جو نظامیہ کے بورڈنگ ہوس میں مثل دیگر فقہا و طلباء کے رہتے تھے انتقال کر گئے چونکہ انکا کوئی شرعی وارث جو انکے مال و اسباب کا مستحق ہوتا۔ نہ تھا اسلیے سلطنت و خلافت کی طرف سے جو شخص متولی الترکات مقرر تھا وہ مدرسہ میں آیا اور انکے متروکہ پر قبضہ کر کے اُس کمرہ میں جسمیں متوفی کی سکونت تھی قفل ڈالدیا۔ فقہا و متعلمین مدرسہ نے اس میں مزاحمت اور روک ٹوک کی جس پر بات بڑھتے بڑھتے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اور نوبت یہان تک پہنچی کہ حاجب (یعنی چوبدار و سپاہی) مدرسہ نے دو فقیہون کو محبوس کر لیا۔ اسپر نظامیہ کے تمام فقہا و طلبہ میں شورش پھیل گئی اور سب نے ملکر اسٹرائک کر دیا۔ ابواب مدرسہ بند کر لیے گئے۔ مدرسین کی کرسیان مدرسہ سے نکالکر باہر ڈالدی گئین۔ اور شب کے وقت مدرسہ کی عظیم الشان بلند چھت پر چڑھ کر طالب العلمون نے شور و فریاد برپا کیا۔ حضرت شیخ ابوالنجیب رضی اللہ عنہ (جو نظامیہ کے مدرس اعلیٰ اور پرنسپل بھی تھے) کو اس ناشائستہ و غیر مہذبانہ حرکت سے تشویش اور سخت رنج پیدا ہوا۔ آپ خود دربار خلافت میں خلیفہ وقت کے پاس تشریف لائے اور نہایت ادب و انکسار کے ساتھ معذرت پیش کی۔ اور معافی نامہ لیکر واپس ہوئے اور آپکی حسن تدبیر و حکمت سے اور نیز آپکی عظمت و جلالت کی وجہ سے وہ فتنہ خیز ہنگامہ جلد فرو ہو کر بخوبی و آسانی رفع دفع ہو گیا[2] دو برس تک

[1] تاریخ کامل للعلامۃ المورخ المحدث ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر۔ و دیگر کتب تواریخ ۱۲ ۵۵ۃ کامل جلد ۱۱

[2] اس تاریخی واقعہ سے معلوم ہوا کہ مدرسون اور کالجون اور بڑی بڑی درسگاہون کے متعلمین و طلبہ کا ایسے ہنگامے برپا کرنا یا عام طور پر اسٹرائک کر دینا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس زمانہ سے پہلے بھی اسکا دستور تھا۔ آج اگر علی گڈھ کالج یا اسلامیہ کالج لاہور کے اسٹوڈنٹس و طلبہ نے اسٹرائک کر دیا تو کوئی تعجب خیز امر نہیں جبکہ آج سے سات آٹھ سو برس پیشتر بغداد میں نظامیہ یونیورسٹی کے طالبعلمون نے بھی اس قسم کی حرکت کی اور سب نے ملکر اسٹرائک کر دیا تھا۔

آپ نے نظامیہ مین درس و تدریس فرمائی - ہزارون طلبہ آپ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوے - پہر رجب ۵۴۷ھ مین (جس سال اسٹرایک کا واقعہ دپیش ہوا) آپ نے اس خدمت سے مستعفی ہوکر اپنے مدرسہ کی طرف رجوع فرمایا[۱]

آپ کے تلامذہ فقہ وحدیث

اس کثرت سے ہین کہ انکے اسمار گرامی کا احصاء وشمار نہین کیا جا سکتا امام سبکی رح کے طبقات کی چوتھی اور پانچوین جلدون مین اکثر اکابر فقہار ومحدثین کے تذکرے مین حضرت امام ابوالنجیب رض سے انکے شرف تلمذ حاصل کرنے کا ذکر بتصریح موجود ہے - کہین مرقوم ہے "تفقہ بالنظامیۃ علی مدرسہا الامام ابی النجیب السہروردی (یعنے نظامیہ مین اُسکے مدرس امام ابوالنجیب رض سے پڑہا) کہین کسی کے ذکر مین لکھا ہے" تفقہ علی شیخ ابی النجیب السہروردی (آپنے شیخ ابوالنجیب سے فقہ حاصل کی) بعضون کے بہ نسبت لکھتے ہین" سمع الحدیث من الشیخ ابی النجیب رض (حدیث شیخ ابوالنجیب سے سُنی) روی عن الشیخ ابی النجیب رح (حضرت ابوالنجیب سے روایت حدیث کی) بہتیرون کے حال مین ہے صحب ابا النجیب السہروردی (ابوالنجیب سہروردی کی صحبت اُٹھائی ہے) -

چنانچہ امام فخرالدین ابوعلی واسطی قاضی ابوالفتوح تکریتی، علامہ کمال الدین ابوالبرکات ابن الانباری، شیخ ابوزکریا تکریتی علامہ ابن الغبیری وغیرہم جو اجلہ علمار اور افاضل فقہاے وقت ہین اور بعضے انہین سے نظامیہ کے مدرس بھی ہوے یہ لوگ آپ کے حلقۂ درس مین بیٹھے اور فقہ وغیرہ مین آپ سے تلمذ حاصل کیا - اسی طرح حافظ کبیر ابن عساکر محدث شام، علامہ حافظ قاسم ابن عساکر زین الامنار ابوالبرکات محدث ابواحمد ابن سکینہ محدث عراق اور تاج الاسلام حافظ عبدالکریم سمعانی المحدث المورخ صاحب کتاب الانساب وغیرہم جو اکابر حفاظ وشیوخ محدثین ہین آپ کے تلامذہ حدیث سے ہین اور حدیث وغیرہ مین ان لوگون نے آپ سے اخذ وسماع و

[۱] تاریخ ابن خلکان جلد اول وغیرہ ۱۲

روایت کی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کے نزدیک آپ کیسے مسلم الثبوت شیخ تھے اور فقہ و حدیث وغیرہ میں آپ مسلم امام تھے کہ حفاظ وقت بھی آپ سے مستفیض ہوتے تھے۔ امام سبکی نے طبقات میں آپ کے تلامذہ کی فہرست دینے کے بعد وخلائق کا اضافہ لکھا ہے یعنی ان اکابر کے علاوہ اور بھی بہتیری مخلوق آپ کی شاگرد ہے۔ (طبقات سبکی جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کی خدمت میں اپنی حاضری اور اخذ وسماع و روایت کا ذکر اپنی کتاب الانساب میں اس طور پر کرتے ہیں کہ حضرت عندہ نوبًا عدۃ وسمعت کلامہ وتبرکت بہ سمع ابا علی محمد بن سعید بن نبھان الکاتب وغیرہ وسمع بقراءتی علی شیخنا ابی سعید احمد بن محمد البغدادی۔ وکتبت عنہ یسیرًا (کتاب الانساب قلمی) یعنی میں حضرت شیخ **ابوالنجیب** رضی اللہ عنہ کے حضور میں بارہا حاضر ہوا اور آپ کا کلام نیض تمام سنا اور اس سے تبرک اور برکت حاصل کی آپ نے **ابن نبھان** وغیرہ سے حدیث سنی ہے اور میرے شیخ ابوسعد احمد بن محمد بغدادی سے بھی میری قرات میں شریک ہو کر سماعت فرمائی۔ اور میں نے آپ سے کچھ اقوال واحادیث (روایت کی اور لکھی ہے)

مریدین وخلفاء

حضرت ابوالنجیب رضی اللہ عنہ کی پرزور ولایت اور کرامات وتصرفات نے نہ صرف بغداد یا اس کے نواح کے باشندوں کو آپ کا گرویدہ بنا لیا تھا بلکہ عراق عرب وعراق عجم کے علاوہ دیگر اسلامی دنیا میں بھی آپ کی ولایت کا سکہ جاری ہو گیا۔ دنیا کے ہر گوشہ کی بسنے والی مخلوق جوق جوق آپ کی خدمت میں آتی اور اپنے مقاصد میں کامیاب اور فائز المرام ہوتی تھی۔

علامہ شطنوفی فرماتے ہیں "واشتہر ذکرہ فی الآفاق وقصد من کل قطر[1]"۔

علامہ محمد ونشریسی رفاعی فرماتے ہیں "اشتہر امرہ وسار فی الاقطار صیتہ وحسن ذکرہ وانتفع بہ امۃ[2]"

اور امام **سبکی** فرماتے ہیں "واشتہر اسمہ وبعد صیتہ وافلح بسببہ خلق[3]"

سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اطراف ملک اور آفاق عالم میں حضرت ابوالنجیب رضی اللہ عنہ کا شہرہ بلند۔ اور غلغلہ

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۔۔۔ ۱۲ [2] روضۃ الناظرین صفحہ ۱۳۔۔۱۲ [3] طبقات کبری جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ ۱۲

ذرہ چہ پیدا شود آفتاب ٥ خلف الصدق شیخ شد بلند * زلزلہ در گوہر قطامی فگند *—

آپ آفتاب عالمتاب کی طرح دنیا میں مشہور ہوئے۔ اور دنیا کے ہر حصہ سے اور ملک کے ہر گوشہ سے لوگ کشاں کشاں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ امت محمدیہ آپکی ذات بابرکات سے متنفع ہوئی اور خلق خدا نے آپ کی بدولت دینی و دنیاوی صلاح وفلاح حاصل کی غرض آپ کے چشمۂ فیض سے ایک عالم سیراب ہوا۔ اور آپ کی پاک روحانیت کی تعدی و تاثیر نے ہزارہا انسان کو انسان کامل اور اولیاء و اصفیاء و اقطاب و اغواث بنا دیا۔ تخرج بصحبتہ غیر واحد من اعیان المشہودین کالشیخ شہاب الدین السہروردی والشیخ عبد اللہ بن مطر الرومی وغیرہما رضی اللہ عنہم وانتمی الیہ من مشایخ الصوفیۃ جم غفیر یعنی آپ کی صحبت وتربیت سے بڑے بڑے اکابر و مشاہیر بزرگ کامل و مکمل ہو کر نکلے مثل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شیخ عبد اللہ بن مطر رومی وغیرہما کے۔ اور مشایخ عظام و صوفیہ کرام کی بہت بڑی جماعت اور ایک گروہ عظیم آپ کی طرف منسوب ہوا (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۴)

حضرت شیخ الشیوخ شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردیؒ (جو حضرت ابو النجیب کے برادر زادہ اور خلیفہ اجل ہیں) حضرت ابو النجیبؓ کے مریدین اور انکی تعلیم وتلقین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے عم محترم اور شیخ الطریقت حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی قدس اللہ نفسہ نے اپنے جس مرید پر نظر لطف وعنایت کی وہ بالیقین منزل مقصود کو پہونچا۔ اور جس طالب کی طرف آپنے اپنی ہمت مبذول فرمائی وہ ضرور یگانہ روزگار اور شیخ زمانہ ہوا۔

پھر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو النجیبؓ کا معمول تھا کہ جب کسی مرید و طالب کو آپ خلوت نشین کرتے اور چلہ و اربعین وغیرہ میں بٹھاتے تو برابر اسکا خیال رکھتے اور روزانہ اسکے پاس خود تشریف لیجاتے اور اسکے حالات و کیفیت کو دریافت فرماتے اور پھر اسکو آئندہ اسپر گذرنے والے حالات اور آنے والے واقعات کی خبر دیتے کہ آج کی شب تجھپر یہ واردات گذرینگے فلان فلان باتین منکشف ہونگی یہ یہ حالتیں پیدا ہونگی اور فلان مقام کی سیر یا ترقی، یا تجلّی ہوگی۔ اور فلان وقت

فلان موقع پر ایک شخص ایسی صورت کا تیرے پاس آئیگا اور یہ یہ باتین کہے گا۔ لیکن تو ہشیار اور
خبردار رہنا اور اس سے بچنا۔ وہ شیطان ہے اسکے دھوکے مین نہ آجانا۔ چنانچہ جن جن اوقات مین
جن جن حالات و واقعات کی حضرت شیخ خبر دے جاتے تھے انھین اوقات مین وہ ساری کیفیتین اور
ساری باتین بعینہ ظہور مین آتی تھین انمین سرمو فرق نہوتا تھا۔[1] (اس روایت سے جو باسناد صحیح
مروی ہے۔ آپ کی کرامت اور انکشاف تام اور کمال اشراق نورانی اور اعلیٰ روحانی قوت۔ اور
جلالت شان کا اچھی طرح اندازہ ہوسکتا ہے)۔

الغرض جس طرح طلبۃ العلوم نے حضرت ابو النجیب رح کے حضور مین علوم دینیہ کی تحصیل کی اور آپ کے
مدرسہ سے ایسے جلیل القدر اور کبیر الشان عالم و فاضل و فقیہ و محدث ہو کر نکلے۔ جنکی بدولت اسلامی
دنیا کے بہتیرے مدارس اپنی علمی ترقیون کے مرتبہ کمال تک پہونچے اور صدہا طلبۃ العلوم اساتذۂ وقت
اور کملاے عصر ہوے۔ اسی طرح طالبان حقیقت اور جویان طریق معرفت نے آپ کی خدمت مین علم
تصوف اور آداب طریقت کی تحصیل اور فقیری و درویشی کی تکمیل کی اور آپ کی خانقاہ اور رباط سے
جو خمخانہ معرفت تھا صدہا فقرا اور عارف کامل اور صوفی باصفا۔ مئے وحدت کے متوالے اور بادہ معرفت کے
مست و سرشار ہو کر نکلے جنکی مخمور آنکھون کی ایک ایک گردش نے مجالس عالم مین گردش جام کا کام کیا۔

؎ گردش چشم بتان گردش جام است اینجا + غیر این بادہ دگر بادہ حرام است این جا + اور جنھون نے
ع بادہ خوردی و بر فشان جرعۂ جام خویش را + کے مطابق سیکڑون کو اپنا جیسا کر دیا اور اپنی ایک توجہ
اور ایک نظر کیمیا اثر مین ہزارون کو عارف حق آگاہ و حق بین بنا دیا۔ آپکے اصحاب و خلفاء کے ذکر کے
لیے تو ایک دفتر عظیم درکار ہے تاہم آپ کے چند مشاہیر اصحاب و اکابر خلفاء کے ذکر مع مختصر احوال
آخر رسالہ مین انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائینگے جنکے اسماء گرامی یہ ہین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
خواجہ نجم الدین کبری۔ حضرت عماریاسر۔ شیخ اسمٰعیل قصری۔ شیخ روزبہان کبیر مصری شیخ عبداللہ مطروی
وغیرہم۔

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۳۴ و قلائد الجواہر و طبقات کبریٰ للامام عبدالوہاب الشعرانی و غیر ذٰلک من الکتب المعتبرۃ ۱۲

"شیخ کی پابندی شریعت"

حضرت ضیاء الدین ابو النجیب رضؓ جس طرح طریقت کے پیشوا تھے اسی طرح شریعت کے بھی مقتدا و امام تھے اتباع شریعت اور پابندی سنت کا بہت بڑا خیال و لحاظ فرماتے تھے۔ کبھی کوئی قول و فعل آپ کا آداب شرع سے ہرگز باہر نہیں ہوتا تھا۔ کان عاملا بظاہر الشریعۃ عارفا بباطن الحقیقۃ جامعاً بینہما لا ینفک عن ادب الشرع قولاً ولا فعلاً [1]

یعنی ظاہر شریعت کے پابند اور پورے پورے عامل اور باطن حقیقت اور طریقت کے عارف کامل شریعت و طریقت کے جامع تھے کوئی کلام آپ کا یا کوئی عمل کبھی شریعت کے خلاف اور آداب شرع سے خارج نہیں ہوتا تھا۔

"لباس و پوشاک اور وضع ظاہری"

آپ کی شکل و صورت ظاہری سے اعلیٰ درجہ کے تقدس و نورانیت کے ساتھ وقار و رعب اور عظمت و ہیبت و جلالت بھی بدرجۂ کمال نمایاں تھی۔ لباس و پوشاک آپ کا عالمانہ تھا اور علماء کرام کی وضع مین رہتے تھے۔ پوشاک عمدہ اور معمولی ہر قسم کی بلا تکلف پہنتے اور طیلسان کے کپڑے بھی زیب تن فرماتے تھے۔ (طیلسان غالباً اعلیٰ قسم کے کپڑے ہوتے جنکو کاندھوں پر لٹکاتے تھے)۔ اونٹ اور خچرون پر سوار ہوتے اور آگے آگے (حسب داب علماء و فضلاء) غاشیہ برداری ہوتی تھی۔ مناقب الاصفیاء مین ہے۔

لباس علماء پوشیدے و براشتر سوار شدی و غاشیہ پیش او بردی گرفتندے و نیک بہی السمت ظاہر الوضاءۃ بود۔ و طیلسان در برکردے۔ (من مناقب الاصفیاء صفحہ ۹)

و کذا قال الامام الیافعی فی مرآۃ الجنان والامام عبد الوہاب الشعرانی فی الطبقات وغیرہما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

لیکن آپ کے لباس و پوشاک مین کوئی تعمد و تکلف ہرگز نہ ہوتا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کسی خاص قسم کے لباس کے پابند نہ تھے۔ نہ آپ کو یہ کد تھی کہ محض معمولی و سادہ لباس ہو۔ اور نہ یہ شوق تھا کہ عمدہ و پسندیدہ ہی پوشاک ہو۔ بلکہ جس طرح تمام امور مین آپ نے اپنی ساری خواہشون اور مرضیون کو خدائے پاک کے رضاء و ارادہ و مرضی کے تابع کر دیا تھا۔ اسی طرح لباس کے معاملہ مین بھی آپ اسی اصول کو مد نظر

---

[1] روضۃ الصالحین وغیرہ ۱۲

رکھتے تھے۔ جب وقت خدا نے جیسا سامان مہیا کر دیا۔ اسی کو قبول کر لیا۔ وقت پر اعلیٰ سے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ سے ادنیٰ یا معمولی و اوسط درجہ کا (بشرطیکہ حدِ شرع سے کم و بیش متجاوز نہ ہو) غرض جیسا لباس موجود و میسر آگیا خدا کے دین اور اسکی مرضی عین سمجھ کر بے تکلف پہن لیا۔ چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ **شہاب الدین** سہروردی بیان فرماتے ہیں "وقد کان شیخنا عمی ابو النجیب السہروردی رحمہ اللہ لا یتقید بھیأۃ من الملبوس کان یلبس ما یتفق لہ من غیر تعمل و تکلف و اختیار وقد کان یلبس العمامۃ بعشرۃ دنانیر و یلبس العمامۃ بدانق (عوارف جلد ۲ ص ۳۵ مطبوعہ مصر)

یعنی حضرت **ابو النجیب** رحمۃ اللہ علیہ کسی خاص وضع و ہیأت کے لباس کے مقید نہ تھے۔ اپنے ارادہ و پسند خاطر و تکلف کے بغیر جو کچھ موجود ہوتا اسے پہن لیتے۔ کبھی ایک **عمامہ** دس دینار کی قیمت کا سر مبارک پر ہوتا تھا۔ اور کبھی چند دانگ کی قیمت کا عمامہ بھی باندھتے تھے۔

حضرت **ابو النجیب** قدس سرہ کا یہ عمل بالکل سنت رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے موافق و مطابق تھا۔ اور یہی طریق مسنون۔ لباس کے متعلق کملائے صوفیہ کرام نے اختیار فرمایا ہے چنانچہ خود حضرت شیخ رسیدی **ابو النجیب** رضہ نے **آداب المریدین** میں آداب لباس کی فصل میں تحریر فرمایا ہے کہ "ومن آدابھم فی ذلک ان یکونوا مع الوقت و یلبسوا ما یجدون بلا تکلف و لا اختیار"۔

اخلاق و تواضع

آپ کے اخلاق کریمانہ بہت وسیع۔ اور آپ کا خوان کرم عام طور پر سب کے لیے کشادہ تھا ہر کس و ناکس سے نہایت مدارات و لطف و عنایت کے ساتھ پیش آتے۔ درویشانہ تواضع و انکسار غایت درجہ کا تھا۔ فقرا و درویش مسکینوں اور محتاجوں پر خاص مہربانی و شفقت کی نظر رکھتے تھے غرض آپ کی ذات بابرکات خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ تھی۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ **شہاب الدین** سہروردی اپنی **عوارف** کے باب التواضع میں بیان فرماتے ہیں کہ "میں ایک مرتبہ شام کے سفر میں حضرت شیخ (**ابو النجیب** رضہ) کے ہمرکاب تھا۔ ایک مقام پر بعض امرائے دولت نے بہت سا کھانا پکوا کر حضرت شیخ کے حضور میں فقراء اور نیز اسیرون

اور مسکینون کو کھلوانے کے لیے بھیجا۔ اس زمانہ مین بلاد شام مین فرنگیون (عیسائیون) نے فتنہ و فساد پھیلا رکھا تھا۔ اور مسلمانون کو ان سے متعدد لڑائیاں لڑنی پڑین جنمین بہتیرے فرنگی مسلمانون کے قبضے مین آئے اور مقید و اسیر ہوگئے تھے وہ تمام اسارے (قیدی) حضرت ابو النجیب رضؓ کی خدمت مین لائے گئے۔ اور دسترخوان بچھایا گیا۔ ہر قسم کے کھانے چن دیے گئے حضرت شیخ نے فرمایا سب قیدیون کو بلاؤ۔ اور خوان پر فقرا کے ساتھ ان کو بٹھاؤ۔ حسب الحکم وہ سب قیدی دسترخوان پر ایک صف مین بٹھا دیے گئے حضرت شیخ رضؓ اپنے سجادہ شریف سے اُٹھے اور آگے بڑھ کر انھین قیدیون کی صف مین غیر امتیازی شان سے نہایت بے تکلفی اور سادگی سے ان لوگون مین ملکر بیٹھ گئے اور ساتھ کھانا تناول فرمایا" یہ حکایت **روضۃ الصالحین** صـ۳۳ اور دیگر کتب مین **عوارف المعارف**[۱] سے اور **مناقب الاصفیاء** مین حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضؓ کے ملفوظات سے منقول ہے۔

اس واقعہ سے حضرت ابو النجیب رضؓ کی کمال بے نفسی و پاک نفسی اور انکسار و تواضع اور رحم دلی و شفقت علی الخلق ثابت ہوتی ہے اور نیز یہ واقعہ اسلامی اخلاق اور بے تعصبی کی بے نظیر مثال ہے۔

سفر و سیاحت

حضرت ضیاء الدین ابو النجیب رضؓ نے ۵۵۷ھ مین بیت المقدس کی زیارت کے قصد سے ملک شام کا سفر کیا۔ اثناء راہ مین ایک منزل شہر **موصل** مین بھی فرمائی۔ اہل موصل نے آپ کا نہایت احترام کیا اور تمام لوگ بکمال اعتقاد پیش آئے اور **جامع عتیق** مین آپ کی وعظ کے لیے ایک شاندار مجلس منعقد کی گئی۔ حضرت نے اپنے پرتاثیر بیان اور وعظ و نصائح سے مخلوق کو مشرف و مستفیض فرمایا۔ پھر آپ کا مقدس قافلہ دمشق پہنچا لیکن چونکہ اس زمانہ مین اہل فرنگ نے بلاد شام مین بہت ہی غدر برپا کر رکھا تھا اور مسلمانون

---

[۱] عوارف مطبوعہ مصر جلد اول صـ۱۲۶ باب ثلثون ۱۲

اور عیسائیوں سے سخت جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ اسلیے حضرت شیخ دمشق سے آگے نہ بڑھ سکے اور بیت المقدس اور قدس خلیل کی زیارت نہ کرسکے۔
والی شام ملک عادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے بہت ہی تعظیم وتکریم کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا اور نہایت شان وشوکت والوالعزمی کے ساتھ آپ کی شاہی مہمانداری اور مدارات کی گئی۔ آپ نے دمشق میں عرصہ تک قیام فرمایا اور بڑی بڑی عظیم الشان مجلسیں حضرت کے وعظ کی وہاں منعقد ہوئیں اور ہزاروں آدمی آپکے وعظ وتذکیر وارشاد ورشد سے مستفیض ہوئے[1]

"حاجت روائی خلق"

حضرت ابونجیب کی رباط وخانقاہ مرجع خلائق وماوا وملجاے فقرا۔ اور مامنِ خائفین تھی۔ آپکی بارگاہ سے بیشمار حاجتمندوں کی حاجت روائی دردمندوں کی دستگیری۔ فریادیوں کی فریادرسی اور عام مخلوق کی دینی ودنیاوی مشکلکشائی ہوتی تھی۔ امام سبکی فرماتے ہیں فصار امنا لمن التجأ الیہ من الخائفین یجیر من السلطان والخلیفۃ وغیرھما اور علامہ شیخ اسنوی المتوفی ۷۷۲ھ لکھتے ہیں" وصار ملاذا یعتصم بہ الخائف من الخلیفۃ والسلطان فمن دونھما"
یعنی حضرت شیخ کی ذات بابرکات بے پناہوں کی پناہ اور عام مخلوق کے لیے ملاذ ومامن تھی کہ جو لوگ خلیفہ وقت یا سلطان یا دیگر امرا اور وسارو غیرہم کے مغضوب اور انکی طرف سے خائف ہوتے تھے وہ آپکے دامن کرم میں آکر چھپتے اور پناہ لیتے تھے۔ اور حضرت کی جلالت۔ ہمت۔ اور برکت۔ اور آپ کے ادنی اشارہ وسفارش سے وہ لوگ تمام مصیبت وپریشانی وآفت سے بال بال بچ جاتے اور انکا خوف وہراس بالکل امن وامان سے بدل جاتا تھا (طبقات کبری للسبکی جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ وطبقات الشافعیہ للشیخ الاسنوی قلمی موجودہ کتب خانہ)

آپکے مناقب وفضائل قوم کی زبان سے

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۹۹

دنیا میں ایسے خوش قسمت بزرگ کم ہوتے ہیں کہ ہر طبقہ ہر جماعت اور ہر مسلک و مشرب کے لوگ انکو مانیں مگر خدا نے یہ فضل و شرف حضرت خواجہ ضیاء الدین **ابوالنجیب** عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشا کہ اگر صوفیہ و مشائخ آپ کو اپنا مرشد کل اور پیر کامل و شیخ الطریقۃ مانتے ہیں تو فقہاء اپنی جماعت کا پیشوا و مقتدا تسلیم کرتے ہیں اور محدثین اپنا شیخ و امام سمجھتے ہیں۔ اور علماء و عقلین و مدرسین و ارباب تصنیف و تصانیف اپنا سرتاج خیال کرتے ہیں۔ **بہجۃ الاسرار** و **مرأۃ الجنان** و **طبقات شعرانی** و **قلاید الجواہر** وغیرہ میں مرقوم ہے " انعقد علیہ اجماع المشائخ والعلماء بالاحترام واوقع اللہ لہ فی الصدور القبول التام (مرأۃ الجنان قلمی ورق ۳۳۹) یعنی آپ کے ادب و احترام پر اجماع علما اور مشائخ منعقد ہوگیا اور خدا نے لوگوں کے دلوں میں آپ کو قبولیت تام بخشی۔ تمام کتب تذکرہ مشائخ، کتب تواریخ و سیر اور کتب طبقات و تراجم میں آپ کا ذکر خیر کمال تعظیم و تکریم اور آپ کا نام نامی بڑے بڑے القاب اور ادب و احترام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

روضۃ الناظرین میں[1] ہے ترجم السمعانی واطنب بشانہ وعقد اصحاب الطبقات التراجم الحمیدۃ ذکر امام سمعانی نے آپ کا تذکرہ لکھا اور آپ کی جلالت شان کو خوب اچھی طرح بیان کیا ہے اور دیگر اصحاب طبقات نے بھی آپ کے بہتر اور قابل قدر تذکرے لکھے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام محدث علام امام تاج الدین **سبکی** رحمۃ اللہ علیہ۔ طبقات کبریٰ[2] میں حضرت **ابوالنجیب** رضی اللہ عنہ کو اس القاب سے یاد فرماتے ہیں۔

" الشیخ ابوالنجیب السہروردی الصوفی الزاھد الفقیہ الامام الجلیل احد ائمۃ الطریقۃ ومشائخ الحقیقۃ من ھداۃ الدین وائمۃ المسلمین الخ

د شیخ **ابوالنجیب** سہروردی صوفی۔ زاہد۔ فقیہ۔ امام جلیل القدر۔ یکے از پیشوایان طریقت و مشائخ حقیقت اور ہادیان دین و ائمہ مسلمین سے تھے۔

علامہ قاضی ابن شہبہ دمشقی الاسدی المتوفی ۸۵۱ھ **طبقات الشافعیہ** میں آپکی نسبت لکھتے ہیں

---

[1] روضہ ص ۱۲۱ [2] ج ۴ ص ۲۰۱ جلد ۴ - ۱۲

احد ائمۃ الشافعیۃ ومشائخ الصوفیۃ اور ایسا ہی طبقات ابن ملقن و طبقات الشافعیہ للشیخ الاسنوی میں ہے۔ عارف جلیل علامہ شیخ احمد بن محمد وتری الرفاعی رح المتوفی سنہ ۹۰۹ھ روضۃ الناظرین[1] میں آپ کا نام نامی اس طور پر لکھتے ہیں "ولی اللہ العارف باللہ شیخ الشیوخ علم المحققین ابو النجیب ضیاء الدین عبد القاہر السہروردی" علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں[2] "کان شیخ وقتہ بالعراق" (عراق میں اپنے عصر کے شیخ تھے)۔ محدث کبیر مورخ شہیر علامہ حافظ ابن الاثیر تاریخ کامل میں فرماتے ہیں[3] "وفیھا توفی الشیخ ابو النجیب السہروردی الصوفی الفقیہ وکان من الصالحین المشہورین۔ (ابو النجیب سہروردی صوفی فقیہ اور مشہور صلحائے امت سے تھے۔

حضرت امام عبد اللہ یافعی محدث صوفی قدس اللہ سرہ۔ آپ کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں[4] "الشیخ الکبیر الولی الشہیر العارف باللہ الخبیر، ذو المقامات العلیۃ والاحوال السنیۃ والانفاس الصادقۃ والکرامات الخارقۃ والتصانیف المفیدۃ الوثیقۃ فی الشریعۃ والحقیقۃ ابو النجیب السہروردی القرشی البکری کان من اعیان المحققین واعلام العلماء العاملین العارفین والصفوۃ العارفین"

علامہ شیخ سطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں[5]

"الشیخ ابو النجیب عبد القاہر السہروردی رضی اللہ عنہ۔ ھذا الشیخ من اکابر مشائخ العراق وصدور العارفین واعیان المحققین واعلام العلماء صاحب الکشف الظاہر والکرامات الخارقۃ والاحوال النفیسۃ والمقامات الرفیعۃ والانفاس الصادقۃ والمعارف السنیۃ۔ وھو احد ارکان ھذا الشان وائمۃ ساداتہ واجلاء القادۃ الیہ ورؤساء الدعاۃ الیہ المنہاج الاعلی فی الحقائق والمعراج الارفع فی المعالی والمقر السامی فی القرب والقدم الراسخ فی التمکین والباع الطویل فی اشرف الاخلاق واطیب

[1] روضۃ الناظرین وخلاصۃ مناقب الصالحین طبع مصر ص۱۳ [2] وفیات الاعیان جلد اول ص۱۳ [3] تاریخ کامل جلد ۱۱ ص۱۲۹ ذکر حوادث سنہ ۵۶۳ھ [4] مرآۃ الجنان قلمی ورق ۲۳۸ [5] بہجۃ الاسرار ص۲۳۳

الاعراق واحسن الصفات الخ۔ جامع نسخہ آداب المریدین مصنفہ حضرت شیخ ابوالنجیب دیباچہ کتاب میں آپ کا اسم گرامی ان القاب کے ساتھ لکھتے ہیں الشیخ الامام الاجل السید الزاہد العارف الورع ضیاء الدین حجۃ الاسلام قدوۃ الفریقین امام الطائفتین ابوالنجیب عبد القاہر (ابن عبد اللہ) بن محمد السہروردی الخ۔ اور حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ المنیری البہاری قدس سرہ العزیز اسکی شرح میں فرماتے ہیں "شیخ پیشوائے بزرگ مہتر تارک ماسوائے اللہ" عارف بجلالہ عزوجل پرہیزگار ضیاء الدین حجۃ الاسلام یعنی قول و فعل او حجت است در دین اسلام مقتدائے دو فریق و امام دو طائفہ مراد از ہر دو عبارت فریقین و طائفتین انس و جن است (از شرح آداب المریدین ص۳ مطبوعہ بانکیپور) اور آخر کتاب (شرح آداب المریدین) میں اسکے بعد حضرت مخدوم آپکا نام نامی یوں تحریر فرماتے ہیں "شیخ المشائخ امام المتقین ضیاء الحق والدین ابوالنجیب عبد القاہر محمد سہروردی"۔

اور حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی قدس سرہ آپکے مناقب حسب ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں[1]" آن مقتدای عظام اہل شریعت و طریقت آن پیشوائے کرام اہل معرفت و حقیقت آن مرشد متصوفان صادق در حقائق، آن شیخ پیران حاذق در دقائق، آن کاشف مشکلات علم طریقت آن مبین معضلات حقیقت آن مشاہد جلال وحدت در کثرت آن معائن جمال کثرت در وحدت۔ آن شاہ مردان میدان فردی خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علی احبائہ و اسلافہ و خلفائہ مقتدائے مشائخ روزگار بود در ہر طورے شانے عظیم داشت علماے شریعت در حل مشکلات رجوع بوے داشتند و مشائخ طریقت برائے فتح معضلات مشکلات توجہ بدو می کردند محققان روزگار حقائق معرفت ازو می جستند مدققان کبار دقائق معرفت حقیقت ازوی گرفتند، سالکان سبیل اللہ در قطع عقبات بواسطہ برکات دولت او مسارعت می نمودند" صاحبان تلوین بدرجہ تمکین بہ خدمت او می رسیدند موحدان اسقاط اضافات بصحبت مدد او حاصل می کردند" احوال سنیہ و اوقات عجیبہ داشت "۔

ان اقوال و عبارات سے ناظرین با تمکین حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے مناقب و فضائل اور حضرت کے مدارج علیا و مقامات رفیعہ و عظمت و شان و جلالت قدر کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

---

[1] مناقب الاصفیاء ص۱۰

آپ کے معاصرین

اُس بابرکت زمانہ مین جبکہ حضرت سیدی ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ عنہ بغداد مین جلوہ افروز اور مرجع خلائق اور ملجا و ماوائے درویشان و فقراء تھے بغداد و عراق مین بڑے بڑے مشائخ صوفیہ اور ائمۂ اولیاء اللہ موجود تھے لیکن اس تمام مقدس اور سراپا مقدس جماعت میں اعلیٰ پایہ اور نہایت عالی مرتبہ رکھنے والے مستقل صاحب سلسلہ و بانی طریقہ بزرگ جنکو شرق سے لے کر غرب تک تمام اولیاء اللہ اور اقطاب و اغواث زمانہ نے صاحب مراتب علیہ و درجات رفیعہ اور بالاتفاق مرشد کل "تسلیم کیا اور اپنے سرون کو اُنکے آگے خم کیا۔ حضرت سید السادات غوث الثقلین سید الاولیاء امام الاصفیاء محبوب سبحانی قطب ربانی محی الملۃ والدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ و رضوانہ وسلامہ علیہ و علی احبائہ وتبعیہ اجمعین تھے ؎ قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین + دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین رض + حضرت ابوالنجیب رض جسقدر خلوص و محبت حضرت غوث الاعظم کے ساتھ رکھتے اور جتنی تعظیم و تکریم حضرت محبوب سبحانی رض کی بجا لاتے تھے اُسکا کچھ ذکر آپ کے شیوخ کے بیان مین کیا جاچکا ہے۔ اس مقام پر ایک اور روایت معتبرہ بہجۃ الاسرار کی پیش کی جاتی ہے جس سے حضرت ابوالنجیب کا حضرت محبوب سبحانی رض کے حضور مین کمال ادب اور رعایت احترام ثابت ہوتا ہے حضرت شیخ الشیوخ شہاب عمر سہروردی فرماتے ہین کہ مین ۵۶۰ھ ہجری مین اپنے شیخ و عم بزرگوار حضرت ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مین حاضر ہوا حضرت عم شیخ عبدالقادر جیلانی رض کی خدمت اقدس مین نہایت ادب و خشوع کے ساتھ بالکل ساکت و خموش بیٹھے رہے۔ جب وہان سے واپس ہوئے تو مین نے اسکا ذکر کیا اور اسقدر ادب کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا "اُن کا کیون نہ ادب کیا جائے۔ وہ اسوقت تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ مین فرد و یگانہ ہین اور عالم کون مین اپنی نظیر نہین رکھتے۔ مین انکا کیونکر نہ کمال ادب کرون کہ مالک حقیقی نے میرے اور نیز تمام اولیائے زمانہ کے قلوب اور اُنکے حالات

ومقامات کو انکے (یعنے شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے) قبضۂ تصرف مین دیدیا ہے - وہ ہر طرح تصرف کر سکتے ہین اگر چاہین تو لوگون کے کیفیات وحالات ومقامات کو سلب کرلین اور جب چاہین اصلی حالت پر چھوڑ دین ـ اسلیے انکا ادب واحترام ضروری ولازمی ہے (بہجۃ الاسرار صـ۲۵) -

حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب غوث الثقلین کی مجلس وصحبت مین اپنے خاص حلقہ کے لوگون کو بھی اپنے ساتھ لاتے اور آپ کی حضور مین پیش کرتے تھے - چنانچہ عامہ کتب مین مرقوم ہے کہ آپ اپنے برادرزادہ حضرت شیخ الشیوخ رضؓ کو حضرت غوث کی خدمت مین لیگئے اور حضرت سے انکی طرف نظر توجہ کی درخواست کی چنانچہ آپکے فیوض صحبت سے شیخ الشیوخ مالامال ہوے -

حضرت ابوالنجیب رضؓ کو حضرت غوث الاعظم رضؓ کے ساتھ چند در چند خصوصیات تھین - حضرت محبوب سبحانی رضؓ آپ کے بہترین ہمعصر تھے - نیز آپ کے شیخ خرقہ وصحبت تھے - اور آپ کے ہم شیخ وپیر بھائی بھی تھے کیونکہ (حضرت ابوالنجیب ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی اور حضرت ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما) دونون بزرگون نے حضرت شیخ المشائخ حمّاد دبّاس قدس اللہ سرہ کی صحبت پائی اور آپ سے اخذ طریقت کیا ہے - صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہین "شیخ حمّاد دبّاس از کاملان وقت خود بود - واکثر مشائخ مثل شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی - وشیخ ابوالنجیب سہروردی بخدمتش استفادہ گرفتہ اند (مراۃ الاسرار قلمی)

حضرت ابوالنجیب رضؓ جس طرح حضرت غوث الثقلین کی کمال درجہ تعظیم وتکریم فرماتے تھے اُسی طرح حضرت غوث الثقلین رضؓ بھی حضرت ابوالنجیب رضؓ سے بہت خلوص ومودت رکھتے اور آپکا اعزاز واکرام واحترام فرماتے اور اپنی مجلس مین انکو خاص امتیاز بخشتے اور اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے - حتی کہ جامع مسجد مین بھی حضرت غوث الثقلین قطب العالم محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رضؓ - اور حضرت قدوۃ الفریقین امام الطائفتین قطب معظم ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ عنہما کے مصلے ایک ساتھ اور متصل بچھائے جاتے اور دونون بزرگواران ہم جنب وہم پہلو جلوہ افروز ہوتے تھے - حافظ ابن رجب حنبلی المتوفی [illegible]

طبقات الحنابلہ[۱] میں بذیل تذکرہ حضرت غوث اعظم بروایت شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سُہروردی رح نقل فرماتے ہیں "فیہا صح خالی (عمی) ابی النجیب رحمۃ اللہ علیہ وکان یُصلی بجنب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ (یعنے میرے عم حضرت ابوالنجیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے)۔ اور شیخ وتری رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے یوں روایت کرتے ہیں "کان موقفہٗ للصلوٰۃ بجنب الشیخ عبدالقادر رض (شیخ ابوالنجیب رض کا مصلّٰی شیخ عبدالقادر رض کے پہلو میں ہوتا تھا)۔

اسی سے اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رض۔ شیخ ابوالنجیب رض کو اپنا کیسا معزز معاصر اور بہترین اہل عصر سمجھتے تھے۔

حضرت ابوالنجیب رض کے معاصرین کرام میں حضرت قطب الاقطاب فرد الافراد سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے بعد عراق میں بہت زیادہ ممتاز و مشہور اور مستقل صاحب سلسلہ اور بانی طریقہ حضرت قطب الاوان غوث الزمان شیخ کبیر سید جلیل سیدی احمد کبیر رفاعی قدس اللہ سرہ تھے جو لبطائح میں تشریف رکھتے تھے۔ سلسلۂ علیہ رفاعیہ آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔ آپ بھی حضرت ابوالنجیب رض کی بڑی توقیر اور بہت مدح و ثنا فرماتے تھے آپ حضرت ابوالنجیب رض کی شان عالی شان میں ارشاد فرماتے ہیں "انہ من انصار اللہ"[۲] حضرت عارف باللہ علامہ شیخ احمد وتری رفاعی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام کبیر تاج الشیوخ سید محمد مہذب الدولہ عبدالرحیم الرفاعی بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے سفر بغداد کا ارادہ کیا تو اپنے خال معظم شیخ الزمان سید الاولیاء سیدی و مرشدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے حضور میں حاضر ہو کر اجازت چاہی حضرت نے مجھے رخصت فرماتے ہوئے یہ ہدایت کی کہ "اے عزیز! بغداد پہونچکر کاظمین شریف کی حاضری سے پہلے کوئی کام نہ کرنا۔ نہ کسی سے ملنا، سب سے اول حضرت سیدنا امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام کے روضہ انور کی زیارت سے مشرف ہونا پھر دیگر سادات اہل بیت ع کے مزارات کی زیارت کرنا

ابوالنجیب رض ... حضرت شیخ

---

[۱] طبقات الحنابلہ کتب خانہ مرحوم خدا بخش خان صاحب عظیم آباد پٹنہ میں موجود ہے اور اسی قلمی نسخہ سے یہ عبارت منقول ہے ۱۲

[۲] روضۃ الصالحین صفحہ ۴۰ ۱۲ [۳] روضۃ الصالحین صفحہ ۳ ۱۲

پھر پیران طریقہ وشیوخ خرقہ حضرت حبیب عجمی، حضرت معروف کرخی (جنکی قبر مبارک تریاق مجرب ہے اجابت دعا روغیرہ کے لیے) سید الطائفہ جنید حضرت شبلی رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کی زیارتیں کرنا۔ پھر فقہاے اعلام وصالحین کرام کی قبروں پر حاضر ہونا۔ اس کے بعد زندہ بزرگون مین پہلے حضرت شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی کی زیارت وشرف ملاقات حاصل کرنا، کیونکہ وہ انصار اللہ سے ہین پھر سید ابراہیم حسینی مستغرق۔ اور شیخ عبد القادر جیلی رضؓ سے مشرف ہونا اور ان بزرگون کے ساتھ نہایت ہی حسن ظن رکھنا۔ یہی تین حضرات آج بغداد کی برکت اور موجب سلامتی ہین۔ اور ان لوگون کے حضور مین اپنی کوئی ہستی نہ سمجھنا۔ اپنی غایت خاکساری وانکسار کے ساتھ انکی نہایت تعظیم وتکریم کرنا اور کمال ادب وتہذیب برتنا"

اس موقع پر آپ نے ایک نہایت بلیغ جملہ فرمایا کہ

کن ذنبًا ولا تکن راسًا   فالضربۃ اول ما تقع فی الراس

اے عزیزان حضرات کے سامنے۔ دُم بنے رہنا   سر نہ بننا کیونکہ پہلے چوٹ سر ہی پر لگتی ہے [1]

حضرت شیخ وتری قدس سرہ۔ اس روایت کے بعد فرماتے ہین کہ میرے شیخ حافظ امام تقی الدین واسطی رح نے (تریاق المحبین مین) فرمایا کہ اس روایت مین حضرت شیخ ابو النجیب رضؓ کی علو قدر اور برتری شان کی بہت ہی واضح ولائح شہادت ہے صاحب الوقت سید اولیاء العصر شیخ المشائخ سید احمد رفاعی رح کی زبان مبارک سے "

عراق مین طبقہ مشائخ صوفیہ مین ایک اور بہت ہی معظم اور نامور بزرگ قدوۃ العارفین قطب العالمین حضرت شیخ علی ہیتی قدس اللہ روحہ (المتوفی ۵۶۴ھ) تھے جو حضرت غوث الثقلین رضؓ کے مخلصین مین تھے اور حضرت غوث الثقلین رضؓ بھی انکی بہت مدح فرماتے اور انکی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ حضرت ابو النجیب رضؓ اور شیخ علی ہیتی رضؓ کے درمیان بھی رسم مرابطت قائم تھی۔

شیراز مین سلطان العرفاء برہان الاصفیاء عالم ربانی ابو محمد روزبہان بن ابی النصر البقلی ثم الشیرازی تھے (المتوفی ۶۰۶ھ ہجری فسلعم ۱۲)

[1] روضہ صفحہ ۳۲ و ۳۳ ۱۲

آپ حضرت (ابو النجیب رض) کے جلیل القدر معاصرین سے تھے۔ جنکی تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن" اہل تصوف کے مذاق و ذوق کی معروف اور مشہور تفسیر ہے۔ یہ بزرگ حضرت ابو النجیب رض کے زمانہ طالب العلمی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

صحیح بخاری کی سماعت میں بمقام اسکندریہ حضرت ابو النجیب رض کے شریک تھے۔ (دیکھو نفحات الانس ص ۲۹۸ مطبوعہ کلکتہ)۔

با شیخ ابو النجیب سہروردی در سماع حدیث صحیح بخاری در ثغر اسکندریہ شریک بودہ است۔"

بلاد مشرق میں موصل کے قریب ہکار میں پیشوائے سلسلہ و طریقہ عدویہ قدوۃ الاکابر قطب الاعظم شیخ المعظم حضرت شیخ عدی بن مسافر رض اکابر اولیاء اللہ اور شیخ ابو النجیب رض کے محترم اہل عصر سے تھے آپ حضرت حماد دباس رض وغیرہ اکابر شیوخ کے جلیل القدر اصحاب سے ہیں اس اعتبار سے حضرت ابو النجیب رض کے پیر بھائی بھی تھے مگر باوجود اپنے اس علو مرتبت کے حضرت شیخ ابو النجیب رض کی صحبت میں بیٹھے اور آپ سے مستفیض ہوئے[1]۔

شیخ عدی بن مسافر

ہمدان میں آپ کے نہایت مکرم و محترم ہمعصر زبدۃ المحققین برہان العارفین امام العاشقین مست الست یزدانی حضرت شیخ ابو الفضائل عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ العزیز تھے۔ جنکی کتاب زبدۃ الحقائق معروف بہ تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی تصوف کی مشہور تصنیف اور معارف و حقائق و اذواق کا نادر ترین گنجینہ ہے "فضائل و کمالات صوری و معنوی وے از مصنفات وے ظاہر است چہ عربی و چہ فارسی بآں قدر کشف حقائق و شرح دقائق کہ وے کردہ است کم کسے کردہ، و از وے خوارق عادات چوں احیاء و اماتت بظہور آمدہ" (نفحات ص ۴۷۷ مطبوعہ کلکتہ)۔ آپ حضرت شیخ الطریقہ امام احمد غزالی کے اجل اصحاب و خلفاء سے ہیں (نفحات و مناقب الاصفیا و خود تصنیفات عین القضاۃ ہمدانی)۔

لہذا آپ اس نسبت سے حضرت شیخ ابو النجیب ضیاء الدین عبد القاہر سہروردی کے ہم خرقہ و پیر بھائی ہوئے (مناقب الاصفیا ص ۱۹۲) اور دیگر بزرگوں سے بھی فیضیاب ہوئے ہیں جیسا کہ خود اپنی تمہیدات میں جا بجا ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں تمہیدات کی بعض عبارتیں

[1] دیکھو وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول ص ۳۱۲۔ و قلائد الجواہر ص ۱۱۳ تعلیقاً عن تاریخ علامۃ الحافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

پتہ چلتا ہے کہ شاید آپ سے اور حضرت ابوالنجیب ضیاء الدین سہروردی سے سلسلہ مراسلت و خط و کتابت اور خاص مخلصانہ برتاؤ قائم تھا واللہ اعلم بالصواب ۔ آپ نے عمر بہت کم پائی ۔ ۔۔ھ مین پیدا ہوئے اور بعمر پچیس سال ۵۲۵ھ مین شہید ہوئے ۔ (مرآۃ الجنان امام یافعی) ۔

علماے ظواہر نے اپنی ناسمجھی سے آپ کے کلمات حقائق و معارف اور آپ کے اذواق و مواجید کو نہ سمجھ کر آپ پر کفر کے فتوے لگا دیے اور آپ اپنی پیشینگوئی کے مطابق بوریے مین لپیٹ کر آگ مین جلا دیے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون (مراۃ الاسرار و سیر الاولیا و معدن المعانی وغیرہ وغیرہ)

ان حضرات کے علاوہ دیگر ممالک و بلاد اسلامیہ مین بھی آپ کے ابتدائی اور آخری زمانہ مین بڑے بڑے مشائخ اعلام اور اولیاے عظام موجود تھے جن مین ہر ایک اپنی اپنی خاص شانون اور رعنائی طریقون اور کرامات جلیلہ و مقامات رفیعہ کے لحاظ سے یکتا و یگانہ تھا جنمین سے چند مشاہیر کے نام ہاے نامی حسب ذیل ہین۔ بلاد مغرب مین شیخ شیوخ اہل مغرب حضرت شیخ ابومدین مغربی، ملک شام مین حضرت شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ کبیر حضرت شیخ رسلان الدمشقی، مصر مین سیدی حضرت شیخ ابو عبداللہ القرشی اور سیدی حضرت شیخ عثمان بن مرزوق القرشی الحنبلی تھے وسط ایشیا مین حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اور حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد جام تھے ۔ اور پیران چشت اہل بہشت مین حضرت خواجہ مودود چشتی حضرت حاجی شریف زندنی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، اور نیز حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بزرگوار سلطان الہند معین الدین حسن چشتی اجمیری کا بھی ابتدائی زمانہ تھا ۔ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ۔ اور مولانا شیخ جمالی سہروردی وغیرہ تو حضرت خواجہ غریب نواز کی ملاقات و صحبت و استفاضہ بھی حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی سے ثابت کرتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ در بغداد آمدند حضرت شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب پیر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والدین قدس سرہ را دریافتند مدتے در صحبت ایشان محظوظ گشتند" (سیر العارفین شیخ جمالی مطبوعہ دہلی مطبع رضوی صہ ۔ و نیز مراۃ الاسرار حضرت شیخ محمد جلیل چشتی بھوڑی قلمی و کتاب اقتباس الانوار تالیف حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری مطبوعہ ۱۳۰۹ م)

مگر یہ روایت حضرت ابو نجیب سے حضرت خواجہ کے لقاء و صحبت کی بظاہر عقل مستبعد اور ویسی ہی غیر معتبر اور غیر مستند و بلا سند معلوم ہوتی ہے جس طرح حضرت غوث الاعظم سے حضرت خواجۂ خواجگان کی لقاء و صحبت و استفاضہ کی روایت ہے کیونکہ تحقیق سے جہان تک ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری کا بغداد مین ورود اور جلوہ افروزی حضرت غوث الاعظم اور حضرت شیخ اکمل ابو نجیب رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت شیخ ابو النجیب رح کے معاصرین مین یہ وہ سادات صوفیہ اور اکابر اولیاء کاملین ہین جو واقعی اسلامی دنیا مین اپنی آپ نظیر تھے۔ اور جنکے روحانی فیوض و برکات سے درویشی دنیا آج تک کامیاب ہے۔

ہندوستان مین اگرچہ اسوقت دہلی فتح ہو کر وہان دار السلطنت قائم نہ ہوا تھا مگر اسکے مغربی حصہ مین مسلمان بکثرت تھے اور حضرت پیر علی ہجویری[له] لاہوری قدس سرہ کا سلسلہ اسوقت لاہور مین جاری تھا۔ اور بڑے بڑے اکابر ان شہرون مین موجود تھے۔

درویشون کی مقدس جماعت کے ذکر کے بعد علماے ظواہر کے طبقہ کے اُن مشاہیر کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو حضرت ابو النجیب رح کے زمان مبارک مین دنیاے اسلام مین موجود تھے۔

اُس زمانہ مین ہر علم و فن کے محققین و ماہرین اور مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے ائمہ فقہاء و محدثین مختلف بلاد مین بکثرت تھے۔

حافظ علامہ محی السنۃ امام بغوی المتوفی ۵۱۶ھ ہجری صلعم جو حدیث و تفسیر کے مسلّم امام، اور تفسیر

له پیر علی ہجویری قدمائے صوفیہ اور اکابر اولیاء اللہ سے گذرے ہین۔ ہجویر شہر غزنین کا ایک محلہ تھا آپ وہین کے رہنے والے تھے۔ حضرت ابو الفضل بن حسن ختلی و شیخ ابو القاسم گرگانی و سلطان شیخ ابو سعید ابو الخیر و امام ابو القاسم قشیری وغیرہم اکابر صوفیہ و مشائخ دین سے فیض پایا اور انکی پاک صحبتون سے مستفیض ہوے۔ اور خرقہ ہاے خلافت اخذ کیے۔ اور لاہور مین سکونت اختیار فرمائی آپ کی کتاب "کشف المحجوب" تصوف مین مشہور و معروف اور صوفیون کے لیے رہبر کامل ہے آپ بڑے صاحب کرامات و تصرفات تھے۔ ۴۵۶ھ ہجری صلعم اور بروایتے ۴۶۴ھ مین آپ نے رحلت فرمائی (سفینۃ الاولیا صفحہ ۱۶۴ نفحات الانس وغیرہ)
آپ کا مزار پُر انوار لاہور مین داتا گنج بخش کی درگاہ کے نام سے مشہور اور مرجع خواص و عام ہے۔

معالم التنزیل و مصابیح وغیرہ کے مصنف ہیں حضرت ابوالنجیب رض کے ابتدائی زمانہ میں موجود تھے۔ حفاظ حدیث میں محدث کبیر مورخ شہیر حافظ ابن عساکر محدث شام علامہ حافظ ابوطاہر سلفی شافعی علامہ ابن بشکوال محدث اندلسی۔ علامہ عبدالحق اشبیلی محدث۔ ابن عربی مالکی محدث۔ تاج الاسلام حافظ عبدالکریم سمعانی شافعی علامہ موفق الدین ابن قدامہ الدمشقی الحنبلی و حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی۔ وغیرہم آپکے (ابوالنجیب رض کے) ہمعصر تھے۔ علامہ ابن الانباری النحوی الصوفی۔ علامہ محمود زمخشری صاحب تفسیر کشاف۔ اور امام قرطبی اندلسی اس عصر کے ائمہ نحو و لغت و ادب اور ماہرین علوم قرآن و حدیث تھے ائمہ متکلمین و اصولیین میں علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب الملل والنحل و نہایۃ اقدام وغیرہ۔ اور فقہاے مالکیہ میں محدث فقیہ عالم المغرب قاضی عیاض صاحب شفاء فقہاء شافعیہ میں امام خبوشانی فقیہ صوفی۔ اور فقہاے احناف میں قدوۃ الاسلام امام نجم الملۃ والدین عمر النسفی صاحب عقائد نسفیہ وغیرہم شیخ ابوالنجیب رض کے معاصرین ہیں۔ اور مشاہیر احناف میں امام کبیر قاضی خان مولف فتاوے اور شیخ الائمہ امام علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی المرغینانی صاحب ہدایہ نے بھی آپ کا زمانہ پایا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

شعراء کے طبقہ میں "حیص بیص" مشہور شاعر آپکا معصر تھا جو صرف شاعر بلکہ بڑا عالم و فقیہ بھی تھا۔

ان تمام اکابر عصر کے مزید تعلقات و خصوصیات حضرت ابوالنجیب رض کے ساتھ کیا تھے؟ اسکو میں تفصیلی طور پر نہیں بتا سکتا یہی شرف ان حضرات کے لیے کیا کم ہے کہ وہ آپکے مقدس زمانہ میں موجود تھے اور آپ کے محترم معاصرین کی فہرست میں اُنکے اسماء گرامی درج ہیں۔ اوپر یہ بات بیان کی جاچکی ہے کہ طبقہ مشائخ کی طرح طبقہ علماء میں بھی بہ اتفاق آپ واجب الاحترام اور اولوالعزم مانے جاتے تھے۔ اور تمام معصر متفق طور پر آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ البتہ آپ کے ایک مشہور و ممتاز معاصر علامہ ابن الجوزی بغدادی تھے۔ جو فن حدیث میں امام ہونے کے علاوہ فقہ و تفسیر اور خاصکر وعظ گوئی میں اعلی پایہ رکھتے تھے مگر حضرت ابوالنجیب رض کے ساتھ اس حسن عقیدت سے جو عامۂ اہل عصر کو تھی۔ جناب علامہ محروم تھے۔ علامہ موصوف درویشانہ روش اور صوفیانہ طریقہ سے علیحدہ ہی نہیں بلکہ اسکے سخت مخالف تھے۔ اور بڑے بڑے

مشائخ صوفیہ پر بھی طعن و تشنیع اور انکی بدگوئی کرنے سے انکی زبان رکتی نہ تھی حتی کہ حضرت قطب العرفا شیخ حمّاد دباس رضی (ابو النجیب رض کے شیخ و مرشد) اور حضرت غوث الاعظم رضی بھی انکی سیف لسانی سے نہ بچ سکے تو پھر حضرت ضیاء الدین ابو النجیب رض کیونکر بچ سکتے تھے۔

غرض علامہ ابن الجوزی شاید اکیلے شخص ہیں جو پوری معاصرت اور بغداد ہی میں سکونت پذیر رہنے کے ساتھ حضرت ابو النجیب رض کی ارادت و عقیدت اور فیوض و برکات صحبت سے بہرہ مند نہ ہو سکے۔

آپ کے عہد میں انقلابات سلطنت

حضرت شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ نے بغداد میں قریباً نصف صدی تک اکیلے روحانی فرمان روائی اور بیشمار دلوں پر حکومت کی۔ مگر اپنی عمر شریف کے اس ممتد زمانے میں آپ نے اسلامی سلطنت و خلافت کے بہتیرے انقلابات دیکھے۔ خلفاے بنی عباس کی خلافت بالکل کمزور ہو رہی تھی۔ گویا عباسی خلافت برائے نام باقی رہ گئی تھی ورنہ ہر چہار طرف ملک میں اک عام طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں بیرونی حملے تھے کبھی اندرونی خانہ جنگیاں۔ جسکو جہاں موقع ملتا تھا وہیں اپنی مستقل حکومت کا سکہ جما دیتا اور پھر آگے قدم بڑھاتا تھا۔ بیت المقدس اور تمام بلاد شام میں عیسائی لوگوں اور مسلمانوں کے درمیان عظیم الشان صلیبی لڑائیاں شروع ہو چکی تھیں جنکا خاتمہ سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے زمانے میں آکر ہوا۔

سلجوقی سلطنت آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے خراب و تباہ ہو رہی تھی سلطان الپ ارسلان کے بیٹے سلطان ملکشاہ کی وفات کے بعد سلطان محمود بن ملکشاہ ملک داؤد بن محمود شاہ ملک برکیارق بن ملکشاہ سلطان محمد بن ملکشاہ اور سلطان مسعود بن ملکشاہ نے عراق میں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے موقع پر سلطنتیں کیں اور بغداد میں خلیفہ وقت کی خلافت کے ساتھ ان کی سلطنت و بادشاہت کے برابر خطبے پڑھے گئے۔

خراسان میں سلطان سنجر بن ملکشاہ ۔ اور شام میں سلطان نورالدین محمود زنگی فرمانروا تھے
خوارزم میں شاہ خوارزم کی مستقل سلطنت قائم تھی۔
اندلس وغیرہ میں امیرالمومنین یوسف بن تاشفین اور انکے بعد امیرالمسلمین علی بن یوسف کی حکومت و سلطنت کا زمانہ تھا
مصر و بلاد مغرب میں عبیدیوں کی سلطنت و خلافت کا آخری دور تھا۔ حافظ لدین اللہ عبدالمجید کے بعد الظافر باللہ اسمٰعیل پھر الفائز بنصر اللہ عیسیٰ نے تھوڑے تھوڑے دن حکومت کی پھر عبیدیوں کے سب سے آخری تاجدار عاضد لدین اللہ العلوی العبیدی نے فرمانروائی کی۔ اور حضرت ابوالنجیب رض کے انتقال کے ایک سال بعد اس خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور سلطان صلاح الدین کی سلطنت کا دور دورہ ہوا انھوں نے ایک مدت مصر میں پھر خلیفہ بغداد کی اطاعت و خلافت کا خطبہ پڑھا۔
چھٹویں صدی ہجری کے نصف میں جبکہ شیخ ابوالنجیب رض کا آخری زمانہ تھا غوریوں کی سلطنت و حکومت کی بھی ابتدا ہوئی اور انھوں نے بہت جلد بلاد خراسان سے لیکر افغانستان اور ہندوستان کے مغربی حصے تک فتح کرلیا۔ اور سلطان غیاث الدین غوری کے بعد شہاب الدین غوری کی مضبوط سلطنت قائم ہوئی۔
حضرت شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب رض نے بغداد میں پانچ خلفاے عباسی کا زمانہ پایا۔ ابوالعباس المستظہر باللہ پھر ابو منصور المسترشد باللہ پھر ابوجعفر منصور الراشد باللہ پھر المقتفی لامر اللہ محمد بن مستظہر باللہ پھر المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی ۔ آپ کے زمانہ میں یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے گئے۔
خلفاے وقت حضرت شیخ رض کی عظمت و حرمت کرتے، اور قوم میں جو آپ کی قدر و منزلت تھی اس سے خوب واقف ہی نہیں بلکہ پوری طرح متاثر تھے۔ اور تاج و تخت کے نزدیک آپ اُن برگزیدہ اصحاب حل و عقد میں تھے جن کا خلیفہ کی خلافت و بیعت کو تسلیم و قبول کرنا۔ خلافت کے مکمل ہونے کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ خلیفہ بہت ہی خوش بخت و خوش قسمت خیال کیا جاتا تھا جس کی

حضرت ابو النجیب رضی جیسے برگزیدگان قوم و مقبولان حق برسر عام و بخوشی خاطر بیعت کریں۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ کی وفات کے بعد جب الراشد باللہ ابو جعفر منصور کی تخت نشینی ہوئی تو جن بزرگوں نے بیعت قبول کر کے انکو خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا۔ انمیں حضرت سیدی شیخ ابو النجیب رض کا نام نامی صفحۂ تاریخ میں نہایت خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے۔ گویا خلیفہ کے لیے ابو النجیب رض سہروردی کی بیعت باعث فخر و شرف خیال کی گئی ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت ابو النجیب رض نے خلیفہ کی بیعت کے بعد حریت اسلام کے پاک اصول کو مدنظر رکھ کر اور نیز اپنی درویشانہ آزاد و بے لوث روش کے مطابق خلیفہ کو مخاطب فرما کر نہایت آزادی کے ساتھ بہت کچھ پند و نصیحت کی اور تقویٰ پرہیزگاری خدا ترسی رحم و کرم عدل و انصاف، اور امور اسلامی کی نگہداشت وغیرہ کی پرزور اور موثر الفاظ میں صاف صاف ہدایت و فہمائش فرمائی۔ خلیفہ نے بھی آپ کے مؤثر مواعظ اور پاک نصیحتوں کو ادب و تعظیم کے ساتھ۔ اپنی سعادت سمجھ کر سر اور آنکھوں پر رکھ لیا۔

علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کی طرف ذیل کے الفاظ میں اشارہ کیا ہے (کامل جلد یازدہم ص ۱۲)

وبایع لہ الشیخ ابو النجیب و وعظہ و بالغ فی الموعظۃ (کہ شیخ ابو النجیب رض نے ابو جعفر الراشد باللہ کی بیعت خلافت کی۔ اور نہایت مبالغہ کے ساتھ اسے وعظ اور پند و نصیحت فرمائی)۔

حضرت شیخ رض کا مذہب و مشرب

حضرت شیخ ابو النجیب رض کے زمانہ میں اسلامی دنیا کا ایک خاص ڈھنگ پیدا ہو گیا تھا۔ اور اسلام کے ہر فرقہ کو پوری پوری آزادی تھی۔ کوئی فرقہ خلافت و سلطنت کے دباؤ سے مٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ علماء بھی کچھ ایسے بے تعصب تھے کہ اپنے مخالف کی تقریروں اور تحریروں کو پڑھتے، غور و فکر کرتے، اور جہاں جواب کی ضرورت سمجھتے جواب دیتے تھے مصر اُس زمانہ میں بنو فاطمیوں کے قبضے میں تھا۔ اور اسمٰعیلیہ مذہب نہایت آزادی سے وہاں جاری تھا۔ شیخ کے زمانہ میں اگرچہ اسکا دور آخر تھا مگر اسکے شعائر و ارکان بالاعلان برتے جاتے تھے

باطن قرآن ظاہر سے بالکل علیحدہ سمجھا جاتا تھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی مطلق و امام برحق حضرت علی مرتضیٰ رض اور انکے بعد امام حسن ع، امام حسین ع، امام زین العابدین، امام باقر، اور امام جعفر صادق علیہم السلام قرار دیے گئے تھے انکے بعد پھر حضرت اسمٰعیل بن جعفر پھر خلفاے بنی فاطمیین کے آباء اس گروہ کے ائمہ تھے۔ باقی چھ امام جنکو شیعہ اثنا عشریہ مانتے ہین اُنسے انکو بالکل سروکار نہ تھا بلکہ وہ بُرے القاب سے یاد کیے جاتے تھے اُدھر عراق اور عجم مین خود پایہ تخت بغداد مین شیعہ اثنا عشریہ بھی آل بویہ اور دیالمہ کے زور بازو پر بھروسا کر کے آزادی سے اپنا مذہب برتتے تھے۔ اور اکابر علماے شیعہ اثنا عشریہ مثل علامہ ابن شہر آشوب مازندرانی وغیرہ انکے بلاد ایران مین موجود تھے جنکے علم وفضل وتصنیف وتصانیف کا شہرہ تھا ابن المعلم شیخ مفید اور اُنکے شاگردان علامہ سید رضی وسید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے تصنیفات اور مذہبی خیالات عام طرح سے شائع وذائع تھے۔ بے تکلف وہ اہل سنت کی تردید کرتے تھے اور موقع ومحل سے اہل سنت بھی انکے دست وگریبان ہو جاتے تھے۔ بارہا یہ بھی نوبت آجاتی تھی کہ اہل کرخ اور اہل مدینۃ السلام (بغداد) شیعہ وسُنی اُلجھ جاتے اور کشت وخون کی نوبت پہونچ جاتی تھی۔ مگر وہ فتنہ انھین علماء کے ذریعہ سے جلد مٹا دیا جاتا تھا۔ اور پھر آپسمین شیر وشکر ہو کر معاملات دینی ودنیاوی بدستور جاری رکھتے تھے مسجدین علیحدہ نہ تھین۔ نمازین اور ارکان مذہبی ساتھ ہی ادا کیے جاتے تھے اندلس اُس وقت بہت نازک حالت مین تھا۔ فقط سواحل کے اکثر شہر مسلمانون کے قبضہ اقتدار مین باقی تھے۔ البتہ مراکش اور الجزائر وغیرہ مین نہایت پر زور سلطنت قائم تھی۔ مگر وہ سب لوگ اسی محدثانہ روش اور مذہب مالکیہ پر قائم تھے۔

ادھر مغرب مین موحدین کی تخم ریزی شروع ہو گئی تھی اور حضرت شیخ رض کے زمانہ ہی مین بانی طریقہ محمد بن تومرت نے اپنی مہدویت کی بنیاد رکھی تھی۔ مذہب معتزلہ بھی اس وقت اپنے عروج مین کچھ کم نہ تھا۔ علامہ زمخشری وغیرہ قابل اور پر جوش مصنفین اس وقت موجود تھے۔ اور خوارزم اور دیگر وسط ایشیا ہندوستان تک ان معتزلی علماء کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور تھا اور کہین کہین کرامیہ

مذہب بھی پھیلتا جاتا تھا۔
ادھر خاص کر اہل سنت میں بھی آپس میں بڑا افتراق تھا۔ صفات کے مسائل میں معتزلہ و اثنا عشریہ کے خلاف اشاعرہ و ماتریدیہ تھے (جو حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں) محققین اہل سنت زیادہ تر اسی مسلک پر تھے۔ مگر حضرت احمد حنبل رح کے بعضے پیروؤں نے صفات کے مسائل میں اس قدر غلو اختیار کر لیا تھا کہ مجسمہ و حشویہ کہلاتے تھے۔ انکی یاوہ گوئی و دریدہ دہنی سے اشاعرہ کو سخت تکلیف پہونچتی تھی اور انکی زندگانی کا زیادہ حصہ معتزلہ و حشویوں کی تردید میں بسر ہوتا تھا حضرت شیخ (ابو النجیب رض) کے زمانہ میں رب النوع اس فرقہ کے علامہ ابن الجوزی محدث تھے جنکے علم و فضل اور مواعظ درقاق کا اثر خود تاج و تخت پر بھی تھا۔
حضرات صوفیہ کے ساتھ انکے خیالات اچھے نہ تھے۔ انھوں نے اس مبارک فرقہ کی ہجو و مذمت میں ایک کتاب تلبیس بھی تیار کی جسکے دیکھنے سے انکا بیجا تعصب صاف معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر محدث و مؤرخ اپنی تاریخ کامل میں ایک جگہ انکی تلبیس کا یوں ذکر کرتے ہیں "
فان ابن الجوزی قد صنف کتابا سماہ تلبیس ابلیس لم یبق فیہ علی احد من سادۃ المسلمین وصالحیہم (جلد دہم صفحہ ۲۸۶)۔
اب مجھکو صاف طرح سے یہ بتا دینا چاہیے کہ حضرت شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو النجیب رض اس مذہبی طائفۃ الملوکی کے زمانے میں مسلمانوں کے بڑے گروہ اور جمہور اہل سنت والجماعت یعنی اشاعرہ کے مقتدا و پیشوا، اور اشعری المذہب، صوفی مشرب باخدا امام و مقتدا تھے۔ مگر تعصب عناد سے بالکل دور، اور محققانہ روش سادگی سے قائم رکھتے تھے۔ ایک طرف مواجید و عرفان اور تجلیات کی سیر دوسری طرف براہین استدلالات اور غائر نظر ع این چنین زیبا روش کمتر بود اندر جہان +
آداب المریدین کے شروع میں آپ نے اپنے عقائد حقہ کو بہت ہی معقول پیرایہ سے ظاہر فرمایا ہے۔ اور صوفیہ صافیہ کے لیے اسی مذہب اعتقاد میں رہنا موجب کشتہ سمجھا ہے۔ ؎

کہ بستگان کمند تو رستگار انند		خلاص حافظ ازین زلف تابدار مباد

اور ذات وصفات کے مسائل مین آپ نے انھین اشاعرہ کے معتقدات کو تمام صوفیہ کرام کے عقاید تبلائے ہین۔ حضرت شیخ رض اگرچہ فروع مسائل مذہب مین شافعی تھے مگر اپنے صوفیہ مسلک پر تعصب مذہبی سے بالکل مبرا تھے۔ اور جیسا کہ حضرت غوث الثقلین رض نے فرمایا ہے " یا مسکین دع عنک الکلام فیما لا ینفعک۔ اترک التعصب فی المذاہب۔ یہی حضرت شیخ کا بھی مسلک تھا اور فقہاء کے متعصبانہ جھگڑے اور تقلیدی جمود کو کسی طرح پسند نہین فرماتے تھے۔ اور حقیقت میں صوفیہ بالخصوص مقامات عالیہ اور مسالک قطبیہ کے حضرات تو ان تقلیدی جھگڑون سے بالکل پاک ہین حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی اور حضرت مخدوم شیخ شرف الدین منیری اور حضرت علاء الدولہ سمنانی اور تمام اکابر قدست اسرارہم نے اسکی تصریح فرمادی ہے۔

حضرت مخدوم شرف الدین رح کے شرح آداب المریدین کی یہ عبارت ہے کہ " امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ گفت قبیح بود از مریدیکہ نسبت خود را بہ مذہبی از مذاہب مختلفہ جز مذہب اہل تصوف کند زیرا کہ حجتہائے اہل تصوف در مسائل خویش ظاہر است از قاعدہ ہائے مذہب دیگران کہ مردمان یا اصحاب نقل و اثر اند یا ارباب عقل و فکر اند و مشائخ ما رحمہم اللہ تعالیٰ ازین ہمہ برگزشتند و آنچہ دیگران را غیبت است ایشان را ظاہر است و آنچہ دیگران را استدلال است ایشان را کشف "

اور مناقب الاصفیاء مین ہے کہ

در قوت القلوب آوردہ است و طریقۃ السلف اذا کاشفہ اللہ بالمعرفۃ و علم الیقین لا یسعہ تقلید احد من العلماء عمل او چون در فروع بما ہو الاحوط است جائے قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موافق می آید۔ و جائے قول شافعی مطابق می آید"

مین عرض کرتا ہون کہ یہ بحث دقیق اور باریک ہے۔ مگر مخدوم رض کا یہ فرمانا خود آداب المریدین کے ایک جملہ کی شرح ہے۔ اسلیے کہ حضرت شیخ الکل (شیخ ابو النجیب رض) نے آداب المریدین مین صوفیون کے آداب و روش مین لکھا ہے " واختار وا من المذاہب مذہب فقہاء اہل الحدیث"

یعنی صوفیون نے فروع مذاہب مین فقہاے محدثین کے طریقہ کو پسند فرمایا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت شیخ رضہ باوجود اس عرفان اتم اور اجتہاد مطلق کے "شافعی المذہب" کیون کہلاتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کا ابتدائی مذہب فروع مین یہی تھا اور درس و تدریس و فتوی و فرائض نظامیہ مین آپ اسی طریقہ پر کرتے تھے اس لیے ہمیشہ کو آپ کے نام نامی کے ساتھ یہ لقب منضم رہا واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

حضرت شیخ کے سلسلہ کا شیوع اور اس سلسلہ کے اکابر

دنیا مین حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی کا سلسلہ پھیلا اور خوب پھیلا۔ اور اس مبارک سلسلہ کو اپنی عالمگیر اشاعت کے ساتھ یہ بھی امتیاز و شرف حاصل ہوا کہ جتنے بڑے بڑے مشاہیر و اکابر مشائخ اسمین گذرے ہین کم کسی سلسلہ مین گذرے ہین جیسا کہ قدوۃ الکبرا مخدوم سید اشرف جہانگیر لطائف اشرفی (جلد اول صفحہ ۳۵۳) مین فرماتے ہین۔

"واین مقدار مشائخ را کہ نسبت بخانوادۂ سہرورد است بدودمانِ دیگر کم بودہ باشد"

اور صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہین "چندین مشائخ کہ در سلک او منسلک گشتند در خانوادہ دیگر کم باشند"

حضرت شیخ کے خلفا مین یون تو بہتیرے بزرگان تھے مگر آپ کا سلسلہ خاص کر حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ المشائخ خواجہ نجم الدین کبری کے ذریعہ سے بہت زیادہ شائع ہوا شیخ الشیوخ کا سلسلہ تو سہروردیہ ہی کہلایا۔ مگر حضرت شیخ کبری کا طریقہ "کبرویہ" اور پھر "فردوسیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والشرع والدین عمر السہروردی کے سلسلہ مین۔

حضرت شیخ الاسلام غوث الانام بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت شیخ نجیب الدین علی بزغش الشیرازی حضرت شیخ ابو المحامد ظہیر الدین[1] زنجانی، حضرت شیخ شمس الدین صفی شیرازی، حضرت شیخ محمد یمنی

---

[1] امام سبکی نے طبقات مین آپ کا ذیل کے الفاظ مین ذکر کیا ہے "ابو المحامد ظہیر الدین زنجانی الفقیہ الصوفی الزاہد سمع الشیخ

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری۔ حضرت شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی۔ حضرت
شیخ جلال تبریزی۔ حضرت شیخ ضیاء الدین رومی۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
حضرت نجم الدین صغرا۔ حضرت شرف الحق والدین محمود شاہ تستری (مریدین خلفاء حضرت شیخ الشیوخ
اور حضرت شیخ صدر الدین عارف بن بہاء الدین زکریا۔ حضرت سید جلال کبیر بخاری جد بزرگوار مخدوم
جہانیان مولانا احمد دمشقی و حضرت مولانا ے فخر الدین عراقی۔ حضرت امیر حسینی سادات۔
حضرت خواجہ حسن افغان و شیخ جمال اوچی خندہ رو وغیرہم (مریدان و خلفاء حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی
شیخ صلاح الدین درویش سیستانی قریشی و حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح بن شیخ صدر الدین بن
(از خلفاے صدر الدین عارف جانشین پدر خود ۱۲)
شیخ کبیر بہاء الدین زکریا ملتانی۔ اور حضرت سید السادات مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاری
و حضرت شیخ حاجی صدر الدین چراغ ہند (مریدان و خلفاے شیخ رکن الدین ابو الفتح)۔ حضرت
شیخ صدر الدین سید راجو قتال بخاری و شیخ سراج سوختہ و مخدوم اخی جمشید راجگیری و میر
سید علم الدین بلائیں و حضرت شیخ قیام الدین لکھنوی۔ و مخدوم شیخ سارنگ و حضرت مخدوم
شیخ مینا چشتی سہروردی لکھنوی و حضرت سید اجمل بہرائچی (خلفاے مخدوم جہانیان) و برہان الدین
قطب عالم سید عبد اللہ ابن سید ناصر الدین محمود بن حضرت مخدوم جہانیان (جانشین
آباے خود) و مولانا سماء الدین دہلوی (مرید قطب عالم) و مولانا شیخ جمالی سہروردی (مرید
مولانا سماء الدین)۔ و حضرت شیخ عبد الرحمن بن شیخ نجیب الدین علی بن بزغش الشیرازی۔
و قدوہ ارباب عرفان حضرت سعید الدین فرغانی۔ و حضرت شیخ نور الدین عبد الصمد نطنزی
(اجلہ خلفاے شیخ نجیب الدین شیرازی) و شیخ عز الدین محمود کاشی و ملا کمال الدین عبد الرزاق
کاشی و شیخ نجم الدین اصفہانی (خلفاے شیخ عبد الصمد نطنزی خلیفہ شیخ نجیب الدین شیرازی
و شیخ زین الدین ابوبکر خوافی (بسبہ واسطہ مرید و خلیفہ شیخ نجیب الدین)[1]۔ شیخ احمد نہروانی و شیخ

---

[1] حضرت شیخ زین الدین حضرت شیخ نور الدین عبد الرحمن مصری کے مرید ہیں اور وہ شیخ جمال الدین یوسف تورانی کے اور وہ شیخ حسام الدین شمشیری کے و نیز شیخ نجم الدین اصفہانی کے۔ اور یہ ہر دو بزرگوار شیخ نور الدین عبد الصمد نطنزی کے اور وہ شیخ نجیب الدین شیرازی کے مرید و خلیفہ ہیں دیکھو نفحات الانس صفحہ ۲۶۹ ۱۲

شاہی ہوئے تاب (خلفائے قاضی حمید الدین ناگوری) و میر سید امیر ماہ بہرائچی[51] (بیک واسطہ مرید
و خلیفہ شیخ الشیوخ) وغیرہم وغیرہم یہ اکابر اولیا و اجلّہ مشائخ صوفیہ گذرے ہین۔ حضرت میر علاء الدین
کنتوری المتوفی فی حدود ۸۰۰ھ ہجری و شیخ علّام حضرت شیخ کبیر سہروردی ملتانی سجادہ نشین آستانہ
حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی المتوفی ۶۹۵ھ و حضرت شیخ صلاح سیّاح سہروردی وغیرہم بھی
اکابر مشائخ سلسلہ سہروردیہ ہین (دیکھو مرآۃ الاسرار۔ و تاریخ ملا عبد القادر بدایونی)۔
شیخ المحدثین قدوۃ المحققین راس الکاملین رئیس العارفین حضرت امام عبد اللہ یافعی مکّی صاحب
مرآۃ الجنان جو علامۂ دہر شیخ وقت اور قطب عصر تھے صرف دو واسطے سے حضرت شیخ الشیوخ سے
ملتے ہین جیسا کہ خود مرآۃ الجنان مین فرماتے ہین بینی وبینہ اثنان فی کتاب العوارف
ولکن انی لبس الخرقۃ اسیطرح حضرت مقدام المحدثین ہمام العارفین شیخ عفیف الدین
عبد اللہ المطری مدنی جو حضرت امام یافعی کے محترم معاصر تھے اور حضرت مخدوم جہانیان کے
پیر خرقہ و استاذ مثل امام یافعی کے تھے وہ بھی سہروردی ہین اور بیک واسطہ شیخ الشیوخ
سے ملتے ہین چنانچہ حضرت مخدوم جہانیان فرماتے ہین "وایضاً لبستہا[52] من استاذی

---

[51] حضرت سید امیر ماہ ابو جعفر بہرائچی رح کے پیر و مرشد میر سید علاء الدین خاوری ہین جو مشاہیر مشائخ و اکابر صوفیہ سے گذرے ہین۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کے ہمعصر تھے۔ لیکن عمر بہت دراز پائی۔ بلا واسطہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہین نواح دہلی مین آپکا مزار ہے۔ اور حضرت سید امیر ماہ نے بھی عمر بہت پائی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے ملاقات حاصل کی ہے۔ دیکھو مرآۃ الاسرار و لطائف اشرفی۔

[52] دیکھو خزانۂ جلالی ملفوظات حضرت سید السادات مخدوم جہانیان جہان گشت بخاری قلمی باب ذکر بعض الوصایا اور اسی خزانۂ جلالیہ باب فی سند خرقۃ المشائخ الصوفیہ مین ہے کہ ایک خرقہ شیخ عفیف الدین المطری المحدث الصوفی نے اپنے والد ماجد شیخ جلال الدین ابو عبد اللہ المطری سے پہنا۔ اور انھون نے شیخ عز الدین ابو العباس احمد الفاروقی سے انھون نے سلطان العارفین شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین السہروردی سے (حضرت امام عز الدین احمد بن ابراہیم الفاروقی الرفاعی شیخ الشیوخ کے ارشد تلامذہ و اجل خلفا سے ہین دیکھو طبقات سبکی و حسن المطالب وغیرہ)
واضح ہو کہ حضرت مخدوم جہانیان جسطرح امام یافعی کی صحبت سے مکہ معظمہ مین مستفیض ہوئے۔ اسی طرح مدینہ منورہ مین شیخ عفیف الدین سے فیوض و برکات حاصل فرمایا "مخدوم مدت دو سال ملازم صحبت و محکوم خدمت شیخ عفیف الدین در مدینہ معظمہ بود۔ عوارف و کتب سلوک بخدمت او خواندہ و اخذ طریقہ از او کردہ و اجازت خرقہ راندن و لوبہ دادن و خرقہ پوشانیدن و تلقین ذکر ازو یافت"۔ خزانۂ جلالیہ ۱۲

وبرکتی الشیخ قدوۃ المحدثین رئیس السالکین عفیف الدین عبداللہ المطری الخزرجی المدنی وھو من شیخہ رشید الدین محمد بن ابی القاسم الصوفی المغربی البغدادی من شیخ شیوخ العالم شہاب الحق والشرع والدین"

حضرت قدوۃ الکبرا سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی بھی سلسلہ سہروردیہ کی نسبت قویہ رکھتے ہین کیونکہ سہروردیہ وکبرویہ وفردوسیہ سلاسل مختلف طرق سے آپ کو پہونچنے کے علاوہ۔ بلا واسطہ آپ حضرت مخدوم جہانیان کے بھی خلیفہ اجل ومجاز مطلق ہین[۱]

علماے ظواہر فقہا ومحدثین مین بھی بہتیرے اکابر نے خرقہ تصوف وطریقہ سہروردیہ ارادۃً وتبرکاً حاصل کیا۔ چنانچہ سلطان العلما شیخ الاسلام امام عزالدین بن عبدالسلام مصری الصوفی رح بلاواسطہ حضرت شیخ الشیوخ سے پیوند ارادت رکھتے ہین اور علم تصوف وخرقہ تبرک حضرت سے اُنھون نے حاصل کیا ہے[۲]۔ ختم المحدثین امام علامہ حافظ شمس الدین محمد جزری المحدث الصوفی صاحب کتاب حصن حصین دو واسطون سے حضرت شیخ الشیوخ سے ملتے ہین[۳]

اور خاتم الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی محدث بھی طریقہ سہروردیہ کی ارادت رکھتے اور شیخ الشیوخ کے عوارف وغیرہ مصنفات واشغال واوراد کی بزرگان صوفیہ سے سند کرتے ہین[۴]۔ وقس علی ہذا علامہ شیخ قطب الدین قسطلانی بھی شیخ الشیوخ کے مرید ومجاز ہین۔ امام سبکی فرماتے ہین "الشیخ قطب الدین القسطلانی الفقیہ المحدث الادیب الصوفی العابد سمع من والدہ ومن الشیخ شہاب الدین السہروردی ولبس منہ خرقۃ التصوف (طبقات سبکی جلد ۵ صفحہ ۱۵ وکذا فی الطبقات للامام الشعرانی)

اب سلسلۂ مبارکہ کبرویہ فردوسیہ کے اکابر کے نامہاے نامی سُنیے

حضرت شیخ مجدالدین بغدادی۔ خواجہ سیف الدین باخرزی۔ شیخ رضی الدین علی لالا

---

[۱] دیکھو لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۰ وصفحہ ۳۹۲ ۱۲ [۲] طبقات سبکی و اتحاف النبلاء وغیرہ ۱۲ [۳] اسنی المطالب للامام الجزری صفحہ ۲۶ [۴] شاہ ولی اللہ صاحب کی انتباہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے خرقہ سہروردیہ تقیہ علی دمیاطی سے پہنا اور انھون نے زین الدین ابوبکر خوافی سہروردی سے نیز اشغال واعمال وعوارف وغیرہ کی سند حافظ عسقلانی نے ابوالحسن بن ابی المجد دمشقی سے لی۔ انھون نے تقی الدین سلیمان بن حمزہ دمشقی سے انھون نے بلا واسطہ شیخ الشیوخ شہاب سہروردی سے دیکھو صفحہ ۱۰۱ وصفحہ ۱۰۳ ۔۱۲

مولانا جمال الدین گیلی - بابا کمال جندی - شیخ نجم الدین رازی دایہ - حضرت مولانا بہاء الدین ولد (والد ماجد مولانائے رومی) شیخ سعد الدین حمویہ - حضرت شیخ فرید الدین عطار (اصحاب و خلفائے حضرت خواجہ ابو الجناب نجم الدین کبریٰ ولی تراش)

احمد مولانا (مرید و خلیفہ بابا کمال جندی) خواجہ ابو الوفاء خوارزمی (بیجند و اسطہ مرید احمد مولانا)[1] قطب الحقیقہ شیخ عزیز بن محمد نسفی - (خلیفہ شیخ محمد نسفی - او خلیفہ سعد الدین حمویہ) و شیخ جمال الدین احمد جوزقانی (خلیفہ شیخ علی لالا) شیخ نور الدین اسفرائنی کسرقی (خلیفہ احمد جوزقانی) حضرت شیخ ابو المکارم رکن الدین علاء الدولہ سمنانی - و حضرت مولانائے مغربی (ہر دو خلیفہ شیخ نور الدین کسرقی)

امیر کبیر علی ثانی سید علی ہمدانی (مرید و خلیفہ شیخ محمود مزدقانی) ابو البرکات تقی الدین علی الدوستی السمنانی - ہر دو خلیفہ علاء الدولہ سمنانی) و حضرت شیخ المشائخ مخدوم جہاں شیخ شرف الحق والدین احمد بن یحییٰ المنیری البہاری الفردوسی رح (مرید و خلیفہ خواجہ نجیب الدین فردوسی - وا و مرید و خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی - وا و مرید و خلیفہ شیخ الاسلام خواجہ بدر الدین سمرقندی وا و خلیفہ حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی او خلیفہ خواجہ نجم الدین کبریٰ) و شیخ امام مظفر بلخی - و حضرت شیخ حسین نوشہ توحید و مخدوم شاہ شعیب - و شیخ شمس الدین خضر بدایونی و سید علیم الدین گیسو دراز - و شیخ حسن بن حسین نوشۂ توحید - و شیخ قاضن شطاری منیری و مخدوم احمد لنگر دریا[2]

[1] خواجہ ابو الوفاء - خواجہ ابو الفتوح کے مرید ہیں اور وہ دانشمند مولانا محمد سے - وہ بہاء الدین کبریٰ کے وہ احمد مولانا بن مولانا شمس الدین مفتی ترکستانی کے - اور وہ بابا کمال جندی کے - خواجہ ابو الوفاء نے اپنا شجرہ نظم میں یوں لکھا ہے ؎

سید فیض علی رسول احمد مختار
و او بو علی است دگر مغربی سر اخیار
پس از اکابر مذکور شیخ نجم الدین
دگر محمد و پس بو الفتوح فخر کبار

پس از علی حسن آمد خزینۂ اسرار
حبیب ابن محمد ابو القاسم پس از نساج
کہ بود قدوۂ اخیار و سرور ابرار

حبیب طائی و معروف پس سری و جنید
امام احمد و پس سہروردی بہ عمار
کمال و احمد و دانگہ بہائے حق و دین

دیکھو نفحات ملا جامی صفحہ ۴۹ مطبوعہ کلکتہ ۱۲

[2] حضرت شیخ قاضن منیری شیخ حسین بلخی کے خلیفہ ہیں وہ حسین نوشۂ توحید کے - وہ مولانا مظفر بلخی کے نیز شیخ قاضن کو علی بدایونی سے پہونچا - اور ان کو کریم الدین اودھی سے - انکو مولانا مظفر بلخی سے انکو مخدوم بہاری سے - نیز مخدوم کے خلیفہ شیخ نصیر الدین ستانی ہیں اُن کے شیخ نصیر الدین تلتی - انکے ابراہیم علم منیری - انکے محمد علم منیری - اور انکے قاضن شطار - آپ بلا واسطہ شیخ عبد اللہ شطار کے خلیفہ و مجاز ہیں اس لیے شطاری مشہور ہے مرآۃ الاسرار وغیرہ میں آپ کا تذکرہ کیا ہے -

و حضرت شیخ شہاب الدین[لہ] قتال بہاری۔ و مخدوم شاہ دولت[لہ] منیری الفردوسی (مشاہیر مشائخ ۱۰۹۰ھ
و اصحاب سلسلۂ حضرت مخدوم جہان شرف الدین بہاری)

وغیرہم وغیرہم یہ سب حضرات کبرویہ فردوسیہ سلسلہ کے اکابر ہین قدست اسرارہم۔
ایک انسبت حضرت خواجہ بزرگوار بہاء الدین نقشبند رحؒ (سرگروہ طریقہ نقشبندیہ) کی بھی کبرویہ ہے
اور اس سلسلہ کا اجرا بھی آپ کے ذریعہ سے ہوا۔ حضرت علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہین کہ
یہ نادر ترین سلسلہ ہے۔ اُن کے خاص الفاظ یہ ہین۔
ونادر ترین آنہا خرقہ کبرویہ است از جہت خواجہ نقشبند " (انتباہ صـ ۱۱۹)
حضرت خواجہ نقشبند نے یہ سلسلہ و خرقہ شیخ سلطان الدین سے پایا۔ اور اُنھون نے احمد مولانا
ترکستانی سے اُنھون نے بابا کمال جندی سے۔ اور حضرت بابا نے خواجہ ولی تراش نجم الدین۔
کبریٰ سے پھر خواجہ نقشبند سے خواجہ علاء الدین عطار کو پہونچا۔ اور ان سے جن بزرگون نے اخذ کیا
انمین خصوصیت سے قابل ذکر حضرت قدوۃ العلماء المحققین زبدۃ الفضلاء والمدققین علامہ سید شریف
جرجانی ہین۔ میر سید شریف نے یہ خرقہ خواجہ عطار سے پایا اور اُنسے مجاز ہوکر اس سلسلہ کی

لہ حضرت شہاب الدین قتال صوبہ بہار کے بڑے بزرگون مین ہین موضع قتال پورہ آپ ہی کے نام نامی پر موسوم ہے جو تھانہ سیلاؤ ضلع پٹنہ ڈویژن بہار مین واقع ہے۔ وہین آپکا مزار ہے۔ آپ شاہ رکن الدین کے خلیفہ ہین اور وہ اپنے والد شاہ محمد کے اور وہ شمس الدین خضر بن محمود بدایونی کے اور وہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کے خلیفہ ہین۔

لہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ صوبہ بہار کے مشاہیر مشائخ کرام سے ہین انکا سلسلہ دور دور پھیلا اطراف اودھ وغیرہ تک آپ کے خلفاء تھے۔ چنانچہ ایک خلیفہ آپ کے سندیلہ مین جلوہ افروز تھے جنکا ذکر شیخ عبد الرحمن چشتی نے مرآۃ الاسرار مین کیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام حسین نوشۂ توحید کے تذکرہ مین تحریر فرماتے ہین "وپیش ازین سلسلہ فردوسیہ بسبب حضرت شیخ جمال گوجرہ اودھی خلیفہ حضرت شیخ مظفر بلخی و بعضے خلفاے او درین دیار شایع بود والحال درین وقت در سلسلۂ فردوسیہ یک ذات بابرکات حضرت شیخ امان اللہ صدیقی ساکن قصبہ سندیلہ باقی ماندہ است کہ درآن مشرب ارشاد می نماید۔ و شیخ مذکور مرید خلیفہ حضرت شاہ دولت منیری است کہ احوال او در رسالہ مرآۃ الولایۃ نوشتہ شدہ است"

دوسرون کو بھی اجازت وخلافت دی۔ (دیکھو انتباہ)۔

ایک سلسلہ کبرویہ حضرت عارف ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کا خواجہ نقشبند کی نسبت کے علاوہ امیر علی ہمدانی کے طریقہ سے ہے جو مجدد صاحب کو اپنے اُستاذ علام حضرت یعقوب صرفی کشمیری محدثؒ سے پہونچا۔ اور انکو حضرت شیخ حسین[۵۱] خوارزمی کبروی سے اور دوسری نسبت طریقہ سہروردیہ ونیز کبرویہ کی حضرت مجدد کو حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی کے سلسلہ سے ہے جیسا کہ عارف حق آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر قدس سرہ ضیاء القلوب مین فرماتے ہین۔

ونیز حضرت مجدد را اجازت وبیعت طریق چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وکبرویہ ومداریہ وقلندریہ از مرشد خود شیخ عبد الاحد وایشان را از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی وایشان را از عبد القدوس گنگوہی[۵۲]"

حجۃ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ وحضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی۔ وحضرت شیخ ابو طاہر مدنی المحدث الصوفی۔ وحضرت قطب ربانی امام عبد الوہاب شعرانی۔ وحضرت شیخ الاسلام زین زکریا الانصاری یہ بزرگواران بھی حضرت سیدی ابو النجیب کے دامان پاک سے

سلہ[۵۱] شیخ حسین خوارزمی دسوین صدی ہجری کے ایک جلیل القدر شیخ صاحب کرامات جلیلہ ومقامات رفیعہ تھے (دیکھو سفینۃ الاولیا وغیرہ) بیعت وخلافت شیخ حاجی محمد بن صدیق الخبوشانی سے تھے۔ انکو شیخ شاہ علی بیدا وازی سے انکو شیخ رشید الدین محمد بیدا وازی سے انکو سید عبد اللہ برزش آبادی انکو شیخ اسحاق ختلانی سے اور شیخ اسحاق امیر علی ہمدانی کے اجل خلیفہ ہین۔ (انتباہ صلہ ۱۲۱ وسفینۃ الاولیا وغیرہ) سلہ[۵۲] حضرت عبد القدوس گنگوہی کو اپنے پیر ومرشد شیخ درویش بن قاسم محمد اودھی سے اجازت وخلافت تھی۔ اور انکو سید بڈھن بہرائچی سے۔ انکو سید اجمل بہرائچی سے انکو مخدوم جہانیان سید جلال بخاری سے۔ اور مخدوم جہانیان کا سہروردیہ خرقہ مشہور ومعروف ہے۔ اور کبرویہ آپ کو حضرت سید السادہ ابو الوقت حمید الدین محمود الحسینی السمرقندی سے انکو شمس الدین ابو محمد محمود بن ابراہیم المرغانی سے۔ انکو ابو العطایا الخالدی سے۔ انکو شیخ فخر الدین ابو یحیی النصاری سے انکو احمد مولانا سے۔ انکو کمال خجندی سے انکو نجم الدین کبری سے (ضیاء القلوب صلہ ۱۹ ومعمولات مظہریہ صلہ ۲۴)

نوٹ۔ واضح ہو کہ معمولات مظہریہ وغیرہ مین ابو العطایا خالدی کے بعد بلا واسطہ احمد مولانا کا نام ہے مگر ضیاء القلوب مین شیخ فخر الدین کا نام موجود ہے۔

مختلف طرق سے وابستہ ہین اور سہروردیہ وکبرویہ سلسلے طرق کثیرہ سے ان کو پہونچے ہین
جنکی تفصیل **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی سے معلوم ہوسکتی ہے
اور حضرت قطب معظم قطب الدین بینا دل جونپوری نے بھی متعدد طریقون سے سہروردیہ و
کبرویہ و فردوسیہ خرقے پائے ہین (مراد المریدین وغیرہ)
اور حضرت علامہ عارف قطب المعارف مولانا دیوان شاہ عبدالرشید جونپوری قدس سرہ بھی سلسلہ
سہروردیہ وکبرویہ کے ساتھ وابستگی وتعلق قوی رکھتے ہین۔ کبرویہ فردوسیہ تو حضرت شیخ عبدالقدوس
بن عبدالسلام بن محمد قطب بن قطب الدین بینا دل جونپوری سے اخذ کیا۔ اور شہابیہ
سہروردیہ کے متعدد خرقے مختلف بزرگون سے انکو پہونچے۔ اپنے والد ماجد حضرت جمال الحق
شیخ مصطفیٰ العثمانی سے دو طریقہ سے[۱] اس سلسلہ کی اجازت وخلافت پائی جو چند واسطون سے
حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت قدس اللہ نفسہ تک پہونچتے ہین نیز حضرت دیوان عبدالرشید
کو اپنے شیخ حضرت میران راجی سید احمد بن مجتبیٰ حلیم اللہ مانکپوری[۲] چشتی حسامی سے خرقہ قادریہ

[۱] شیخ مصطفیٰ کو شاہ قیام الدین سے خرقہ وسلسلہ حاصل ہوا۔ اور انھون نے اپنے پدر بزرگوار شیخ تاج الحق قطب الدین سے پایا۔ انکو اپنے والد ماجد خواجہ من اللہ المعروف بہ شیخ ادہن جونپوری سے پہونچا۔ انکو میر سید شہاب الدین محمود حسینی سے انکو میر سید برہان الدین سے انکو سید صدر الدین راجو قتال سے۔ انکو مخدوم جہانیان سے۔ نیز حضرت تاج الحق شیخ قطب الدین کو سید السادات میر سید جلال عبدالقادر المبارک سے خرقہ پہونچا انکو اپنے پدر سید مبارک امجد سے انکو راجو قتال بخاری سے۔ انکو مخدوم جہانیان سے۔ [۲] مخدوم میران سید احمد حلیم اللہ مانکپوری شیخ پیر سلطان کے خلیفہ ہین اور وہ شیخ حامد عرف منجھن گنج نشین کے وہ شیخ محمد بن اسحاق گنج نشین کے وہ خواجہ اسحاق گنج نشین کے۔ وہ شیخ داؤد قریشی کے وہ سید صدر الدین راجو بخاری کے وہ مخدوم جہانیان کے۔ (دیکھو گنج ارشدی) میری حضرت میران سید احمد حلیم اللہ بن مجتبیٰ کا خاندان حضرت مخدوم راجہ سید حامد شاہ خلیفہ حضرت مخدوم حسام الحق مانکپوری چشتی رضہ سے پہلے بالکل سہروردی تھا۔ حضرت قدوۃ الکاملین میر سید شہاب الدین جو راجہ حامد شاہ کے اجداد کرام مین ہین مشایخ سہروردیہ سے تھے صاحب گنج ارشدی فرماتے ہین "میر سید شہاب الدین کہ در مانکپور اقامت گرفت مرد صاحب تصرف واہل باطن بودہ خرقہ خلافت پیران سہروردیہ داشت بحکم باطن در مانکپور اقامت گرفت" جس زمانے مین حضرت مخدوم جہانیان بنگالہ سے واپس ہوکر وطن تشریف لیجارہے تھے اور مانکپور سے ہوکر آپکا قافلہ گذرا اور تمام سادات مانکپور آپکے استقبال وزیارت وشرف ملاقات کو حاضر ہوے۔ اس وقت حضرت میر شہاب الدین کے صاحب سجادہ حضرت میر سید عزالدین سہروردی جد امجد حضرت راجہ حامد شاہ تھے حضرت مخدوم جہانیان نے اپنے خاص الطاف وعنایات سے انکو سرفراز کیا (دیکھو گنج رشیدی) ۱۲ منہ

سہروردیہ پہونچا۔ یہ سلسلہ بھی مخدوم جہانیان سے ملجاتا ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ شیخ مصطفیٰ کے شجرے مین مخدوم جہانیان کے پیر بیعت حضرت رکن الدین ابوالفتح کا تام نامی ہے اور انکو اپنے والد ماجد۔ اور انکو اپنے پدر بزرگوار۔ اور انکو شیخ الشیوخ سے پہونچا۔ اور میران سید احمد حلیم اللہ مانکپوری کے شجرہ مین مخدوم جہانیان کی دوسری نسبت کا ذکر ہے کہ انکو اپنے والد ماجد سید احمد کبیر سے انکو اپنے والد سید جلال بزرگ بخاری سے۔ انکو بہاء الدین زکریا۔ انکو شیخ الشیوخ سے پہونچا۔

اور حضرت ابوالبرکات شمس الحق دیوان عبدالرشید علیہ الرحمۃ نے ایک خرقہ سہروردیہ اپنے مرشد و شیخ حضرت مخدوم طیب بن معین بنارسی قدس سرہ سے بھی پایا ہے جو اکابر اولیا و مشاہیر فضلا سے تھے اور طریقہ قادریہ مین حضرت رئیس المحدثین شیخ عبدالحق المحدث الصوفی الدہلوی کے خلیفہ ہین۔ یہ سلسلہ مذکورہ سلاسل سے بالکل علیحدہ اور نادر ہے جو ابًا عن جد مسلسل حضرات امیر حسینی سادات تک منتہی ہوتا ہے۔ ذیل مین یہ متبرک حسینیہ سہروردیہ شجرہ درج کیا جاتا ہے۔

مخدوم طیب بنارسی قدس سرہ کو اپنے مرشد و شیخ حضرت تاج الدین جھوسی سے پہونچا (دیوان عبدالرشید صاحب نے بلا واسطہ بھی حضرت تاج الدین مذکور سے خرقہ حاصل فرمایا ہے) اور انکو حضرت امیر شاہ ابوالفتح بن محمد حسینی الاسدی سے۔ انکو اپنے والد و مرشد امیر سید محمد بن اسمٰعیل الحسینی سے۔ انکو اپنے والد و شیخ امیر سید اسمٰعیل بن درویش حسینی سے انکو اپنے پدر بزرگوار و پیر امیر سید درویش بن محمد نظام الحسینی سے۔ انکو اپنے والد ماجد و مرشد امیر سید محمد نظام الحسینی سے۔ انکو اپنے شیخ و پدر عالیقدر ملک السادات امیر الملۃ والدین بن اسد الحق الحسینی سے اور انکو اپنے شیخ و والد ماجد سلطان العاشقین سید التارکین ابوالفراس امیر اسد الحق والشرع والدین بن حسین معروف بہ امیر حسینی سادات مرید شیخ کبیر بہاء الدین زکریا ملتانی و نیز خلیفہ حضرت صدر الدین عارف بن بہاء الدین زکریا ملتانی سے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(یہ سب شجرے کتاب گنج ارشدی قلمی سے منقول ہین)۔

سلسلۂ رسولشاہیہ بھی اسی سہروردیہ سلسلہ کی شاخ ہے چنانچہ حضرت سید رسول شاہ صاحب سلسلہ شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ شاہ داؤد مصری کے۔ وہ شاہ سخی حبیب اللہ کے وہ شاہ اسمٰعیل کے۔ وہ سید شاہ مرتضٰے کے وہ سید شاہ رزاق پاک کے وہ شاہ آلہ داؤد کے۔ وہ شاہ پیرن بندگی کے۔ وہ شاہ منجھن گوشہ نشین کے۔ وہ شیخ محمد بن اسحٰق گنج نشین کے وہ خواجہ اسحاق کے۔ وہ شیخ داؤد قریشی کے۔ اور وہ سید صدر الدین راجو بخاری کے۔ اور وہ مخدوم جہانیان کے سلسلاً الی الشیخ ابی النجیب السہروردی۔

دیکھو تذکرۂ غوثیہ ذکر شجرہ و سلسلہ حضرت سید غوث علی شاہ علیہ الرحمۃ ص ۱۹

شیخ الکل حضرت ضیاء الملۃ والدین ابوالنجیب کا خرقہ و طریقہ شیخ الشیوخ اور خواجہ نجم الکبرا کے اور بعض دیگر خلفاء مثلاً شیخ قطب الدین ابورشید احمد بن محمد الابہری۔ و شیخ جمال الدین عبدالصمد الزنجانی کے ذریعہ سے بھی شیوع پایا۔ چنانچہ حضرت شمس الاسلام والشرع والدین مولانا شمس تبریزی و حضرت مولانا جلال الدین رومی (صاحب مثنوی) کا سلسلہ شیخ قطب ابہری ہی کے ذریعہ سے حضرت شیخ تک پہونچتا ہے۔ شیخ محمد تبریزی فرماتے ہیں [۵۱]

وللشیخ ابی النجیب ینتهی الیه خرقة الشیخ جلال الدین الرومی ویتصل بالخرقة النجیبیة من طریق الشیخ قطب الدین الابهری خلیفة الشیخ ابی النجیب رض۔“

اور میران سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں [۵۲]

”از حضرت ضیاء الدین ابی نجیب سہوردی سلسلۂ مولوی رومی می برآید کہ از وے بشیخ قطب الدین ابہری رسید۔ و از وے بشیخ رکن الدین سنجاسی رسید و از وے بخواجہ شمس الدین تبریزی [۵۳] رسید“

---

[۵۱] روضۃ الناظرین صفحہ ۳۴۔ [۵۲] لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۸۱

[۵۳] حضرت شمس تبریز نے حضرت نجم الدین کبریٰ سے بھی فیض پایا۔ اور انکی صحبت پاک سے مستفیض ہوئے ہیں جیسا کہ مناقب الاصفیاء وغیرہ سے ثابت ہے۔ اور نیز حضرت مولانا ئے رومی اپنے والد ماجد حضرت مولانا بہاء الدین ولد کی طرف سے کبروی ہیں کیونکہ وہ حضرت نجم الدین کبریٰ کے خلفاء سے ہیں دیکھو نفحات جامی صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ کلکتہ وغیرہ۔

حضرت شیخ اوحدالدین کرمانیؒ بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہین - آپ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید ہین اور وہ شیخ قطب الدین ابہری کے [۱]

حضرت شیخ اوحدالدین عبداللہ البلیانی بھی بہ چند واسطہ شیخ قطب ابہری و شیخ جمال الدین عبدالصمد زنجانی سے ملتے ہین - شیخ عبداللہ بلیانی کا سلسلہ حضرت مخدوم جہانیان کو بھی پہونچا ہے جیسا کہ خزانہ جلالی مین مرقوم ہے کہ مخدوم جہانیان نے حسب اشارت قطب مدینہ شیخ عفیف الدین مطری و نیز حسب ارشاد شیخ المشائخ امام عبداللہ یافعی گازرون پہونچکر شیخ امام الدین محمد گازرونی کے دست مبارک سے انکے برادر معظم شیخ الاسلام امین الملۃ والدین الگازرونی کا خرقہ وغیرہ حاصل کیا - اور شیخ الاسلام نے اپنے عم مکرم شیخ اوحدالدین بلیانی سے خرقہ پہنا - اور انھون نے شیخ اصیل الدین ابی الحسن بن محمد شیرازی سے - اور انھون نے شیخ رکن الدین ابوالغنائم بن مفضل بن ابی القاسم الخطیب السنجاسی الابہری سے - اور اُنھون نے شیخ قطب الدین ابی الرشید احمد بن محمد الخفیفی الابہری سے اور اُنھون نے ضیاالدین ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی سے [۲]

حضرت سیدی قطب مصر سید ابراہیم دسوقی کا سلسلہ و خرقہ بھی شیخ الکل ضیاءالدین ابوالنجیبؒ سے ملتا ہے اور آپ خاص سہروردی ہین جیسا کہ علامہ شیخ وتری الرفاعی تحریر فرماتے ہین "وتتصل بالخرقۃ النجیبیۃ خرقۃ السید ابراہیم الدسوقی الحسینی دفین دسوق مصر احد الاقطاب المشہورین"

حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی صاحب سلسلہ صفویہ بھی حضرت ابوالنجیب ہی سے

---

[۱] دیکھو نفحات الانس مطبوعہ کلکتہ ص ۶۸۵ [۲] یہی سلسلہ نفحات مین بھی ہے مگر اسمین اتنا اور اضافہ ہے کہ رکن الدین سنجاسی نے شیخ عبدالصمد زنجانی خلیفہ شیخ ابوالنجیب سے بھی خرقہ پہنا - دیکھو ص ۱۹۲ تذکرہ عبداللہ بلیانی -

[۳] روضۃ الناظرین ص ۳۴ - واضح ہو کہ قطب عظیم سید ابراہیم حسینی کو حضرت قطب الدین ابہری سے تعلق نہین ہے بلکہ وہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتے ہین اسطور پر کہ انھون نے خرقہ شیخ نجم الدین محمود اصفہانی سے پہنا اور اُنھون نے شیخ نورالدین عبدالصمد نطنزی سے - اور اُنھون نے شیخ نجیب الدین علی بزغش الشیرازی سے اور اُنھون نے شیخ شیوخ العالم شہاب الحق والدین السہروردی سے اور انھون نے حضرت شیخ الکل ابوالنجیب سہروردی سے دیکھو روضۃ الناظرین ص ۴۸ -

نسبت رکھتے ہین اور انکا سلسلہ حضرت قطب ابہری کے واسطہ سے حضرت شیخ تک منتہی ہوتا ہے
صاحب مرآۃ الاسرار خانوادون کے ذکر مین تحریر فرماتے ہین۔

دہم خانوادہ "صفویہ" منشاء این سلسلہ از شیخ صفی الدین اسحٰق اردبیلی است۔ وی مرید و خلیفہ و داماد شیخ زاہد ابراہم گیلانی بود۔ وے از سید جمال الدین تبریزی۔ وے از شیخ شہاب الدین محمد ابہری۔ وے از شیخ رکن الدین سنجاسی۔ وے از شیخ قطب الدین ابہری وے از اعظم خلفاے شیخ ابو نجیب سہروردی است۔ واین سلسلہ بسیار شائع است در ملک عراق وخراسان ودر زمان شیخ صفی الدین آنقدر مردم کہ بوے تربیت یافتہ وفیض سند گشتہ از دیگر مشائخ کم شنیدہ میشود۔ در ارشاد مریدان قبولیت تمام ونفسے کبیر داشت قدس سرہ"

"خلوتیہ" سلسلہ بھی حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی ہی سے ملتا ہے۔ اور حضرت محمد خلوتی اور حضرت صفی الدین اردبیلی دونون بزرگوار ہمعصر اور پیر بھائی یعنی حضرت شیخ ابراہیم زاہد گیلانی کے دونون مرید وخلیفہ ہین۔ اور دونون صاحب سلسلہ بزرگ ہوے۔ انکا سلسلہ صفویہ کہلایا۔ اور انکا طریقہ خلوتیہ مشہور ہوا۔ عارف اجل شیخ اکمل علامہ سید احمد بن ادریس المغربی الشاذلی قدس سرہ نے اپنا طریقہ خلوتیہ نقل فرماتے ہوے حضرت محمد خلوتی تک اپنا سلسلہ لکھکر انکے اوپر یہی سلسلہ تحریر فرمایا ہے کہ محمد الخلوتی عن ابراھیم الجیلانی عن جمال الدین البرکی (التبریزی) عن شہاب الدین محمد الشیرازی الابہری عن رکن الدین النجاشی (السنجاسی) عن قطب الدین الازہری (الابہری) عن الشیخ ضیاء الدین ابی النجیب السہروردی[۱]

سلسلہ عیدروسیہ جسکے سرگروہ حضرت سید عبداللہ عیدروس قدس سرہ ہین۔ یہ بھی ایک نسبت سے سہروردیہ ہے چنانچہ مرآۃ الاسرار کا بیان ہے کہ
"سید عبداللہ عیدروس از خانوادہ سہروردیہ نیز خرقہ خلافت داشت"۔ وکذا فی اقتباس الانوار
سلسلہ شطاریہ جسکے سرحلقہ حضرت عبداللہ شطاری ہین۔ اسکی ایک شاخ بھی
المتوفی ۸۹۰ھ

[۱] کتاب احزاب وارادشیخ احمد بن ادریس المسمی بالمحامد الثانیۃ مطبوعہ عرب صفحہ ۱۲۹ پرحاشیہ ۱۲

سہروردیہ ہی سے متفرع ہے لطائف اشرفی میں ہے "منتہا رستر شطار و جنار سلسلہ ابرار حضرت شیخ الشیوخ است" نیز اسی کتاب میں مرقوم ہے "حضرت قدوۃ الکبرا می فرمودند کہ یک سلسلہ دیگر این خاندان از اولاد کبار حضرت شیخ الشیوخ بہ شیخ حماد برسید واز وے بشیخ نجم الدین رسید۔ واز وے بشیخ ضیاء الدین رسید واز وے بہ شیخ رشید الدین رسید واز دے بہ شیخ عبد اللہ شطار۔ واز وے بہ شیخ حسام الدین شطار و این سلسلہ از ابناے حضرت شیخ الشیوخ اباً و اجداً دا منتهی الی الاسفل می رود۔ و در ہندوستان از ایشان اشتہار یافت۔ و ایشان را بولایت دیدہ بودیم بہرہ کلی از زہد وازمشارب صوفیہ مشربے کافی چشیدہ" (لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۱۹)

حضرت عبد اللہ شطار حضرت شیخ الشیوخ کی اولاد پاک نہاد سے ہیں اور یہ سلسلہ آپ کا آبائی نسبت سے کُل چار۔ پانچ واسطوں سے شیخ الشیوخ تک پہونچتا ہے۔

اور محقق علامہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبد اللہ شطاری قدس سرہ کے بہ نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ وہ خرقہ کبرویہ رکھتے تھے اور حضرت نجم الدین کبریٰ سے انکو کل پانچ واسطے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ شیخ دہلوی کی اصل عبارت یہ ہے۔

"و اورا رسالہ ایست مشہور در بیان طریق شطاریہ و اذکار و اشغال و مراقبات و در اول رسالہ نسب خود تا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نیز ذکر می کند۔ و سلسلہ ارادت وے بہ پنج واسطہ بشیخ نجم الدین کبریٰ می رسد"

حضرت شیخ قاضن شطار المنیری الفردوسی ۔ حضرت غوث گوالیاری۔ حضرت وجیہ الدین گجراتی وغیرہم اس سلسلہ کے اکابر و مشاہیر ہیں۔

غرض اسی طرح حضرت شیخ الاسلام والمسلمین ضیاء الحق والشرع والدین شیخ ابوالنجیب عبد القاہر السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اتباعہ اجمعین کے سلسلہ پاک میں بڑے بڑے اکابر داخل و شامل ہیں۔ اور آپ کے خرقہ وسلسلہ کی مختلف شاخیں مختلف طور سے تمام

سلہ اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۷۱

ممالک عرب وعجم مین شایع ہوئین جیسا کہ شیخ محمد وتری الرفاعی فرماتے ہین۔

والخرقۃ النجیبیۃ السُّھروردیۃ فروع کثیرۃٌ فی دیار العرب والعجم[۵۱]

اب موجودہ زمانہ مین ہندوستان مین یہ سلسلہ نجیبیہ وخرقہ سہروردیہ کہان کہان ہے اور کس کس ذریعہ سے پہونچا ہے ؟ ہم اس وقت اسکی تفصیلی حالت نہین بتا سکتے۔ مگر

ہمارے صوبہ بہار

کا یہ بڑا فخر ہے کہ جب سے یہان اسلام آیا۔ اور پاک صوفیانہ خیالات اپنے ساتھ لایا۔ اُسیوقت سے حضرت شیخ ابوالنجیب کا فیض وسلسلہ بھی یہان جاری ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ۵۹۵ھ مین ملک بختیار خلجی نے منیر وبہار سے لیکر مغربی بنگال کے کل حصے تک فتح کر لیا[۵۲]۔ اس وقت جو بزرگان دین ومشائخ عظام اس صوبہ بہار مین تشریف لائے مثل حضرت شہاب الدین جگجوت رض وغیرہم[۵۳] کے یہ سب سُہروردی کہلاتے ہین۔ مگر تاریخی طور سے ہم یہ نہین بتلا سکتے کہ کس کے مرید اور کس کے خلیفہ تھے مناقب الاصفیا مین مخدوم شاہ شعیب صاحب اسی قدر تحریر فرماتے ہین کہ "قاضی شہاب الدین بہت بڑے بزرگ اور مخدوم شرف الدین بہاری کے نانا تھے[۵۴]۔

ہان یہ وہ زمانہ ضرور ہے کہ حضرت شیخ جلال تبریزی رح دہلی تشریف لائے۔ پھر وہان سے بدایون اور وہان سے بہار اور بہار سے بنگالہ تشریف لیگئے (دیکھو خیر المجالس ۲)۔ حضرت موصوف حضرت شیخ الشیوخ کے خاص خلیفہ ہین۔ اور انکی کرامات وخرق عادات کا اسلامی دنیا مین غلغلہ تھا بنگالہ مین بہتیری جگہ ان کے چلّے بنے ہوے ہین۔ صدہا آدمی اُنکے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوے تھے۔ اور ہزارون بندگان خدا نے ان سے طریقہ سہروردیہ اخذ کرکے عرفان کامل حاصل کیا۔ اسکے بعد خلفاے حضرت غوث العالم شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی وخلفاے خلفا کی

---

۵۱ روضۃ الناظرین مطبوعہ مصر صـ ۲۴ ـــ ۵۲ طبقات ناصری جلد ۲ صـ ـــ ۵۳ آپ کا مزار مبارک عظیم آباد پٹنہ مقام جتھلی مین زیارت گاہ انام ہے ۵۴ مناقب الاصفیا صـ ۳۱

آمد آمد اس دیار مین ہوئی - اور انکے ذریعہ سے سیکڑون دل نور عرفان سے روشن ہوے -
حضرت شیخ مخدوم یحییٰ منیری قدس اللہ نفسہ جو اس صوبہ بہار کے ابتدائی نامی بزرگون مین
ہین اور حضرت مخدوم شرف الدین کے والد ماجد ہین - وہ بھی سہروردی ہین یعنی ان کو
عقیدت و ارادت حضرت مولانا تقی الدین عربی سے ہے جو حضرت شیخ احمد دمشقی خلیفہ حضرت
بہاء الدین زکریا کے خلفاء سے تھے - انھون نے احیاء العلوم کا مختصر و ملتقط کیا تھا - اور اس
زمانہ مین اس کتاب کا درس ہوا کرتا تھا - یہ بزرگ (مولانا تقی الدین) مغربی بنگال کے ایک قصبہ
مہسون مین تشریف رکھتے تھے اور وہین انکا مزار ہے - اب یہ مقام ضلع دیناج پور
مین واقع ہے - حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اکثر وہان انکی خدمت مین حاضر ہوا کرتے
تھے[۱] - ان بزرگ کا طریقہ صوبہ بہار و بنگال مین بہت شایع ہوا حضرت شاہ حسین دھکڑپوش
و حضرت شیخ سلیمان دھکڑپوش اسی طریقہ کے اکابر ہین رحمۃ اللہ علیہم -
حضرت مخدوم احمد چرم پوش[۲] بہاری قدس سرہ اسی سلسلہ کے بزرگ ہین -

---

[۱] از منیر بجہسون برائے ملاقات و زیارت او قصد می کرد" (مناقب الاصفیا صـ ۱۳۱ مطبوعہ) - [۲] مخدوم احمد چرم پوش مخدوم شرف الدین بہاری کے خالہ زاد بھائی - اور انکے نہایت مخلص و معتقد ہم عصر - اور بڑے صاحب کرامات و تصرفات تھے دیکھو مناقب الاصفیا صـ ۱۴۷ وغیرہ - مولانا مظفر بلخی کے والد ماجد حضرت شیخ شمس الدین مغربی بلخی آپ ہی کے مرید و خلیفہ تھے دیکھو مناقب الاصفیا صـ ۱۷۵ - آپکا سلسلہ بہ دو واسطہ مولانا تقی الدین مہسوی سے ملتا ہے - چنانچہ حضرت مخدومی جناب شاہ نور صاحب سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم احمد چرم پوش بہار نے جو شجرہ مخدوم کا مجھے مرحمت فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مخدوم کو بیعت و خلافت مولانا شاہ علاء الدین علاء الحق سہروردی سے تھی اور انکو مولانا شیخ سلیمان مہسوی سے اور انکو حضرت مولانا تقی الدین سہروردی ساکن مہسون سے - اور انکو حضرت احمد دمشقی سے - اسکے بعد اس شجرہ مین شیخ الشیوخ کا نام نامی درج ہے - مگر در حقیقت حضرت احمد دمشقی اور شیخ الشیوخ کے درمیان حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا واسطہ ہے جو غلطی سے چھوٹ گیا ہے - مولانا احمد دمشقی حضرت بہاء الدین زکریا کے خلفا سے ہین - چنانچہ جناب شاہ عبد الغفور صاحب سجادہ نشین مہسون کے پاس جو شجرہ و سلسلہ ہے اسمین حضرت غوث بہاء الدین زکریا کا نام نامی موجود ہے - اور کتاب تالیف محمدی مین بھی حضرت شیخ سلیمان دھکڑپوش کا سلسلہ یون ہی نقل کیا ہے کہ وہ مولانا تقی الدین کے خلیفہ ہین اور وہ شیخ احمد دمشقی کے اور وہ شیخ کبیر بہاء الدین ملتانی کے اور وہ شیخ الشیوخ سہروردی کے - لیکن مخدومی جناب شاہ مولوی عبد القادر صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ اسلامپور نے بھی جو شجرہ سلاسل سہروردیہ ارسال فرمایا ہے اس سلسلہ مین اسمین بھی حضرت بہاء الدین زکریا کا نام نہین ہے اور مونس القلوب و ضیاء القلوب ملفوظات حضرت مخدوم احمد لنگر دریا فردوسی بلخی سے بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ مین حضرت بہاء الدین زکریا کا واسطہ نہین ہے چنانچہ حضرت لنگر دریا فرماتے ہیں "مسلم است کہ شیخ تقی الدین خلیفہ بے کی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین

پھر زمانہ نے پلٹا کھایا۔ اور وہ "سہروردیت" ایک اور ہی عمدہ لباس مین ظاہر ہوئی یعنی امام الصوفیہ تاج المشائخ حضرت مخدوم جہان شیخ شرف الحق والدین احمد بن یحییٰ منیری البہاری قدس سرہٗ کا زمانہ آیا۔ یہ بزرگ طریقہ فردوسیہ کبرویہ سہروردیہ لائے۔ اور انکا نورانی رنگ در و بام صوبہ بہار کے ہر در و دیوار پر نمایان و تابان ہوا۔ اور کئی صدی تک ہمارے اس صوبہ بہار پر وہی رنگ غالب رہا کہ ؎ مرید پیر مغانم دگر نمی دانم ۔ خراب بادہ آنم دگر نمی دانم ۔

مگر اس فردوسیہ نجیبیہ سلسلہ کے ساتھ ہی ساتھ خاص شہابیہ سہروردیہ طریقہ بھی کہین حضرت سید مخدوم جہانیان جہان گشت اور اُنکے خلفاء کے ذریعہ سے اور کہین دیگر شیوخ سلسلہ سہروردیہ کے وسائط سے جاری و رائج تھا چنانچہ حضرت شاہ ارزان دیوانؒ[1] قدس سرہ المتوفی ۱۰۳۲ ہجری صاحب ولایت عظیم آباد پٹنہ سہروردی ہین۔ اور حضرت سید محمد عرف حضرت پیر دمڑیاؒ[2] عظیم آبادی بھی سہروردی ہین۔

[1] شاہ ارزان قدس اللہ سرہ العزیز کے پیر خرقہ و ارشاد تو حضرت شاہ بہلول قادری ہین۔ لیکن بیعۃً آپ سہروردی ہین کیونکہ پیر بیعت و شیخ طریقت آپ کے حضرت شیخ ابو تراب مدنی سہروردی ہین۔ جناب شاہ غلام نجف صاحب علیہ الرحمۃ سابق سجادہ نشین درگاہ شاہ ارزان قدس سرہ نے اپنے رسالہ شجرۃ الیقین صفحہ ۹۴ مین تو اسیقدر لکھا ہے کہ "آپ کو ارشاد سہروردی خانوادہ مین حضرت شاہ بایزید ملقب بہ شاہ ابو تراب سے ہے"۔ مگر جناب شاہ سعد اللہ معروف بہ شاہ عشق علی رحمۃ اللہ علیہ جو اسی ارزان شاہی طریقہ کے بزرگ ہین اور حضرت شاہ کریم اللہ قدس سرہ کے مرید ہین جو صرف تین واسطون سے حضرت شاہ ارزان رحمہ سے ملتے ہین۔ وہ اپنے منظوم رسالہ شجرہ ہاے پیران طریقت مین شجرۂ بیعت بہ تصریح و توضیح یون ہی لکھتے ہین کہ "جب حضرت شاہ ارزان دیوان حج و زیارت کو تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ مین حضرت شیخ ابو تراب مدنی سے بیعت کی جو چند ہی واسطون سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے مل جاتے ہین اور وہ حضرت ابو النجیب سے مسلسلاً الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور طریقہ قادریہ بھی جو آپ کو اپنے پیر سے پہونچا وہ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی ہی کے واسطہ سے ہے۔ کتاب "تالیف محمدی" مین آپ کے نام نامی کے ساتھ برابر سہروردیؒ لکھا ہے۔ اور نیز مرقوم ہے کہ "مرید شیخ ابو تراب مدنی سہروردی بودہ"۔ جناب حضرت شاہ بسنتؒ و حضرت شاہ کریم اللہ رحمہ اس سلسلہ کے مشہور بزرگان ہین۔ تکیہ و درگاہ شاہ ارزان عظیم آباد مین معروف و مشہور ہے۔ حضرت شاہ باقر علیہ الرحمۃ اسی سلسلہ کے ہین۔ تالیف محمدی مین ہے "حضرت شاہ باقر مرید حضرت شاہ بسنت ارزان شاہی است سلسلۂ سہروردیہ داشت"۔ آپ کا بھی تکیہ معروف ہے۔

[2] کتاب تالیف محمدی مین مرقوم ہے "سید محمد قدس سرہ المشتہر بہ پیر دمڑیا آن بزرگوار مشرب سہروردیہ داشت و نعمت از خاندان مخدوم جہانیان جہان گشت قدس سرہ یافتہ"۔ ۱۲ احسن

اور اسی زمانہ مین کہین کہین طریقہ شہابیہ سہروردیہ کے ساتھ خرقۂ مبارکہ کبرویہ بھی شایع وجاری تھا
چنانچہ حضرت شیخ شاہ محمد مبارک بن شیخ مصطفٰے ابن شیخ جلال منیری قدس سرہ (جو مخدوم شاہ
دولت فردوسی منیری المتوفی سنہ ۱۰۹۶ھ کے نواسے اور انکے برادر شیخ جلال کے پوتے۔
اور حضرت مخدوم شیخ یحیٰی منیری کی اولاد امجاد سے ہین) فردوسیہ اور سہروردیہ
وکبرویہ۔ سب کے جامع ہین (فردوسیہ تو کئی طرق خاندانی سے پہونچا۔ اور
سہروردیہ وکبرویہ طریقہ وخرقہ آپ نے حضرت شاہ نعمت اللہ بن شاہ
عطاء اللہ فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہما سے پایا۔ اور انھون نے سید محمد مقبول
عالم سے انھون نے اپنے والد سید جلال ماہ عالم سے۔ انھون نے سید شیر محمد بن احمد
سے انھون نے حضرت سید عزت شاہ سے۔ انھون نے سید محمد برہان زاہد سے
انھون نے سراج الدین محمد شاہ عالم سے۔ انھون نے اپنے والد ماجد سید برہان
الدین ابو محمد عبداللہ قطب عالم سے۔ یہان تک تو سہروردیہ۔ اور کبرویہ دونون کا
ایک سلسلہ ہے۔ اسکے بعد سے دونون سلسلے یون جدا ہوتے ہین کہ سہروردیہ خرقہ
برہان الدین قطب عالم نے اپنے پدر بزرگوار حضرت مخدوم سید ناصرالدین محمود
بخاری سے پہنا اور انکے خلیفہ وجانشین ہوے۔ اور وہ اپنے والد ماجد وشیخ ومرشد
حضرت سید السادات مخدوم جہانیان جہان گشت بخاری کے۔ اور مخدوم کا سلسلہ
مسلسل شیخ الشیوخ سے مل کر حضرت ابوالنجیب تک پہونچتا ہے۔ اور کبرویہ خرقہ
سید برہان الدین قطب عالم نے شیخ نورالدین ابوالفتوح شیرازی سے پایا
اور انکو شیخ محمد عرف دانشمند مولانا بن مولانا شمس الدین مفتی ترکستانی
سے پہونچا۔ ان کو شیخ بہاءالدین کبرے سے۔ انکو شیخ احمد مولانائے
ان کو بابا کمال جندی سے۔ اور ان کو حضرت نجم الدین کبرے سے
پہونچا۔ ان کو شیخ عمار یاسر سے۔ ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے۔

رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس سلسلہ سے حضرت برہان الدین قطب عالم خواجہ ابوالوفا خوارزمی کبروی کے ہم خرقہ ہوئے کیونکہ وہ شیخ ابوالفتوح ہی کے مرید ہیں جیسا کہ انکا منظوم شجرہ نفحات الانس میں موجود ہے) پھر اسکے بعد حضرات چشت اہل بہشت کا سوز و گداز۔ و نغمۂ عاشقانہ اور توحیدی ترانہ شائع ہوا مگر ساتھ ہی اسکے سلسلہ عالیہ قادریہ کا بھی عام خیر مقدم شروع ہو گیا۔

حضرت دیوان شاہ عبد الرشید الجشتی القادری السہروردی جونپوری المتوفی ۱۰۸۳ھ

سلہ ہم اس موقع پر اپنے محترم حضرت معظم و مکرم جناب مولوی شاہ عبد القادر صاحب قبلہ دام مجدہ سجادہ نشین اسلام پور کے نہایت ممنون و مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے تمام سلاسل فردوسیہ بلخیہ و فردوسیہ شعیبیہ و فردوسیہ منعمیہ و فردوسیہ شطاریہ و سہروردیہ اسلامیہ و سہروردیہ منعمیہ و سہروردیہ و کبرویہ منیر۔ نہایت خوبی سے جمع فرما کر ہمارے پاس ارسال فرمایا جس نے سلسلہ نجیبیہ کے متعلق ہمارے معلومات میں نہایت مفید اضافہ کیا۔ نیز اسکے ذریعہ سے صوبہ بہار کے مشائخ کرام۔ اور انکے متبرک سلسلوں اور طریقوں پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اگرچہ سلسلوں میں بعض بعض جگہ تصحیفات اور کچھ زلتیں بھی ہیں مگر وہ ایسی ہیں جنکی صحت اور صحیح پتہ لگانے میں ہمیں چنداں زحمت گوارا نہ کرنا پڑی والحمد للہ علی ذلک۔ بہرحال جناب شاہ صاحب قبلہ دام مجدہ کی تلاش اور باخبری و وسعت معلومات اس زمانہ میں میرے بزرگان وطن میں مغتنمات سے ہے۔ اور ہم مکرر بہ ادب انکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ۱۲ حسن

سلہ حضرت دیوان شاہ عبد الرشید رح ہندوستان کے اکابر علماے مدرسین سے ہیں۔ ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ اور حضرت دیوان صاحب نے درسی کتابیں حضرت استاذ الملک ملا محمد افضل جونپوری سے ایک ساتھ پڑھی ہیں جب ان ہر دو فاضل متبحر کے علم و فضل کا غلغلہ ہوا تو استاذ الملک فرمایا کرتے تھے کہ سمرقند کے بعد آج تک اسلامی دنیا میں مثل علامہ سید شریف و محقق تفتازانی کے کبھی کسی ایک شہر میں جمع نہیں ہوے۔ مگر یہ جونپور کو شرف ہے کہ ملا محمود اور ملا رشید اس شہر میں یکجا ہیں اور اپنی اپنی تحقیقات میں شہرۂ آفاق ہیں کذا فی مآثر الکرام۔ اسی سے سمجھنا چاہیے کہ دیوان صاحب کا علمی پایہ کسقدر ہے۔ مناظرہ رشیدیہ آپکی کتاب جو طالب العلمی میں آپ نے لکھی تھی علمی دنیا میں نہایت مقبول ہو کر کتب درسیہ میں داخل ہو گئی۔ اور مجھکو یہاں پر یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ حضرت استاذ الملک ملا محمد افضل جو خود بھی قدوۂ اہل کمال اور عارف اجل تھے اور دربار شاہ جہانی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ حضرت ملا محی الدین عرف ملا موہن بہاری کے شاگرد ہیں۔ ملا موہن شاہجہانی ممتاز العلماء میں تھے اور اپنے والد ملا عبد اللہ بہاری کے شاگرد تھے آخر زمانہ میں پنشن لیکر اپنے وطن کو لوٹ آئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔ اور وہ وہ زمانہ ہے کہ دیوان عبد الرشید اور ملا محمود استاذ الملک کے یہاں درسی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ان حضرات نے بھی دہین ملا موہن صاحب سے شرف ملازمت حاصل کی اور انھوں نے

جو جامع طرق اور مجمع سلاسل تھے آپ کا دور دورہ اس اطراف مین شروع ہوا۔ اور تمام صوبہ بہار و بنگال و مضافات جونپور مین آپ کا سلسلہ پھیل گیا۔ آپ کے صدہا ہزارہا مریدین زیادہ تر طریقہ قادریہ و نیز چشتیہ اور نیز کہین کہین سہروردیہ و فردوسیہ سلسلے کے اور بڑے بڑے کمل خلفاء و خلفاے خلفاء منیر و بہار و عظیم آباد پٹنہ۔ و تاجپور سارن و پورنیہ وغیرہ مین ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹

ان لوگون کا امتحان بھی لیا۔ مگر افسوس ہے اور ہزار افسوس کہ اس علامہ جہان ملا موہن کا ہم کچھ حال نہین بتا سکتے کہ بہار کے کس گاؤن کے رہنے والے تھے۔ اور کس خاندان کے تھے۔ اور آپ کا مزار و مدفن کہان ہے۔ ہم بہاریون کے لیے اس سے زیادہ اور کیا ننگ ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے اکابر کے حالات ہم نے لکھ دیے اور انکے موطن و مدفن تک کا پتہ نہین بتا سکتے اور انہین پر کیا موقوف ہے ملا محب اللہ بہاری صاحب سُلَّم و مُسَلَّم اور ملا غلام یحیی بہاری محشی میر زاہد وغیرہ یہ حضرات بھی موطن و مسکن اور خاندان وغیرہ کے اعتبار سے زاویہ خمول و گمنامی مین ہین۔ البتہ ان فاضلان دہر کی علمی خدمتین انکی بہترین یادگار و آثار ہین۔ ؎

گرچہ فانی شدہ ام ذکر و بیانم باقی است　　　عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقی است

لیکن بیچارے ملا موہن و ملا عبد اللہ اور اسی طرح اور بہتیرے اکابر و افاضل جیسے حضرت ملا علیق اللہ بہاری محدث۔ و ملا عبد المقتدر بہاری محدث وغیرہم ان عزیزون کا بجز اسکے کہ کہین شجرون مین یا تاریخ کی کتابون مین نام آجاتا ہے اور حالات و واقعات زندگی کا کچھ پتا نہین چلتا۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

اب مین پھر حضرت دیوان محمد رشید کے ذکر کی طرف آتا ہون اور انکی درویشی کے متعلق لکھنا چاہتا ہون۔ حضرت دیوان صاحب اپنے ابتداے سن سے محنت و مجاہدہ و ریاضت کی طرف متوجہ تھے ایام طالب العلمی مین بھی صوفیانہ روش اور درویشانہ مشرب کامل طور پر رکھتے تھے۔ بچپن ہی مین بیعت اپنے والد سے کی تھی۔ پھر استاد بھی (ملا محمد افضل) عارف کامل اور شیخ وقت ملا جس سے ظاہری درس و تدریس کے ساتھ روحانی استفاضہ بھی حاصل ہوا۔ بڑے بڑے مشائخ صوفیہ اور اکابر وقت سے مستفیض ہوے اصل خاندان تو آپ کا چشتیہ تھا مگر قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ و مداریہ و قلندریہ ہر خاندان کی نعمتین پہونچین۔ مریدین و مسترشدین کو الگ الگ ہر طریقہ کی تعلیم و تربیت فرماتے۔ اور ہر خاندان کا سلوک اسی قاعدہ سے ہر سلسلہ کے سالک کو طے کراتے اور اشغال و اوراد بتاتے تھے۔ ظاہری درس و تدریس اور باطنی رشد و ہدایت دونو ہی سلسلہ آپ کا نہایت زور و شور پر جاری ہوا۔ آپ کی کرامات و تصرفات اور فقر و عرفان کا بڑا غلغلہ تھا۔ صوبہ بہار و بنگال مین

الغرض گیارھوین اور بارھوین صدی ہین قریباً سارے صوبۂ بہار مین حضرت قادریہ کی بھی استقامت کا رواج ہوگیا۔ مگر زیادہ تر اُسی قادریہ سلسلہ کا شیوع ہوا جو حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی و شیخ الکل فی الکل حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب

بقیہ حاشیہ صفحہ

آپ کے سلسلہ کے متوسلین بکثرت تھے۔ جن مین سے بعض کے نامہاے نامی حسب ذیل ہین۔

حضرت قدوۃ الابرار زبدۃ الاولیا مولانا میر سید محمد جعفر قدس سرہ"۔ حضرت دیوان عبدالرشید کے اکابر خلفا سے ہین عظیم آباد پٹنہ مین متوطن اور درس و تدریس و رشد و ہدایت مین مصروف تھے۔ کل سلاسل شیخ کے مجاز مطلق تھے مگر مشرب و طریقہ د روش قادریہ رکھتے تھے۔ سلسلہ و حلقہ ان کا اس اطراف مین بہت وسیع تھا۔ حضرت عالم باہر حکیم ماہر میر سید محمد باقر المتوفی ۱۱۰۹ھ اور حضرت شیخ معظم میر سید محمد اسلم آپ کے صاحبزادگان و خلفاء اور جانشین و صاحب ارشاد و تلقین تھے۔ حضرت میر سید محمد اسلم نے حضرت دیوان شاہ محمد ارشد ابن حضرت دیوان شیخ محمد رشید جونپوری سے بھی خاص طریقہ سہروردیہ کی اجازت و خلافت لی تھی حضرت عارف باللہ میر سید حبیب اللہ پٹنوی المتوفی ۱۱۴۰ھ بھی اسی خاندان کے بزرگ ہین۔ گنج ارشدی مین حضرت شاہ ابوالفیاض قمر الحق نے ان حضرات کا تذکرہ نہایت عظمت کے ساتھ کیا ہے۔ اس خاندان کی روش و استقامت و کرامت و اتباع شریعت مشہور رہتی جیسا کہ گنج ارشدی مین بذیل تذکرہ حضرت میر محمد جعفر مرقوم ہے "تصرفات و کرامات و استقامت بشریعت و طریقت و حقیقت وے زیادہ ازان است کہ مرتب تحریر نماید"۔ محمد علی خان انصاری نے تالیف محمدی مین ان حضرات کے ذکر مین تحریر فرمایا ہے کہ سید محمد جعفر قدس سرہ حضرت سید ابراہیم زندہ دل رح کی اولاد مین ہین جو اول اول ہندوستان آئے اور موضع کاکو صوبہ بہار مین متوطن ہوے بیعت کا سلسلہ اولاً چشتیہ تھا مگر حضرت میر محمد جعفر کے وقت سے مشرب قادریہ کا رواج ہوا۔ حضرت علی ابراہیم عرف پیر میان المتوفی ۱۱۹۹ھ و حضرت سید اسمٰعیل عرف کبیر میان المتوفی ۱۱۶۷ھ دونون بزرگوار حضرت میر سید جعفر کے پرپوتے اور اپنے جد امجد کے جانشین و صاحب سجادہ اور اپنے وقت مین عظیم آباد کے سربرآوردہ مشائخ سے تھے۔ ان سب بزرگون کے مزارات اور مدفن شریعت آباد معروف بہ شائستہ باد۔ مین ہین جو پھلواری سے متصل ہے قدست اسرارہم و نورت مراقدہم۔

(نوٹ) اور اب اس خاندان کے لوگ بہار محلہ محل مین سکونت پذیر ہین جن مین جناب معظم و محترم فضائل مآب جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب دام مجدہ بہت ہی منتظم اور قابل قدر بزرگ ہین اور معلومات وسیعہ رکھتے ہین۔ م

علیٰ ہذا القیاس حضرت عمدۃ العرفاء میر سید نور عظیم آبادی۔ حضرت قدوۃ العرفاء شیخ عبدالشکور منیری۔ حضرت ملا شیخ معین الدین متوطن منیر المتوفی ۱۱۳۲ھ حضرت اسوۃ الکملا شیخ محمد نصیب منیری۔ شیخ جلیل حضرت شاہ اسمٰعیل سیوانی۔ کمالات دستگاہ حضرت میر سید سعد اللہ عرف میر مداری ساکن تاجپور ساسان وغیرہم تلامذہ و مریدین و کمل خلفاے دیوان عبدالرشید رح ہین

سہروردی کے دامان فیوض سے وابستہ تھا۔ چنانچہ خود حضرت دیوان عبدالرشید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذوق قادریہ سلسلہ سہروردیہ قادریہ تھا۔ اور انکے علاوہ اکثر بزرگوں کو بھی قادریہ سلسلے جو رشیدیہ سلسلے کے ہی قبل جو بیان موجود تھے۔ "سہروردیت کے ساتھ تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱

اور حضرت قاضی حبیب اللہ قاضی تاجپور بہار المتوفی ۱۰۴۳ھ وحضرت معارف آگاہ حقائق پناہ حضرت شاہ حبیب اللہ فردوسی المتوفی ۱۰۸۱ھ فرزند وصاحب سجادہ آستانہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رح وحضرت تاج الحق شاہ ظہوراللہ سارنی المتوفی ۱۱۲۳ھ (مدفون در تکیہ تگھرہ) حضرت واصل الی اللہ شیخ محمد ماہ منیری خویش حضرت شاہ عبدالشکور منیری۔ وحضرت عارف حق آگاہ شیخ فیض اللہ بن شیخ حبیب اللہ منیری وحضرت شاہ عبداللہ متوطن موضع تکیہ تگھرہ (صوبہ بہار) وحضرت ملا محمد باقر ساکن ابراہیم پور (من مضافات صوبہ بہار) وحضرت شیخ فیض اللہ ساکن پورنیہ وغیرہم۔ مریدین وخلفاے کاملین حضرت شیخ محمد مولانا شاہ محمد ارشد المتوفی ۱۱۱۳ھ خلف رشید حضرت دیوان عبدالرشید جونپوری قدس اللہ اسرارہم ہین۔ (ان بزرگوارون مین بیشتر وبہار کے اکثر مریدین وخلفاء کی بیعت وخلافت خاص سلسلۂ فردوسیہ مین واقع ہوئی ہے جیساکہ گنج ارشدی مین حضرت شیخ نصیب منیری وشیخ فیض اللہ وملا شیخ معین الدین منیری کے بارے مین بہ تصریح تمام مرقوم ہے۔)

اور اسی طرح حضرت شیخ ابوالفیاض قمرالحق شاہ غلام رشید خلیفہ وجانشین وصاحب سجادہ حضرت شیخ محمد ارشد بن محمد رشید رح کے بھی بہتیرے مریدین وخلفاء صوبہ بہار سے لیکر ضلع پورنیہ تک موجود تھے۔ حضرت شیخ فصیح الدین ساکن پورنیہ انکے ایک مرید خاص ومتوسل بااختصاص تھے جنکی بیعت حضرت سید احمد مانکپوری کے قادریہ سہروردیہ نجیبیہ سلسلہ مین تھی۔ حضرت شاہ قمرالحق نے انھین شیخ فصیح الدین کے لیے قصیدہ غوثیہ کی ایک قابل قدر شرح لکھی تھی چنانچہ رسالہ کے دیباچہ مین وجہ تالیف خود ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین۔

"فقیر قمرالحق غلام رشید ارشد (ابن) محمد رشید (ابن) مصطفےٰ عثمانی جونپوری عفی عنہم در سنہ یکہزار ویکصد وشصت ودو ہجری از حضرت جونپور بحضرت پورنیہ متوجہ بارادہ زیارت جد بزرگوار قطب الاولیا حضرت شاہ جمال الحق بندگی شیخ مصطفےٰ قدس سرہ گردیدہ ودراثناء راہ درخاطر فاتر این گنہگار رسیدہ کہ چیزے تحفہ برائے نورچشم کمالات آگہین میان شیخ فصیح الدین طال عمرہ بفرستد چون آن سعادت مند ارادت درسلسلہ حضرت قادریہ احمدیہ دارد لہذا ترجمہ قصیدہ منورہ مشہورہ غوث زمان ودین وشیخ السموات والارضین رضی اللہ عنہ کہ بہتر ازان تحفہ درعرصہ آن نورچشم بنظر نہ آمدہ نمودہ مرسل ساختہ۔"

(یہ کتاب شرح قصیدہ غوثیہ مصنفہ حضرت قمرالحق میرے کتبخانہ مین موجود ہے (والحمد للہ) ۱۲

چنانچہ حضرت مخدوم شاہ دولت فردوسی المنیری (جو حضرت مخدوم شیخ یحیٰی منیری سہروردی کی اولاد امجاد سے ہین) کا قادریہ طریقہ بالکل سہروردیہ نجیبیہ ہے چنانچہ شجرہ (جو خانقاہ اسلامپور سے میرے پاس نقل ہوکر آیا ہے) یہ ہے کہ آپکو حضرت جمال الدین حافظ منجھن جلال ناصحی سارنی سے پہونچا۔ اور انکو شیخ عبدالغفار بن قاسم عرف سید حسن حسینی[۱] دلوی سے پہونچا اور انکو شیخ یوسف علاء بخاری سے۔ انکو حضرت علاءالدین بخاری[۲] سے۔ انکو حضرت صدرالدین راجو قتال بخاری سے۔ انکو مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاری[۳] سے انکو حضرت شیخ معمر شرف الحق والدین حاجی محمود شاہ بن الحسین التستری سے۔ انکو حضرت شیخ الشیوخ سہروردی سے۔ انکو ضیاءالدین ابوالنجیب سہروردی سے۔ اور انکو حضرت سید محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی سے قدس اللہ اسرارہم۔

اسی طرح حضرت سید شاہ فضل اللہ گوشائین[۴] بہاری قدس سرہ العزیز کے ذریعہ سے صوبہ بہار مین جس قادریہ طریقہ کی اشاعت ہوئی وہ بھی قادریہ سہروردیہ ہے۔

---

[۱] شاید یہ لفظ سید حسنی حسینی ہوگا یا حسن بن حسین ہوا۔ [۲] شاید یہ حضرت علاءالدین سہروردی وہی بزرگ ہین جنکا مزار قصبہ بڑی بلیا ضلع مونگیر مین ہے اور انکو طریقہ چشتیہ بھی حضرت قطب العالم کے خاندان سے پہونچا۔ اور ایک مدت دراز تک اس خاندان کا فیض بہت جاری رہا ضلع بہار و مونگیر مین کئی جگہ اس سلسلہ کے تکیے اور خانقاہین تھین۔ مگر اب یہ خاندان اجازت کی حیثیت سے مندرس ہوگیا۔ اولاد انکی اس قصبہ مین بکثرت موجود ہے اور سجادہ بھی ہے۔ عرس بھی ہوتا ہے۔ مکرمی جناب شاہ رداعظ الحق صاحب وہان کے سجادہ نشین ہین۔ صاحب سجادہ اور بیز قریب قریب وہان کے سب پیرزادون اور باشندون کو بیعت وغیرہ ہمارے حضرت والدماجد (حضرۃ العارف العلام جناب قبلہ عالم مولانا شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلواروی مدالله ظلہ العالی) سے اسی طریقہ چشتیہ اور حضرت مخدوم جہانیان کے سلسلہ مین ہے۔ [۳] حضرت مخدوم جہانیان کا یہ مقدس و متبرک قادریہ سہروردیہ سلسلہ عجب مبارک سلسلۃ الذہب ہے جس سے بڑھ کر کوئی سلسلہ ہو نہین سکتا۔ حضرت مخدوم جہانیان نے خود اسکو مبارک سلسلہ فرمایا ہے اور ذیل کے الفاظ مین اسکو نقل فرمایا ہے۔ "وانا البست ایضا الخرقۃ المبارکۃ من الشیخ شرف الدین محمود شاہ التستری عن شیخہ شیخ شیوخ العالم شہاب الحق والشرع والدین السہروردی عن عمہ ضیاءالدین عن قطب المشائخ محی الحق والدین عبدالقادر الحسینی الجیلی" (خزانہ جلالیہ قلمی) [۴] حضرت سید شاہ فضل اللہ عرف گوشائین حضرت قطب الدین بینا دل قادری قلندر جونپوری کے خلیفہ اجل اور داماد تھے۔ مزار مبارک بہار مین ہے۔ آپ سے حضرت قطب الدین بینا دل کے قلندریہ و سہروردیہ و فردوسیہ کے علاوہ خاص قادریہ طریقہ کی بھی اشاعت ہوئی ۱۲

حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک القادری السہروردی بیعۃً والابوالعلائی النقشبندی افاضۃً واستفاضۃً المتوفی ۱۱۸۵ھ کا قادریہ طریقہ حضرت سید فضل اللہ گوشائینؒ ہی کے ذریعہ سے حضرت قطب الدین بینادل سے مل کر بواسطہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب سہروردی حضرت غوث الثقلین تک پہونچتا ہے[۱]۔ اسیطرح حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ قادری وحضرت خواجہ عماد الدین قادری قلندر پھلواروی کا سلسلہ قادریہ بھی یہی قادریہ شہابیہ ہے جس کی تفصیل آئندہ آتی ہے۔

---

[۱] حضرت محرم اسرار الٰہی مخدوم شاہ محمد منعمؒ پٹنہ کے نہایت مشہور بزرگ اور اکابر مشائخ وقت سے تھے پٹنہ محلہ متین گھاٹ مین مزار پرانوار ہے۔
قادریہ سلسلہ مین حضرت میر سید خلیل الدین ساکن باڑھ (صوبہ بہار) سے بیعت وخلافت تھی۔ اور انکو میر سید محمد جعفر سے۔ ان کو اپنے پدر سید شاہ اہل اللہ سے۔ انکو سید نظام الدین سے۔ انکو حضرت تقی الدین سے انکو سید نصیر الدین بن محمود سے۔ اُن کو سید محمود سے۔ اُنکو اپنے والد سید فضل اللہ گوشائین قادری سے ان کو قطب الدین بینادل قادری قلندر سے انکو نجم الدین غوث الدہر سے۔ ان کو سید نظام الدین غزنوی سے۔ انکو سید نور الدین مبارک غزنوی سے۔ اور انکو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے اور انکو اجازت وخلافت حضرت غوث پاک رضؓ سے تھی۔
حضرت منعم پاک قطب الدین بینادل کے کل سلاسل کے مجاز تھے۔ اور وہ جامع طرق بہائیہ سہروردیہ وغزنویہ سہروردیہ وفردوسیہ کبرویہ سہروردیہ تھے۔ توآپ بھی ان سب طرق کے جامع ہوئے پھر قطبیہ سلسلہ کے علاوہ اور طرف سے بھی سہروردیہ وفردوسیہ آپ کو پہونچا۔ مثلاً ایک سلسلہ آپکا پانچ واسطون سے حضرت شیخ ابو الفتح پیر سرمست شطاریؒ وحضرت فیض اللہ ابو محمد شیخ قاضن شطار منیری سے مل کر مخدوم شرف الدین بہاری تک پہونچتا ہے۔ اور ایک سہروردیہ سلسلہ حضرت مخدوم شیخ احمد چرم پوش بہاری سہروردی کے واسطے سے حضرت شیخ الشیوخ تک منتہی ہوتا ہے۔
غرض آپ ہر طرح سے سلسلہ سہروردیہ نجیبیہ سے وابستہ ہین حتی کہ مشرباً واجازۃً وخلافۃً آپ ابوالعلائی النقشبندی ہین مگر یہ طریقہ بھی سہروردی نسبت سے خالی نہین ہے کیونکہ خواجہ نقشبند کی خود ایک نسبت کبرویہ نجیبیہ ہے والحمد للہ۔
حضرت شاہ منعم پاک کا سلسلہ منعمیہ ابوالعلائیہ کے نام سے شہر اور صوبہ بہار وبنگال مین بہت شائع وذائع ہے۔ مولانا شاہ حسن رضا (جنکا مزار راے پورہ مین ہے)۔ بقیہ حاشیہ در صفحہ

الغرض

ہمارا صوبہ بہار بحمد اللہ یہ شرف وافتخار رکھتا ہے کہ یہاں کے کل مشائخون کے سر ارادت حضرت ابوالنجیب سہروردی رض کی طرف جھکے ہوئے ہین - اور انھین یہ کہنے کا شرف حاصل ہے کہ ع "گردنم زیر بار منت اوست"

صوبہ بہار کے مشائخ واصحاب خانقاہ کا کوئی قدیمی خاندان - خواہ وہ کسی طریقہ وخانوادہ سے تعلق رکھتا ہو - غالباً ایسا نہ ہوگا جس کو سلسلہ نجیبیہ کا فیض نہ پہونچا ہو - کیونکہ یہ تمام خانقاہین حضرت مخدوم جہان سرحلقۂ مشائخ زمان مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ العزیز سے ضرور نسبت وتعلق رکھتی ہین - اور جن کو حضرت مخدوم سے نسبت ہے وہ حضرت ابوالنجیب رض کے دامن پاک سے ضرور متعلق ہین - (کیونکہ مخدوم خالص فردوسی نجیبی ہین)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴

مخدوم شاہ حسن علی (عظیم آبادی) - صوفی شاہ محمد دائم حضرت مرزا شاہ رکن الدین عشق (عظیم آبادی) رحمۃ اللہ علیہم - آپ کے مشاہیر خلفاء ہین - آپ کے خلفاء یون تو اجازۃ وخلافۃ سب ہی فردوسی وسہروردی ہین - مگر خاص کر حضرت مخدوم شاہ حسن علی علیہ الرحمۃ (جن سے بہت زیادہ سلسلہ منعمیہ کا اجراء ہوا) بیعت وخلافت وتربیت ہر اعتبار سے نجیبی ہین - انکی بیعت بھی خاص فردوسیہ سلسلہ مین ہوئی تھی -

حضرت شاہ ولایت علی اسلامپوری قدس سرہ ونور مرقدہ جو سلسلہ منعمیہ کے مشہور مشائخ اور صوبہ بہار مین تیرھوین صدی کے بزرگون مین عارف کامل شیخ گذرے ہین - یہ بھی متعدد سلاسل سہروردیہ کے جامع تھے - مخدوم منعم پاک کے سلاسل کے مجاز مطلق ہونے کے علاوہ آبائی نسبت وغیرہ سے بھی فردوسیہ سلسلہ پہونچا ہے - ایک سلسلہ سہروردیہ آپکا مخدوم جہانیان سے ملتا ہے - جس کا شجرہ یہ ہے کہ حضرت شاہ ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ کو اپنے نانا شیخ شاہ ہدایت علی بلخی سے پہونچا - اور وہ چھ سات واسطون سے حضرت غوث گوالیاری سے ملتے ہین - اور غوث گوالیری کو حاجی حمید سے پہونچا - انکو ابوالفتح ہدیۃ اللہ پیر سرمست سے ۔۔۔ھ - انکو اپنے پدر قاضن شطاری سے ۔۔۔ھ - انکو شیخ رکن الدین جونپوری سے - ان کو بابو تاج الدین بکھری سے - ان کو مخدوم جہانیان بخاری سے" یہ حضرت بابو تاج الدین بکھری مخدوم جہانیان کے اکابر خلفاء سے ہین - لطائف اشرفی جلد اول صـ۳۹۷ مین انکا نام نامی خلفائے مخدوم جہانیان مین مرقوم ہے -

چنانچہ بہار۔ اسلامپور۔ منیر۔ شیخپورہ۔ رائےپورہ۔ صفی پور لو
عظیم آباد پٹنہ۔ اور دیورہ[1] (ضلع گیا۔ صوبہ بہار) ان سب جگہون کی خانقاہین اور
اور سجادے فردوسی نجیبی ہین۔
اور پھلواری کی خانقاہ بھی خصوصیت کے ساتھ حضرت ابوالنجیب رض سے وابستہ
رکھتی ہے جسکے ثبوت مین مین یہان کا شجرہ وسلسلہ نجیبیہ (شہابیہ سہروردیہ
و فردوسیہ) پیش کرتا ہون۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ ہمارے حضور جدی و سر
آفتاب طریقت قطب الکاملین تاج العارفین حضرت مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ الحنفی
القادری القلندر الفلواروی قدس اللہ تعالیٰ روحہ ونور مرقدہ کو کتنے طرق سے سلسلہ
پہونچا ہے۔

---

[1] صاحبان دیورہ کا سلسلہ "فردوسیہ شعیبیہ" ہے یعنی حضرت مخدوم شاہ شعیب (بہار) رح سے ملکر
مخدوم تک پہونچتا ہے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ العزیز دیورہ کے اکابر اور معروفین
مین ہین جنکا تذکرہ صاحب سیر المتاخرین نے کیا ہے۔ آپ مرید و خلیفہ و جانشین اپنے والد ماجد
شاہ شرف الدین کے ہین اور وہ حضرت شاہ محی الدین کے وہ حضرت شاہ معروف کے وہ حضرت
منصور دانشمند کے۔ وہ حضرت شاہ برخوردار کے۔ وہ حضرت خواجہ شاہ اسحاق کے اور
و خلافت حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی سے تھے۔ اور خواجہ اسحاق تک یہ سلسلہ بالکل آبائی
(منقول از مجموعہ سلاسل مرسلہ خانقاہ اسلام پور)۔
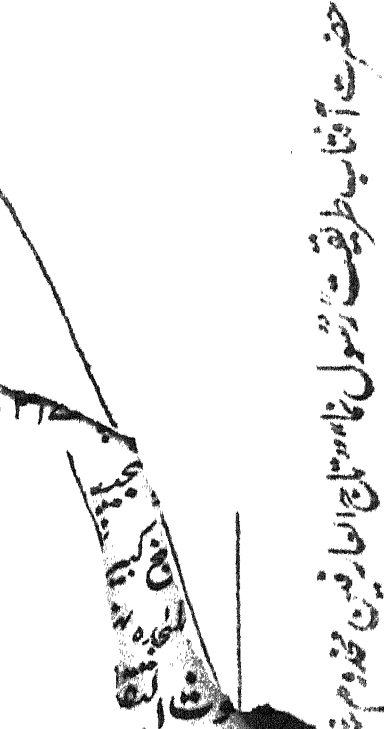
واضح ہو کہ حضرت تاج العارفین پیر مجیب قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رضی عنہ کا اصل طریقہ قادریہ بھی جسمین آپ کو اپنے پیر خواجہ عماد الدین قلندر پھلواروی رضہ سے بیعت ہوئی ہے (وہ بھی) سہروردیہ قادریہ ہے۔ اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ ہی کے واسطے سے پہونچا ہے چنانچہ شجرہ یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضہ کے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہین۔ اُن کے بعد اُنکے خلیفہ حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی رضہ پھر حضرت سید نظام الدین مبارک رضہ۔ پھر حضرت نجم الدین غوث الدہر۔ پھر حضرت قطب الدین بنیادل رضہ۔ پھر انکے بعد انکے صاحبزادے حضرت شیخ محمد قطب جونپوری رضہ حضرت شیخ عبد السلام رضہ۔ حضرت شیخ عبد القدوس جونپوری۔ حضرت شاہ مجا قلندر حضرت سید عبد الرسول راجگیری، حضرت سید فاضل سادھوری حضرت خواجہ عماد الدین قلندر، حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ قادری قلندر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ورضوانہ علیہم) یہ سلسلہ اگرچہ قادریہ ہے اور حضرت شیخ الشیوخ رضہ کو اپنے مرشد و شیخ حضرت غوث الاعظم رضہ سے پہونچا ہے مگر چونکہ آپ کے اصل پیر بیعت و شیخ طریقت آپ کے عم بزرگوار حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردیؒ ہین اس لیے جب یہ سلسلہ آپ کے واسطے سے ہے تو حضرت شیخ کبیر شیخ ابو النجیب رضہ کے تعلق و نسبت و فیضان سے بھی کسی طرح خالی و علیحدہ نہین ہو سکتا۔ اور اکثر شجرون مین تو حضرت شیخ الشیوخ رضہ اور حضرت غوث الثقلین رضہ کے درمیان خود حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردیؒ کا نام نامی بھی مندرج ہے۔ جیسا کہ مراد المریدین مین مرقوم ہے۔

سلہ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ الشیوخ سے طریقہ سہروردیہ۔ اور طریقہ قادریہ دونون ہی کے مجاز مطلق تھے۔ دیکھو کتاب الانتصاح فی ذکر اہل الصلاح صفحہ ۳۳ وغیرہ۔ "حضرت ایشان سلسلہ قادریہ و سہروردیہ ہر دو از حضرت شیخ الشیوخ دارند" اسیطرح آپ سے حضرت نظام الدین مبارک غزنوی اور اُن سے حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر بھی قادریہ و سہروردیہ دونون کے مجاز ہوئے اور حضرت قطب الدین بنیادل نے حضرت غوث الدہر سے قادریہ و سہروردیہ دونون پایا دیکھو انتصاح صفحہ ۱۸ وغیرہ ۱۲۔

"در اکثر سلاسل فیمابین ہر دو اسم مبارک (یعنی نام شیخ الشیوخ و شیخ عبدالقادر الجیلی رض) نام شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رض نیز می نویسند و اینجا مندرج نیست"

اس اعتبار سے یہ طریقہ قادریہ نجیبیہ ہوا اور ضیاء الدین ابوالنجیب پیران سلسلہ قادریہ سے ہوئے۔ اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابوالنجیب رض کا ایک خرقہ قادریہ بھی ہے اور آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے خلفاء سے ہیں۔

لہذا حضرت شیخ الشیوخ کو جو شیخ ابوالنجیب رض کے جانشین برحق اور کل طرق و سلاسل کے مجاز مطلق تھے۔ جس طرح بلا واسطہ غوثیہ نسبت پہونچی ہے۔ اپنے عم محترم رض کے واسطے سے بھی ہو گی۔ اسی لیے بعض شجرے بلا واسطہ ہیں اور بعضوں میں حضرت خواجہ ابوالنجیب رض کا واسطہ ہے۔ جیسا کہ اسی قادریہ سلسلہ میں حضرت غوث الثقلین رض کے اوپر شیخ ابوسعید مبارک و علی ہنکاری و ابوالفرح طرطوسی کے بعد عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی اور انکے بعد حضرت شبلی کے اسماء ہیں۔ لیکن بعض کتابوں میں شیخ عبدالواحد اور شیخ شبلی کے مابین شیخ عبدالعزیز تمیمی کا نام نامی بھی درج ہے۔ جسکے متعلق صاحب مراد المریدین فرماتے ہیں کہ "شیخ عبدالواحد را از پدر خود وہم از شیخ شبلی اجازت باشد"۔ یعنی ممکن ہے کہ شیخ عبدالواحد کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عبدالعزیز سے بھی پہونچا ہو اور انکو شیخ شبلی سے۔ اور پھر انکو بلا توسط اپنے والد کے خود حضرت شبلی سے بھی فیض پہونچا ہو۔ اس لیے کتب میں دونوں طرح پر ہے۔

اور ایسی مثالیں بہتیری مل سکتی ہیں چنانچہ حضرت شیخ رضی الدین علی لالا حضرت نجم الدین کبرے کے یاران و خلفاء میں ہیں۔ مگر انکی تربیت حضرت نجم الدین کبری کے خلیفہ اعظم حضرت مجدالدین بغدادی سے بھی ہوئی ہے۔ لہذا بعض شجروں میں تو رضی الدین علی لالا کا نام مبارک بلا واسطہ حضرت نجم الدین کبرے رض کے بعد ہے۔ جیسا کہ سلسلہ ہمدانیہ کبرویہ ہے۔ اور کہیں حضرت مجدالدین بغدادی کا بھی بیچ میں واسطہ ہے جیسا کہ شیخ ابوطاہر

مدنی و امام شعرانی وغیرہم کا سلسلہ جو رضی الدین علی لالا کے خلیفہ شیخ احمد رودباری کے واسطے سے ہے۔ اسمین حضرت علی لالا کے بعد حضرت مجد الدین بغدادی کا نام موجود ہے (انتہاہ فی سلاسل اولیاء اللہ للشاہ ولی اللہ طاب ثراہ)

اسی طرح حضرت نجم الدین کبریٰ بلا واسطہ حضرت شیخ ابو النجیب رضہ کے خلیفہ ہین اور سلسلہ فردوسیہ کے شجرہ مین آپ کا اسم گرامی بلا واسطہ بعد حضرت شیخ سہروردی کے مندرج ہے۔ مگر چونکہ آپ کی تعلیم و تربیت و استفاضہ صحبت (و خرقہ پوشی) حضرت شیخ الاماجد والاکابر حضرت عمّار یاسر خلیفہ اجل و اکمل شیخ ابو النجیب سہروردی رضہ سے بھی ہے اس لیے اکثر سلسلون مین حضرت عمّار رضہ کا واسطہ بھی موجود ہے چنانچہ نوربخشیہ کبرویہ شجرہ سلسلہ مین حضرت شیخ ابو النجیب کے بعد حضرت شیخ عمّار یاسر کا نام درج ہے پھر اسکے بعد حضرت نجم الملۃ والدین قدوۃ الاولیاء الکاملین ابو الجناب احمد بن عمر بن نجم الکبریٰ رضہ کا نام نامی ہے لہذا کوئی تعجب نہین۔ اگر اس قادریہ سہروردیہ سلسلہ کے بعض شجرون مین شیخ الشیوخ رضہ کے اوپر اور غوث الثقلین رضہ کے بعد حضرت ابو النجیب رضہ کا نام نامی بھی درج ہو۔

بلکہ طریقہ قادریہ جو حضرت سید مبارک غزنوی کے علاوہ شیخ الشیوخ رضہ کے دوسرے خلیفہ اکبر حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بہاء الملۃ والدین زکریا ملتانی رضہ کے ذریعہ سے جاری ہوا اسمین بھی حضرت شیخ الشیوخ اور حضرت قطب العالم الغوث الاعظم محبوب سبحانی شاہ جیلانی سید محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ کے مابین حضرت قطب الاعظم شیخ العالم شیخ ابو النجیب ضیاء الدین عبد القاہر رضی اللہ عنہ کا اسم شریف مندرج شجرہ ہے۔

چنانچہ کتاب گنج ارشدی مین موجود ہے کہ حضرت استاذ العلماء شیخ العرفاء ابو البرکات شمس الحق والدین مولانا العلام دیوان شیخ عبد الرشید بن جمال الحق حضرت شیخ مصطفےٰ العثمانی الجونپوری
المتوفی سنہ ۱۰۸۳ھ دیکھو سبحۃ المرجان صفحہ ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی ۱۲
صاحبِ کتاب رشیدیہ متعلق فن مناظرہ وغیرہ کو جو قادریہ طریقہ انکے شیخ و مرشد سید السادات منبع البرکات حضرت راجی سید احمد بن مجتبیٰ حلیم اللہ مانکپوری قدس سرہ سے پہونچا وہ قادریہ بہائیہ سہروردیہ ہے۔
المتوفی سنہ ۱۰۴۲ھ ۱۲

اور حضرت غوث پاک کے بعد حضرت شیخ ابو نجیب کا نام نامی مرقوم ہے۔ (گنج ارشدی کا قدیم نسخہ کتبخانہ خانقاہ عالم پناہ پھلواری شریف مین موجود ہے اسکے متعدد مقامات مین یہ شجرہ درج ہے اور یہ کتاب گنج ارشدی حضرت شیخ محمد ارشد چشتی نظامی جونپوری اور انکے والد ماجد حضرت مولانا ابوالبرکات دیوان شیخ محمد رشید جونپوری اور انکے خاندان و پیران طریقت چشتیہ وغیرہ کے احوال مین ہے۔ حضرت شیخ ارشد علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ حضرت ابوالفیاض قمرالحق نے ۱۱۳۵ھ مین تصنیف کیا ہے)

علیٰ ہذا القیاس کبرویہ نوربخشیہ سلسلہ جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے وہ بھی قادریہ نجیبیہ ہے یعنی اسمین حضرت ابوالنجیب رضؓ کے اوپر حضرت غوث الاعظم رضؓ کا اسم پاک درج ہے انوار الرحمٰن جو حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن صوفی لکھنوی کے احوال و ملفوظات وغیرہ مین لکھی گئی ہے اسمین حضرت مولانا کے قادریہ شجرون مین یہ شجرہ بھی موجود ہے جس مین حضرت نجم الدین کبریٰ کے اوپر حضرت عمار یاسر پھر حضرت ابوالنجیب رضؓ پھر حضرت غوث الاعظم رضؓ ہین۔ انوار الرحمٰن مطبوعہ صفحہ ۶ ملاحظہ ہو۔

سلسلہ قادریہ فخریہ بواسطہ دوازدہ امام۔ اجازت و خلافت رسید حضرت مولانا سے شاہ عبدالرحمٰن رضؓ را از حضرت شاہ محمد عظیم دہلوی۔ وے را از حضرت مولانا فخرالدین محب (دہلوی) وے را از حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی۔ وے را از حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی۔ وے را از حضرت شیخ محمد یحییٰ مدنی۔ وے را از حضرت شیخ محمد قطب۔ وے را از حضرت شیخ محمد حسن وے را از حضرت شیخ محمد غیاث نوربخش۔ وے را از حضرت شیخ محمد علی نوربخش۔ وے را از حضرت سید محمد نوربخش وے را از حضرت خواجہ ابواسحاق جیلانی ختلانی، وے را از حضرت سید علی ہمدانی۔ وے را از حضرت شیخ محمود۔ وے را از حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی وے را از حضرت شیخ نورالدین (کسرقی) المشہور بہ پا لکینی۔ وے را از حضرت شیخ رضی الدین علی لالا۔

وبیرا از حضرت مجد الدین بغدادی۔ وے را از حضرت نجم الدین کبریٰ۔ وے را از حضرت شیخ عمار یاسر۔ وے را از حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر رضؓ وے را از حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی میران سید ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی علیٰ نبینا وعلیہ السلام وقدست اسرارہم۔

بات کہان سے کہان جا پڑی۔ اب مین اصل مقصود پر آتا ہون۔ کہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت تاج العارفین پیر مجیب قدس سرہ کے اس طریقہ قادریہ مین بہی حضرت شیخ ابوالنجیب رضؓ قدس سرہ کا تعلق قوی اور فیضان ونسبت ضرور ہے۔ حضرت تاج العارفین پیر مجیب رضؓ کا اہک اور طریقہ امامیہ بخاریہ عتیقیہ ہے کہ وہ بہی حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی قدس سرہٗ کے فیضان ونسبت سے خالی نہین ہے۔

آپ کو یہ طریقہ حضرت مُلّا شاہ عتیق اللہ محدث بہاری سے پہونچا اور انکو حضرت عبدالمقتدر بہاری سے۔ انکو حضرت عبدالنبی محدث سے۔ انکو حضرت محمد شیر سے۔ انکو حضرت عرب شاہ سے۔ انکو مخدوم سید برہان زاہد سے۔ انکو اپنے والد ماجد حضرت مخدوم سید شاہ عالم سے۔ انکو اپنے پدر بزرگوار مخدوم سید عبداللہ قطب عالم سے۔ انکو اپنے والد بزرگوار مخدوم سید ناصر الدین محمود سے۔ انکو اپنے پدر عالیقدر حضرت سید السادات مخدوم جہانیان جہان گشت بخاری سے اور انکو اپنے آباء کرام سے مسلسل ائمہ اہلبیت علیہم السلام تک مخدوم جہانیان کا یہ سلسلہ اگرچہ آبائی ہے۔ مگر مخدوم جہانیان بعیۃً سہروردی ہین کیونکہ انکو حضرت رکن الدین ابوالفتح رضؓ ملتانی سے بیعت وارادت وخلافت ہے۔ اور نیز حضرت کے جد بزرگوار سید جلال بزرگ بخاری حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (جد حضرت رکن الدین ابوالفتح) کے مرید وخلیفہ اجل ہین۔ اسلیے حضرت تاج العارفین کا یہ سلسلہ وطریقہ بہی سہروردی ونجیبی نسبت وتعلق وفیضان سے مالامال ہے۔

غرض حضرت ابونجیب رضؓ کا طریقہ وسلسلہ وفیض حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ومتعدد طریقون سے پہونچا ہے۔ اوران سب سلسلون کی اجازت وغیرہ ہمارے خاندان مین ابتک موجود ہے۔ والحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک وما الفضل الا من عند اللہ واللہ ذو الفضل العظیم۔

حضرت شیخ الکل ابو نجیب رضی کی نسبتین اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے اُن کا اتصال

اس وسیع پیمانہ پر ہے ۔ اور ایک ایسا عالیشان شجر ہے جسکی شاخین ہر طرف پھیلی ہوئی ہین اور ایک بڑے خطہ زمین کو اپنے سایہ رحمت سے فیضیاب کر رہا ہے ۔ کہین تو شجرہ مین حضرت حسن بصری رضی کی طرف آپ کی نسبت کی جاتی ہے کہین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے مسلسلاً الی آبائہ الکرام علیہم السلام ۔ کہین حضرت ممشاد دنیوری کے ذریعہ سے حضرت سید الطائفہ تک پہونچتے ہین اور کہین حضرت ابو محمد رویم کے توسط سے حضرت جنید سے ملتے ہین ۔ کہین اپنا جدی سلسلہ حضرت خواجہ عبداللہ عمویہ کا ہے تو کہین ۔ حضرت امام احمد غزالی کا ۔ اب متاخرین مین جسکو جدہر رجحان ہوا شیخ کے وسیلہ سے اُدھر ہی پہونچگیا اور اُسنے سلسلہ کو نقل کیا ۔ جو ائمین محدثین کی روش پر چلتے ہین وہ تنوعات وتحویلات کو پسند کرتے ہین اور تارۃً فتارۃً کبھی اس نسبت کو اور کبھی اُس نسبت کو ذکر کرتے ۔ اور اپنے تلامذہ اور خلفاء کو ایسے ہی مختلف نسبتون کے مختلف شجرے دیتے رہتے ہین ۔ کبرویون مین حضرت سید کبیر امیر علی ہمدانی اور انکے خلفاء نسبت غزالیہ ۔ اور پھر اوپر جاکر حضرت معروف کرخی سے نسبت رضویہ اپنے شجرون مین درج کرتے اور اسیطرح سے اجازت وخلافت دیا کرتے تھے جیساکہ رسالہ کشف الحقائق[۱] سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اور رسالہ فقیریہ امیریہ مین خود حضرت امیر علی ہمدانی اپنے ذکر صحبت واخذ طریقت مین حضرت شیخ کی نسبت

حاشیہ صفحہ ۸۱ متعلق سطر ۲

سلہ واضح ہو کہ سہروردیہ سلسلہ کی اکثر شاخین سہروردیہ غزنویہ وسہروردیہ بہائیہ وسہروردیہ بخاریہ ۔ وکبرویہ وفردوسیہ وغیرہا کی اس خاندان مین متعدد طرق سے پہونچی ہین مگر آبہریہ سلسلہ جو حضرت قطب الدین ابو الرشید ابہری کے واسطے سے حضرت ابو نجیب سے ملتا ہے ۔ علیحدہ سے یہان موجود نہ تہا ۔ مگر الحمد للہ کہ حضرت سجادہ نشین خانقاہ مجیبی رئیس الکاملین رئیس السالکین سیدی ومرشدی مولانا شاہ محمد بدر الدین صاحب قبلہ قادری پہلواروی (ونیز حضرت قبلہ عالم جناب والد ماجد مدّ اللہ ظلہما) نے اپنے سفر حج مین منجملہ دیگر سلاسل واوراد واستاد واجازات کے سلسلہ خلوتیہ بھی حاصل فرمایا جو حضرت قطب ابہری ہی کے واسطے سے حضرت ابو نجیب تک منتہی ہوتا ہے ۱۲

غزالیہ ہی کو لیتے ہین لیکن حضرت معروف کرخی کے ذریعہ سے حضرت حسن بصری تک پہونچ جاتے ہین۔
نیز اسی کبروی نجیبی سلسلہ مین حضرت بابا کمال جندی و احمد مولانا اور انکے خلفا بھی اپنے شجرہ مین حضرت امام احمد غزالی کی نسبت کو نقل کرتے اور معروف کرخی سے مسلسل حضرت حسن بصری تک سلسلہ پہونچاتے ہین جیساکہ ابو الوفا خوارزمی کا منظوم شجرہ نفحات مین درج ہے۔
اور اسی سلسلہ کی دوسری شاخ جو فردوسیہ ہے اس خاندان کے لوگ جیساکہ مناقب الاصفیاٗ سے معلوم ہوتا ہے حضرت شیخ کی نسبت آبائی کو لیتے اور اوپر نسبت معروفیہ رضویہ کو نقل کرتے ہین
اسیطرح حضرت شیخ کا شہابیہ سہروردیہ سلسلہ جو شیخ الشیوخ شیخ شہاب سہروردی کے ذریعہ سے جاری ہے اسمین حضرت مخدوم جہانیان سید جلال بخاری و دیگر بزرگان۔ شیخ کے سلسلہ آبائیہ اور اوپر حضرت معروف کے بعد نسبت رضویہ کے ساتھ اسناد کرتے ہین جیساکہ خزانہ جلالیہ وغیرہ کتب مین موجود و مرقوم اور شجرون مین منقول ہے۔
اور سلسلہ نجیبیہ دسوقیہ یعنی جو حضرت شیخ کا سلسلہ قطب عظیم سید ابراہیم دسوقی کو پہونچا۔ اس طریقہ کا شجرہ شیخ کے عم ابو حفص حمید الدین کے بعد بابا فرج زنجانی سے ملتا۔ اور بچند واسطہ حضرت رویم بغدادی کے ذریعہ سے حضرت جنید تک پہونچتا ہے پھر حضرت معروف کرخی کے بعد نسبت حسینیہ سے یعنی حسن بصری تک منتہی ہوتا ہے (دیکھو روضۃ الناظرین للوتری)
الغرض حضرت ابو نجیب کی ایک عجیب ایوان شاہی ہے جس مین بہتیرے دروازے سیکڑون آستانے۔ اور ہزارون کھڑکیان موجود ہین۔

سلہ زہر در کہ خواہم خدارا بہ بینم * بر آن در رخ مصطفےٰ را بہ بینم *

اب مین حضرت شیخ کی تمام نسبتون کو ایک سایہ دار درخت کی صورت مین ظاہر کرتا ہون۔ ملاحظہ ہو۔

حاشیہ صفحہ ۸۲ متعلق سطر ۱۴

سلہ اس رسالہ کے مصنف حضرت شیخ محمد بن محمد الجواسی ہین جو حضرت خواجہ اسحاق کے مرید و خلیفہ ہین۔ اور وہ حضرت برہان العارفین سلطان المحققین علی ثانی امیر سید علی ہمدانی کے رحمہم اللہ تعالی۔ یہ رسالہ۔ حضرت امیر ہمدانی کے مؤلفات و مصنفات کے مجموعہ کے ساتھ ہمارے کتب خانہ مین موجود ہے۔ ۱۲ حسن۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام
حضرت جابر انصاری
حضرت امام حسین علیہ السلام
حضرت حسن بصری
امام زین العابدین
امام محمد باقر
امام جعفر الصادق
امام موسیٰ کاظم
امام علی رضا
حضرت معروف کرخی
حضرت سری سقطی
حضرت حبیب عجمی
حضرت داؤد طائی
شیخ اسماعیل مغربی
حضرت ذو النون مصری
شیخ کامل
سید الطائفہ جنید بغدادی
حضرت سہل تستری
حضرت ابو سعید موسیٰ
شیخ منصور
حضرت ابو علی رودباری مصری
حضرت رویم بغدادی
حضرت احمد سیاہ دینوری
حضرت ابو العباس نہاوندی
حضرت ابو بکر نساج
حضرت شیخ فرج زنجانی
حضرت ابو سعید مبارک مخزومی
حضرت ابو القاسم گرگانی
حضرت ابو الحسن خرقانی
حضرت سیف الدین محمد
حضرت سید داؤد
حضرت ابو الفضل طوسی
خواجہ عبد اللہ العمویہ
خواجہ وجیہ الدین ابو حفص
حضرت ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی

ہمارے حضرات صوفیہ کرام کے یہ وہ اسناد عالیہ ہین جنکو سلسلۃ الذہب کہنا بجا ہے سب کے سب بزرگ سب کے سب متقی پرہیزگار ابرار و احرار۔ صدوق ثبت، ثقہ، اور ائمہ مسلمین و مشائخ اسلام و اعلام دین ہین۔ ظاہر یہ محدثین ان حضرات مین سے بہتیرون کو اپنی کتابون مین تسلیم کرتے اور انکے مناقب جلیلہ نقل فرماتے ہین اور بعضون کے احوال سے لاعلم ہین۔ معہذا ہمین انکی پرواہ نہین ہماری بیعت و ارشاد و ارادات و صحبت وغیرہ سب معنعن ثقۃ عن ثقۃ و امام عن امام مسلسل ہے۔ کسی کی لاعلمی و جہل سے اسکو نقصان نہین پہونچ سکتا۔

ع این سلسلہ از طلائے ناب است   این خانہ تمام آفتاب است

ع	بیہودہ کس قدم نہ نہد در طریق ما ما سالکان مسلک کوئے محمدیم	

ہان اتنا کہنا مجھے یہان پر ضرور ہے کہ بعض سادہ مزاج محدثین محض نیک نیتی سے خواجہ حسن بصری کی روایت و لقائے امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الشریف سے انکار کرتے ہین۔ مگر پھر انھین مین محققین مثل حافظ مزی و ذہبی و جلال الدین سیوطی وغیرہم نے انکی غلطی پر تنبیہ کیا اور آخرکار انکو اس لقاء کو تسلیم ہی کرنا پڑا۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اس مسئلہ مین کچھ لکھا تھا مگر حضرت مولانا فخر الدین دہلوی نے اس پر زور دلائل و براہین سے انکی تردید کی کہ حضرت شاہ صاحب کو ساکت و صامت ہی ہونا پڑا۔ وہ رسالہ فخر الحسن مع شرح کے متداول و مشہور ہے۔ مین نہین چاہتا کہ بے ضرورت اس مسئلہ کو یہان پر پوری طرح پر چھیڑدون مگر اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہون۔ کہ باتفاق محدثین و مورخین حسن بصری مدینہ منورہ مین۔ جبکہ حضرت عمر کی خلافت کو دو برس باقی تھے۔ پیدا ہوے۔ اور حضرت ام المومنین ام سلمہ کے گھر مین پرورش پائی عنفوان شباب تک وہین مدینہ طیبہ مین رہے۔ اور حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی باتفاق مورخین و محدثین اس زمانہ مین کبھی مدینہ سے باہر نہین ہوے اور جمعہ جماعات و محکمہ فیصل خصومات وغیرہ مین برابر شریک رہتے تھے۔ پھر حسن بصری کا امیر المومنین کو نہ دیکھنا

ان سے کوئی بات نہ سُننا۔ اور اس طویل مدت مین کبھی ایک ملاقات بھی نہ ہونا۔ بھلا کوئی عاقل اسکو پسند کریگا۔ اور کیا اس روشنی کے زمانہ مین کوئی اس تاریک خیال کو باور کر سکتا ہے۔

عوام طلبۂ حدیث جو بیچارے نہ تاریخ وسیر سے واقف نہ رجال پر انکی نظر۔ نہ ایام عرب سے انکو آگاہی وہ کبھی یون بول اُٹھتے ہین کہ ترمذی نے تو حسن البصری کی لقا و روایت حضرت علی سے انکار کیا ہے۔ یہ حضرات یہ نہین سمجھتے کہ امام بخاری کے اساتذہ نے اس رویت کو تسلیم کیا ہے پھر ترمذی کا انکار اسکے مقابلہ مین کیا ہوسکتا ہے۔

اب ایک دوسری لطیف بحث یہان پر اور ہے کہ علامہ ابن تیمیہ حنبلی نے اپنی کتاب منہاج السُّنۃ مین شیعون پر غیض و غضب دکھانے کے لیے تمام صوفیون کے سلسلہ پر جرح کردی حسن البصری کی لقا پر تو جرح تھی ہی۔ حضرت معروف کرخی کے لقا و صحبت امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام سے بھی قطعاً انکار کردیا۔ مین اسپر بھی تفصیلی بحث کرنا نہین چاہتا۔ مرحوم علامہ ابن تیمیہ کا تقشّف اور صوفیون سے تعصب وعناد مشہور و معروف ہے۔ پھر انکا قول کیونکر مانا جاسکتا ہے۔ حضرت امام قشیری جو ابن تیمیہ سے کہین پہلے گذرے ہین۔ انھون نے رسالہ قشیریہ مین اس نسبت معروف کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ وھو من موالي علي بن موسی الرضاء رضی اللہ عنہ۔ وانہ اسلم علی یدی علی بن موسی الرضاء (رسالہ قشیریہ مطبوعہ مصر ص) اور علامہ ابن خلکان اور امام یافعی صاحب مراۃ الجنان اور عامۂ مورخین اور محدثین۔ امام قشیری کی تائید کرتے اور اس نسبت قویہ کو مسلم الثبوت شمار کرتے ہین۔ پھر ایسے قول لایعبأ بہٖ کا علامہ ابن تیمیہ حنبلی کے۔ کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے

اب ایک اور ضروری قابل الذکر بحث اس مقام پر یہ بھی ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام الواصلین ابویزید بسطامی قدس سرہ کی نسبت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے وہ کیونکر اور کس طرح ہے۔ علامہ سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ صاحب شرح مواقف فرماتے ہین۔ واما ابویزید فلم یدرک جعفرا بل ھو متاخر عن معروف ولکنہ کان

یستفیض من روحانیۃ جعفر فلذالک اشتہر انتسابہ،

اور سید علامہ کے سوا اور بھی ہمارے بہتیرے حضرات مشائخ نے اس نسبت کو اویسیت و روحانیت ہی پر محمول کیا ہے لیکن اکابر مشائخ مثل حضرت فریدالدین عطار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، اور حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی وغیرہم۔ اپنے کتب (تذکرۃ الاولیا لطائف اشرفی۔ مناقب الاصفیا) مین صحبت ظاہری و لقاے صوری کی صراحت فرماتے ہین خصوصاً حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی جنکا تبحر علمی و وسعت معلومات و محدثانہ روش و محققانہ مسلک محتاج بیان نہین ہے۔ آپ مناقب الاصفیا مین تحریر فرماتے ہین۔

"بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سالہا خادم وے (امام جعفر صادق علیہ السلام) کردہ مقام بایزید و درجہ وے مشہور است کہ بکجا رسیدہ بود۔ گویند آن جملہ از برکت خدمت صادق علیہ السلام بود۔ تا وے گوید کہ چہار صد پیر را خدمت کردم۔ اگر بہ جعفر نرسیدمی مسلمان نشدمی"

دیکھو یہان خود حضرت بایزید کا قول خود لقاے صوری پر نص صریح ہے تو پھر اویسیت و روحانیت کی نسبت لینا اور حقیقت کو چھوڑکر مجاز کی طرف عدول کرنا محض بے سود ہے۔ اب رہا یہ شبہ کہ حضرت بایزید حضرت معروف کرخی سے متاخر ہین اور معروف کرخی کو جب امام رضا سے نسبت ہے اور انھون نے زمانہ صادقیہ نہ پایا۔ تو پھر حضرت بایزید کیونکر حضرت صادق کا زمانہ پا سکتے ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین بایزید نے عمر بہت زیادہ پائی تھی اور ڈیڑھ سو برس تک اس دنیا مین رہکر رخصت ہوے جیسا کہ لطائف اشرفی مین ہے (صفحہ ۳۴۴ جلد اول) آوردہ اند کہ سلطان العارفین صد و سیزدہ مشائخ را دریافتہ و صحبت کردہ یکے ازان حضرت جعفر صادق است۔ صد و پنجاہ سال عمر داشت" اور وفات آپ کی ۲۶۱ھ مین ہے۔ (دیکھو ابن خلکان و مرآۃ الجنان و رسالہ قشیریہ میزان الاعتدال للذہبی وغیرہا)

اور حضرت امام صادق علیہ السلام کی وفات ۱۴۸ھ مین ہے (دیکھو کتب سیر و تواریخ رجال)

اب ڈیڑھ سو برس کی عمر کا حساب کرکے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے عہد پاک مین حضرت بایزید کا سن شریف تیس ۳۰ برس سے زائد کا ہو۔ کیونکہ اس حساب سے آپ کا سن ولادت ۱۱۳ھ ہوتا ہے تو وفات جناب صادق علیہ السلام کے وقت آپکی عمر چھتیس ۳۶ سال کی ہوئی۔ اب انصاف کرنا چاہیے کہ باوجود اسکے کہ انھون نے زمانہ صادقیہ بھی بخوبی پایا۔ اور خود لقاء و صحبت صوری کا دعوی فرماتے اُسکو اپنا مایۂ فخر بتاتے ہین اور کتب تذکرۂ اولیا مین بھی ہمارے بزرگون نے اس لقاے صوری کی صراحت فرمادی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسی اعلے نسبت کو ہم فقط اویسیت و محض روحانیت ہی پر محمول کرین۔

اب ایک اور تحقیق اینق بھی اس مقام پر بیان کردینا نہایت مناسب و ضروری ہے کہ حضرت سلطان العارفین بایزید (طیفور بن عیسیٰ البسطامی) نے حضرت صادق کے بعد امام خراسان حضرت سیدنا امام علی ابن موسیٰ بن جعفر الصادق ع سے بھی فیض صحبت اور خرقہ خلافت پایا بلکہ اعلیٰ درجہ کی تکمیل آپ کی یہیں ہوئی۔ تو اس لحاظ سے آپ حضرت معروف کرخی کے پیر بھائی بھی ہوے۔ مناقب الاصفیاء مین ہے "خواجہ معروف کرخی کہ مقتداے جہان است یکے از پروردگان اوست (یعنی از پروردگان امام علی الرضا علیہ السلام است) و خواجہ بایزید بسطامی کہ سلطان عارفان است یکے از برگشیدگان اوست۔

اسکے بعد صاحب مناقب الاصفیا۔ شیخ الاسلام شیخ حسن بن شیخ حسین نوشہ توحید فردوسی البلخی کے رسالہ لطیف المعانی سے نقل فرماتے ہین کہ انھون نے اس رسالہ مین پانچ مقامات و درجات سالک کے بیان فرماے ہین۔ اور اس پانچوین مقام کے بہ نسبت جو کہ انتہاے کمال سلوک ہے فرماتے ہین کہ سلطان العارفین نے یہ مقام امام رضاء کی خدمت مین طے کیا۔ "چنانچہ سلطان العارفین بایزید را از برکت حضرت امام علی رضا۔ حاصل شدہ کہ بایزید این ہر چہار مقامات را از دولت خدمت پیران حاصل کردہ بود و در مقام سرّی رسیدہ آخر چون بفرزندان خاندان مصطفے علیہ السلام پیوستہ و خدمت کردہ

خدمت امام رضا علیہ السلام او را از آن مقام ترقی و عبور گنانیدہ بذات حقی رسانیدہ وازتجلیات صفات فارغ گردانیدہ۔"

پھر حضرت مخدوم شاہ شعیب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

" واینجا کسے نہ گوید کہ با یزید در زمانِ امام جعفر صادقؓ بود۔ در زمان علی رضا نہ بود زیرا کہ خواجہ بایزید متاخر است از خواجہ معروف کرخی کہ پروردۂ امام رضا است (الیٰ قولہ) در وفات ۱۲

.... ولیل بر بودن خواجہ بایزید در زمان امام علی رضا بعبارات منصوصہ آمدہ است ودر شجرۂ بعضے پیوستگانِ خواجہ بایزید دیدہ شدہ است عنعنۂ صحبت وخلافت او بامام علی رضا می رسد بدین سند" قوام الدین محمد ابو الفضل لبس الخرقۃ المبارکۃ عن ابیہ جمال الدین عبد الحمید عن نجم الدین فضل عن عمہ الشیخ جلال ابن مسعود عن عمہ محی الدین عبد اللہ شاھنشاہ عن جمال الدین بن علی عن الشیخ عز الدین عن الشیخ جمال الدین عن امام العارفین البسطامی عن الشیخ حسن السروجی ابن ابی بکر عن ولد ستاد ابراھیم الکتابی عن موسی عن سلطان العارفین الشیخ ابی یزید طیفور بن عیسی البسطامی عن الامام علی الرضا عن الامام موسی الکاظم عن الامام جعفر الصادق عن الامام محمد الباقر عن الامام زین العابدین عن الامام حسین شھید کربلا عن علی بن ابیطالب عن خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

افسوس ہے مجھے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شجرہ جسے مخدوم نے اس امر کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ حضرت سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے امام رضا علیہ السلام سے بھی فیض پایا ہے کس خاندان و دودمان کا ہے۔ اور حضرت قوام الدین کون بزرگ ہیں۔ مگر بہر حال یہ شجرہ نہایت مبارک اور قابل قدر ہے۔

سلہ مناقب الاصفیا از صـ ۶۳ تا ۶۵

"سلسلہ سہروردیہ کی تصنیفات"

خدا نے سہروردیہ طریقہ کو ایک خاص شرف یہ بھی بخشا کہ اس طریقہ کے تمام تر شیوخ کرام جامع علوم شریعت و طریقت تھے علم تصوف اور حقائق معارف مین اعلی دستگاہ رکھنے کے ساتھ علوم ظاہر مین بھی عالی مرتبہ اور کامل تبحر تھے اکثر علوم و فنون مین انکی قابل قدر اور مفید تصانیف و تالیف موجود ہین۔ اور خاص کر علم تصوف کے تو یہ بزرگان ائمہ محققین اور مہرہ کاملین تھے۔ فقر و تصوف اور علم اخلاق کی تمام مشہور و معروف کتابین زیادہ تر اسی سلسلہ کی مصنفہ ہین۔ ایک حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی **گلستان و بوستان** ہی دیکھو کہ کسقدر مشہور اور مقبول و متداول ہے۔ جسکے بہ نسبت مبالغہ نہو گا۔ اگر یہ کہا جاے کہ قرآن و حدیث کے بعد باعتبار عام قبولیت و شہرت کے **گلستان** سعدی کے برابر غالباً کوئی دوسری مذہبی و اخلاقی کتاب نہین ہو گی نہ صرف اہل اسلام بلکہ عام علمی دنیا نے اسکی پاک تعلیمات سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا دنیا کی مختلف زبانون مین اس کتاب کے بیسون ترجمے ہو گئے۔ بہتری شرحین لکھی گئین۔ یورپ وغیرہ کے بڑے بڑے عقلا و حکما اس کتاب کی حکمت و فلسفہ اور اعلی درجہ کی اخلاقی و روحانی تعلیمات کو تسلیم کرتے اور اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور اسکے دقائق و حقائق و اسرار و معارف کا لطف تو ارباب بصیرت و اصحاب طریقت ہی کو بخوبی مل سکتا ہے۔

الغرض سلسلہ سہروردیہ کی یہ ممتاز خصوصیت ہے کہ علم اخلاق و فن تصوف حقائق و معارف و اذواق و مواجید و آداب سلوک و اسرار طریقت و حقیقت مین جسقدر تصنیفات و تالیفات اس سلسلہ کے بزرگون کی ہین کسی دوسرے سلسلہ و طریقہ مین آجتک نہین پائے جاتے ہین۔ تمام مشائخ طریقت خواہ وہ کسی سلسلہ اور کسی طریقہ کے ہون از سلف تا خلف اس سلسلہ کی تصنیفات سے فیضیاب و بہرہ مند ہوتے اور مسائل تصوف مین انھین کتابون سے تمسک کرتے اور خصوصاً آداب طریقت وغیرہ تمام تر انھین مصنفات سے اخذ فرماتے رہے ہین۔

صاحب مناقب الاصفیا کیسی سچی بات فرماتے ہین۔

ومناقب خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رض برتر ازان است کہ کسے بیان کردن تواند۔
او بمنزلۂ جنید است مرجع مشائخ عصر بود بعد او ہمہ مشائخ طریقت را الی یومنا تمسک بمصنفات
او ومتابعان اوست (مناقب الاصفیاء صـ ۹۳)۔

اب ہم ذیل مین اس مقدس سلسلہ نجیبیہ کے تصانیف کی ایک مسلسل فہرست لکھتے ہین جس سے
ہمارے مرقومہ بالا بیان کی تصدیق ہوگی۔

(۱) آداب المریدین" اس سلسلہ کی پہلی کتاب اور خود حضرت شیخ ابوالنجیب رض کی تصانیف ہے

(۲) عوارف المعارف" و اعلام الہدیٰ فی عقیدۃ ارباب التقی" (عقائد صوفیہ مین)

نفحات الانس و کشف الظنون جلد ثانی صـ ۳۴

ورشف النصائح الایمانیہ" ور رسالہ سلوک وغیرہ حضرت شیخ الشیوخ کی تصنیفات ہین۔

(۳) تبصرہ ور رسالہ دربیان سلوک۔ وفواتح الجمال۔ حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ کی

نفحات و مناقب الاصفیاء و کشف الظنون جلد اول صـ ۲۴۵ — نفحات و مرآۃ الاسرار ۱۲

درویشانہ مؤلفات ہین۔

(۴) تحفۃ البررہ" سلوک طریقت مین شیخ روزبہان کبیر مصری کی تالیف ہے۔

(۵) تحفۃ البررہ فی اجوبۃ المسائل العشرہ حقائق ومعارف کے دس مسائل مین بجواب سوالات

کشف الظنون ایضاً ۱۲

بعضے اخوان طریقت۔ حضرت مجدالدین بغدادی کی تصنیف ہے۔

(۶) مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد" بزبان فارسی تربیت نفس وسلوک مین اور تفسیر بحر الحقائق
صوفیانہ مذاق کی۔ شیخ نجم الدین رازی دایہ کی تصنیف ہے۔

(۷) سنجنجل الارواح وکتاب محبوب۔ شیخ سعدالدین حمویہ کی تصنیف ہے۔

کشف الظنون جلد اول صـ ۴۶۶ ۱۲ — نفحات وغیرہ ۱۲۵

(۸) تحفہ مکیہ

(۹) عروۃ لاہل الخلوۃ علاء الدولہ سمنانی کی مشہور کتاب ہے (لائبریری پٹنہ مین موجود ہے)

(۱۰) رسالہ ذخیرۃ الملوک وشرح فصوص الحکم ومشارب الاذواق شرح قصیدۂ فارضیہ

و شرح اسماء حسنیٰ - و کتاب اسرار النقطہ و رسالہ فقیریہ امیریہ و رسالہ فتوتیہ و سیر الطالبین و رسالہ فی البیعۃ و رسالہ فی الذکر و مجموعہ غزلیات و مثنویات مصنفات و مؤلفات حضرت امیر سید علی ہمدانی رح ان کتابون کا ذکر و پتہ نفحات و کشف الظنون مین دیکھو - اور ان تمام کتب و رسائل مصنفہ حضرت امیر سید علی ہمدانی کا ایک ضخیم و نادر و قابل قدر مجموعہ بحمد اللہ ہمارے یہان موجود ہے

(۱۱) فواتح و لمعات و کلیات شیخ فخر الدین عراقی کی مشہور و متداول کتاب ہے جسکی بہتیری شرحین لکھی گئین از آن جملہ حضرت جامی کی شرح بہت مقبول و معروف ہے -

(۱۲) گلستان و بوستان و کلیات حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) منطق الطیر و دیگر مثنویات حضرت شیخ فرید الدین عطار -

(۱۴) زاد المسافرین فارسی منظوم و روح الارواح و نزہۃ الارواح فارسی نثر و نظم عارفانہ

کشف الظنون جلد اول ص ۵۴۵ ۱۲ ۔ ایضاً ص ۲۲۳ ۱۲ ۔ ایضاً ص ۳۸۵ جلد ۲ ۱۲

و کنز الرموز منظوم فارسی و غیرہ مولفات و مصنفات حضرت امیر حسینی سادات رض

(۱۵) شرح گلشن راز از حضرت شیخ محمد بن یحییٰ بن علی لاہجی الجیلانی النوربخشی رح

کشف الظنون جلد ۲ ص ۱۸۶

(۱۶) خزانہ جلالیہ و ملفوظات حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہ

(۱۷) مثنوی شریف حضرت مولانائے رومی - یہ بھی اسی سلسلہ مبارکہ کی مبارک تصنیف ہے جو عشق و محبت حقائق و معارف - مواعظ و نصائح - اشواق و اذواق اور اسرار توحیدیہ کا خزانہ ہے -

(۱۸) مطالب الطالب شرح آداب المریدین و مکتوبات صدی و دو صدی و مکتوبات بست و ہشت فوائد رکنی و غیرہ از افادات حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رض و معدن المعانی فرح المعانی و تحفہ غیبی و خوان پر نعمت و غیرہ ملفوظات حضرت مخدوم قدس سرہ

(۱۹) جواہر السلوک مصنفہ حضرت شیخ حسین معز شمس بلخی ملقب بہ نوشۂ توحید رض

مناقب الاصفیاء ۱۲

لہ کتبخانہ مین موجود ہے ۱۲

ورسالہ حضرات خمس تصنیف لطیف ایضاً حضرت شیخ حسین نوشہ توحید ۔

(۲۰) کاشف الاسرار شرح حضرات خمس از حضرت شیخ حسن ابن حسین نوشہ توحید بلخی الفردوسی رح۔

(۲۱) مونس القلوب وضیاء القلوب ملفوظات مخدوم احمد لنگر دریا فردوسی البلخی۔

(۲۲) کنز العبادؔ فی شرح الاوراد حضرت شیخ الشیوخ سہروردی کے رسالہ اوراد کی شرح ہے۔ شارح شیخ علی بن احمد الغوری ہین جو شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کے مرید ہین۔

(۲۳) مصباح الارواح تصنیف شیخ اوحد الدین کرمانی۔ ونیز مثنوی جام جمؔ
کشف الظنون جلد ۲ صفحہ

(۲۴) منہاج العباد الی المعاد فارسی (عقائد و اسرار ارکان خمسہ وقواعد سلوک
کشف الظنون جلد ۲ ۔۔۱۲
ومطالب تصوف مین) شیخ سعید الدین فرغانی کی تصنیف ہے۔

منتہی الادراکؔ شرح قصیدہ تائیہ فارضیہ بھی آپ ہی سے ہے۔

(۲۵) مصباح الہدایہ ومفتاح الکفایہؔ ترجمہ وشرح عوارف شیخ محمود کاشی کی تالیف ہے۔

اسی طرح اور بھی بہتیری کتابین تصوف وفقر وعرفان وسلوک کے متعلق اس سہروردی خاندان کی تصانیف سے ہین جن کا حال اسوقت مجھے معلوم نہ ہوسکا۔

نوٹ واضح ہو کہ یہ صرف تصوف کی کتابون کا ذکر ہے دیگر علوم وفنون کی کتابین مثلاً تفسیر وحدیث وفقہ وکلام وغیرہ کی اس کے علاوہ ہین جن کا ذکر اسوقت مقصود نہین ہے۔

سلہ لائبریری عظیم آباد پٹنہ مین موجود ہے ۱۲ سلہ لائبریری پٹنہ مین موجود ہے۔

سلہ یہ بھی لائبریری پٹنہ مین موجود ہے ۱۲ سلہ چھپ گئی ہے ۔ ۱۲

حضرت شیخ کی خاص تصنیفات

حضرت امام اجل شیخ الکل فی الکل سیدی ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ عنہ وقدس سرہٗ علمائے مصنفین کی جماعت کے بھی اعلیٰ رکن رکین - اور ارباب تصنیف وتالیف کے طبقہ کے سرِبرآوردہ بزرگون مین ہین، علوم شریعت علوم طریقت تصوف اور حقائق ومعارف مین حضرت نے بہتیری مفید وکارآمد کتابین تصنیف فرمائین[۱] - امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مراۃ الجنان مین "صاحب التصانیف المفیدۃ فی الشریعۃ والحقیقۃ" کا لقب دیتے ہین - اور عموماً کتب تذکرہ مین آپ کے تصنیف وتالیف کے نسبت یون لکھا گیا ہے - "وصنع التصانیف الف الکتب المفیدۃ فی علمی الشریعۃ والحقیقۃ" "مصنفات ومؤلفات بسیار دارد[۲]" لیکن افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ حضرت رضؓ کی ان بیش بہا تصانیف کا اب کہین پتہ نہین لگتا - معلوم ہوتا ہے کہ ظالم تاتاریون کے جان سوز فتنہ مین بغداد کی عظیم الشان کتبخانہ کی بیرحمانہ تباہی وبربادی کے ساتھ حضرت شیخؒ کی مصنفات بھی ضایع ہوگئین - یا ممکن ہے کہ دیگر حوادث وانقلاب زمانہ نے اُنکو ہماری نظرون سے گم کردیا ہو - بہرحال خدا کا ہزار شکر ہے کہ ان اسلامی وروحانی علوم کے بے بہا موتیون مین سے ایک جوہر آبدار اتبک ہمارے علمی خزانون مین موجود ہے یعنی آپ رضؓ کی سب سے زیادہ معروف ومشہور اور قابل قدر تصنیف کتاب مستطاب آداب المریدین جس کا ذکر اوپر بھی آچکا ہے دست برد زمانہ سے محفوظ اور شایع وذائع ہے -

صوفیہ کرام اس کتاب کو نہایت عظمت ووقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور مشایخ کے طبقہ مین قدیماً وحدیثاً یہ کتاب نہایت مقبول ومتداول ہے - اور سالکان طریقت کے لیے ہمیشہ اور ہرحال مین ہادی ورہنماے کامل رہی ہے -

اگرچہ یہ کتاب حضرت شیخ نے مریدین وطالبین سالکین کے افادہ وتعلیم وتلقین وہدایت کے لیے

---

[۱] ایک کتاب طبقات شوافع مین بھی آپ نے لکھی تھی دیکھو طبقات امام سبکی جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ و کشف الظنون ۱۲ [۲] نفحات - وبہجۃ الاسرار - وروضۃ الصالحین وغیرہ ۱۲

تصنیف فرمائی ہے اور اس لیے یہ ضروری یقینی امر ہے کہ جو کچھ اس کتاب مین حضرت رضؓ نے تحریر فرمایا ہے
اپنے اعلیٰ اور اتم و اکمل مقام سے نزول فرما کر حسب فہم و استعداد عامۂ مریدین و سالکین تحریر فرمایا ہے
تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت شیخؒ کے تبحر علمی و قوت استنباط وغیرہ کا بخوبی پتہ ملتا ہے۔
حضرت شیخ رح نے اس کتاب مین تمام تر تمسک آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے کیا ہے پھر اقوال
مشائخ صوفیہ متقدمین سے ۔ اور جابجا اپنی ذاتی سمجھ اور رائے سے بھی کام لیا ہے۔
حضرت شیخ رضؓ نے اس مبارک کتاب مین اہل تصوف کے تمام عقاید ان کے مسلک و مشرب اور
مسائل خاص ۔ اور صوفیون کے آداب و اخلاق و روش کو محققانہ طور پر بیان فرمایا ہے۔
کتاب کا دیباچہ لکھتے ہوے ارشاد فرماتے ہین کہ
"کسی شخص کے لیے یہ جائز و روا نہین ہے کہ وہ صوفیون کے مسلک کو اختیار کرے اور انکے مشرب و
طریقہ پر چلے جب تک کہ وہ صوفیہ کرام کے صحیح عقائد اور انکے ظاہری و باطنی آداب اور انکے خاص
محاورات کلام اور ان کے اصطلاحات وغیرہ سے پوری واقفیت حاصل نہ کرے کیونکہ اس لباس
تصوف مین مدعیون کی کثرت نے اصل محققین کے احوال و اقوال پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اسیلیے
ہم پہلے اس مقدس گروہ کے مذہبی و دینی اعتقادات حقہ کو بیان کرتے ہین"
اسکے بعد ذات و صفات کے اعتقادی مسائل سے کتاب کی ابتدا کی گئی ہے۔ علم کلام کے قریباً
تمام مسائل مثلاً علم و قدرت و کلام و مشیت و ارادت قضا و قدر جبر و اختیار خلق افعال
عباد متشابہات مضاف بحث استوا علی العرش، خلق قرآن یا عدم خلق قرآن، مسئلہ
رویت باری ۔ زیادت و نقص ایمان وغیرہ وغیرہ مین حضرت شیخ نے علماے ظواہر کی روش
اور اشاعرہ کا مسلک اختیار فرمایا اور اشاعرہ ہی کے اعتقادات کو جمہور صوفیہ صافیہ کا مسلک و اعتقاد
بیان فرمایا ہے۔
اس اعتقادی حصہ سے فراغت پاکر صوفیون کے عملی حصے کی طرف توجہ فرمائی ہے اور ان کے
مسالک و آداب و اوصاف و اخلاق کو قلمبند فرمادیا ۔ اور ان ضروری امور کو بتلایا ہے جن پر

عمل کرنا اور جنکو اختیار کرنا طالبین و سالکین کے لیے اور ان تمام لوگون کے لیے جو تصوف کی راہ مین قدم رکھنا اور صوفیون کے حلقہ مین داخل ہونا چاہین۔ لازم ہے۔

ذیل مین اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات سے بعض مضامین کا اقتباس کیا جاتا ہے جو درویشی دنیا کے لیے قابل غور ہے۔

حضرت شیخ رض (آداب المریدین) مین ارشاد فرماتے ہین کہ ارباب طریقت کے لیے علوم شریعت کی تحصیل بہت ضروری ہے (کیونکہ جسطرح عالم بے عمل گمراہ ہے اسیطرح عامل بے علم یعنی جاہل فقیر مسخرہ شیطان ہے)۔ اس موقع پر آپ تحریر فرماتے ہین۔

"اذا تجرّد العلم عن العمل کان عقیماً! او اذا خل العمل عن العلم کان سقیماً"

(علم بے عمل عقیم یعنی مثل ایک بانجھ اور لاولد عورت کے بے نتیجہ ہے اور عمل بے علم سقیم یعنی ایک کمزور وضعیف بیمار کے مانند ہمیشہ اندیشناک حالت مین ہے)۔

آپ فرماتے ہین۔ "العلماء علی ثلثۃ اصناف اصحاب الحدیث والفقہاء والصوفیۃ"

یعنے علماے دین کے تین طبقے اور تین گروہ ہین۔ اصحاب حدیث فقہاء اور صوفیہ کرام۔

آپ تحریر فرماتے ہین" علما کے درمیان فروعی مسائل مین جو اختلافات ہین صوفیہ انمین کسی جانب نکیر نہین کرتے۔

آپ فرماتے ہین" زہد فقر اور تصوف مین فرق ہے۔ زہد ادنی درجہ ہے مرتبہ فقر اس سے برتر ہے۔ اور فقر کی انتہا تصوف کی ابتدا ہے"

پھر فرماتے ہین" اصطلاح تصوف مین فقر صرف فاقہ اور عدم مال کا نام نہین ہے بلکہ فقر (جو محمود و پسندیدہ ہے) خدا پر پورا بھروسہ اور اعتماد کامل رکھنے اور ہر حال مین راضی برضاے مولی رہنے کا نام ہے غرض فقیر وہ ہے جس کا دل غیر حق سے منقطع اور ہر حال مین خدا ہی سے تعلق رکھتا ہو۔ اور صوفی کی تعریف آپ ان الفاظ مین فرماتے ہین" الصوفی ھو الذی لا یشتغل بالخلق ولا یلتفت الی قبولھم وردھم" کہ صوفی وہ ہے جو خلق سے

سروکار نہ رکھے۔ اور خلق کے قبول ورد، مدح وذم، تعریف واعتقاد وگرویدگی۔ یا نفرت وملامت کی طرف اسکی ادنی التفات بھی نہو۔ بس خدا کے سوا کسی کی طرف اسکی توجہ نہو۔

حضرت مخدوم شرف الدین بن یحیی منیری قدس سرہ العزیز اسکی شرح[۱] مین لکھتے ہین۔

---

[۱] صاحب مناقب الاصفیا حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شیخ ابو النجیب نے آداب المریدین تصنیف فرمائی۔ تو بعض اصحاب و یاران نے حضرت شیخ سے اسکی شرح کے لیے درخواست کی حضرت رضنے ارشاد فرمایا" اسکی شرح میرے بعد میرا ایک فرزند (روحانی) لکھے گا۔ شیخ کی پیشینگوئی قریبا دو سو برس بعد پوری ہوئی اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مخدوم الملک مخدوم شیخ شرف الدین احمد بن یحیی المنیری البہاری الفردوسی السہروردی رضنے آٹھوین صدی مین اسکی شرح لکھی اور مطالب الطالب اس کا نام رکھا۔

حضرت مخدوم بہاری رضسے پہلے بھی اکابرین نے اس کتاب (آداب المریدین) کا تحشیہ کیا اور اسپر قابل قدر و مفید حواشی لکھے ہین چنانچہ حضرت قاضی اشرف بن رکن قدس سرہ دیباچہ شرح آداب المریدین مین فرماتے ہین کہ ہمارے برادر دینی قاضی زاہد ازہد الاخوان کے پاس آداب المریدین کا ایک (قدیم) نہایت صحیح نسخہ تھا، مملوئی لغرائب الحواشی" جو عجیب وغریب اور نادر ومفید حواشی سے مملو تھا۔ مگر اس کتاب کی کامل اور مبسوط شرح بموجب پیشین گوئی حضرت شیخ رض۔ حضرت مخدوم ہی نے تحریر فرمائی۔

شرح آداب المریدین کی باعث تالیف ووجہ تصنیف حضرت مخدوم کے ایک مرید مخلص حضرت قاضی اشرف علیہ الرحمۃ ہین۔ جیسا کہ خود حضرت مخدوم العالم رض آخر کتاب مین بیان فرماتے ہین کہ قاضی اشرف نے مجھ سے التماس کی کہ "مخصوصا نسخہ آداب المریدین کہ از تصنیف شیخ المشائخ امام المتقین ضیاء الحق والدین ابو النجیب عبد القاہر محمد سہروردی رض کہ دران خدمت شیخ رض تمسک بآیات قرآن واحادیث کردہ است وازکلمات فضل وآمیزش وازان مشائخ سلف رضوان اللہ علیہم نیز آوردہ۔ می خواہم کہ آنرا بخوانم اگر درحالت خواندن ترجمہ شود ودران اطمینانے رود بمنزل شرح گردد برین نادان ودیگر مسلمانان ادراک آن آسان شود ومرخاص وعام رازان نصیبے وخطے بود وطالبان الٰہی وراہروان تا تمناہی ماکہ بس روان نبوی ومحبان مصطفوی اند دستورے گردد"

قاضی اشرف رح کی اس درخواست نے بارگاہ مخدوم رض مین شرف قبولیت حاصل فرمایا اور ۷۶۵ھ مین حضرت مخدوم رضنے اس کی ابتدا کی اور ۷۶۶ھ مین تمام فرمایا جیسا کہ دیباچہ کتاب مین قاضی اشرف رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس مبارک کتاب کا ایک حصہ مطبع الپنچ بانکی پور پٹنہ مین چھپ گیا ہے۔

یعنی صوفی اورا گویند کہ اشتغال او بخلق نبود زیراکہ اول نظر باید کہ بر خلق بود تا اشتغال بخلق آید وصوفی از خلق گذشتہ بود کہ سرِّ "کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" بر و کشف گشتہ باشد وجز خدائے تعالیٰ اورا چیزے در نظر نماندہ بود۔ و نگران نگردد سوئے قبول ایشان ورد ایشان یعنی التفات نہ کند بقبول کردن خلق مراو را و بہ رد کردن خلق مراو را۔ زیراکہ حقیقت گشتہ بود اورا کہ ممدوح حق ممدوح بود نہ ممدوح خلق و مذموم حق مذموم بود نہ مذموم خلق۔ وچون اورا نظر بر خلق نبود چنانکہ گفتیم نظر بر قبول ورد ایشان کے بود۔ او خود از ین گذشتہ باشد۔ از بہر آن کہ حجاب از حق۔ جز دیدن غیر حق نیست توحید کہ صفت موحد است آن است کہ بصفت توحید موحد موحد بباید۔ لیکن بینندۂ صفت خویش بینندۂ حق نباشد۔ تا ناظر صفت خویش است از حق محجوب است ناظر خلق چگونہ موحد بود این است کہ گفت التوحید اسقاط الاضافات" (شرح آداب المریدین ص۹۹ مطبوعہ بانکی پور پٹنہ)۔

حضرت شیخ رہ تحریر فرماتے ہین کہ "صوفیون کا بہت بڑا وصف یہ ہے کہ اُن کے اخلاق پاکیزہ نہایت وسیع ہوتے اور وہ لوگ خلق نبوی کی مجسم تصویر اور اخلاق وسیرت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا پورا نمونہ نظر آتے ہین"

اسکے بعد آپ نے صوفیون کے اخلاق کریمانہ کی حسب ذیل فہرست دی ہے۔

حلم۔ تحمل بردباری۔ تواضع۔ عاجزی۔ خاکساری۔ بے نفسی۔ پند و نصیحت خلق مخلوق پر شفقت وہمدردی۔ کشادہ پیشانی وخندہ رو رہنا۔ لوگون سے موافقت وملاطفت۔ احسان و حسنِ سلوک۔ مدارات خدمتِ خلق۔ حُبِّ قوم۔ ایثار نفس۔ جہاد و قہر نفس۔ صفائے قلب (یعنی دل کا غل وغش۔ حقد وحسد بغض ونفاق وغیرہ امراض قلبی سے پاک وصاف رکھنا) مروت۔ چشم پوشی۔ کظم غیظ۔ عفو ومغفرت، لطف وکرم۔ جود وسخا، عطاء وبخشش۔ وفائے عہد۔ وایفائے وعدہ۔ صدق وصفا۔ شرم وحیا۔ ہمت وجوانمردی ودلیری۔ وقار وسکینہ وطلاقت۔ حُسنِ ظن۔ محبت وتوقیر اخوان طریقت۔ آداب وتعظیم مشائخ۔ صغیر وکبیر کے

حقوق کی نگہداشت اور ان پر رحم و ترحم اپنے کامون اور لوگون کے ساتھ حسن و احسان کرنے کو ہیچ سمجھنا اور دوسرا اگر اسکے ساتھ حُسن سلوک کرے تو اسکو بڑی بات خیال کرنا۔ اسی طرح اپنی تمام طاعت و عبادت کو ناچیز و نابود خیال کرنا۔ اور خدا کے فضل و کرم و لطف و عنایت پر جو اُسکے حال پر مبذول ہے نظر رکھنا۔ وغیر ذلک"

حضرات! یہ ہین صوفیون کے اخلاق۔ اور یہ ہین دُرویشون کے اوصاف۔ ہر صوفی و درویش کو ان اخلاقی اسوہ کا پابند رہنا۔ اور اپنے ذات مین ان اوصاف کو پیدا کرنا چاہیے۔

فرماتے ہین ادب تصوف کا ایک بہت بڑا رکن ہے بلکہ التصوف کله ادب"

یعنے تصوف سرتاسر ادب ہے۔ من حرم الادب فقد حرم جميع الخيرات"

جو شخص ادب سے محروم رہا وہ تمام خوبیون اور نیکیون سے محروم رہا" سچ ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

فرمانے ہین" پیران و شیوخ طریقت کا بدرجہ کمال ادب کرنا چاہیے۔ کیونکہ" الشیخ فی قومه کالنبی فی امّته یکوُنُ فے صحبته کالصحابة مع النبی صلے الله علیه وآله وسلم" شیخ مرشد نائب رسول و خلیفہ رسول ہوتا ہے لہذا اسکے ساتھ بالکل وہی آداب برتنا چاہیے جو صحابہ کرام رسول علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ برتتے تھے"

فرماتے ہین" اہل دنیا ادب" فصاحت و بلاغت اور حفظ علوم و اخبارِ ملوک و اشعار عرب وغیرہ کا نام رکھتے ہین۔ اور اہل دین کے نزدیک" ادب" ریاضت نفس و تادیب جوارح و تہذیب طبائع وحفظ حدود و ترک شہوات و لذات و اجتناب شبہات وسعی الے الخیرات کا نام ہے اور اہل دین مین جو خاص طبقہ کے لوگ ہین انکی اصطلاح مین" ادب" قلب کی نگاہداشت و مراعات اسرار اور ظاہر و باطن کے یکسان ہوجانے کا نام ہے۔

صحبت کے ذکر مین فرماتے ہین۔

" بد دین اور مخالف مذہب کی صحبت سے بچو اگرچہ وہ رشتہ دار و قرابت مند ہو"

جاہلوں سے اگر صحبت کا موقع آجائے۔ تو انکی صحبت مین حسن خلق صبر جمیل اور تحمل و بردباری سے کام لو۔ انکی ناشائستہ باتوں اور جاہلانہ گفتگو کو برداشت کرو اور ان سے بہ نرمی و شفقت پیش آؤ،، (کہ وہ شکستہ خاطر نہوں)

صحبت۔ بڑی چیز ہے اچھوں کی صحبت بشرطیکہ آداب و شرائط صحبت سے کامل و مکمل ہو۔ تمام دیگر فضائل سے بڑھ کر ہے۔ دیکھو صحابہ ”صحبت“ کی نسبت کے سوا کسی اور فضل مثلاً علم و فقہ عبادت و زہد و رضاء و توکل وغیرہ کی طرف منسوب اور کسی دوسرے لقب سے مُلقّب نہوے حالانکہ بڑی بڑی خوبیان اور فضائل ان مین موجود تھے۔ مگر صحبت کا شرف ان تمام فضائل سے اعلی و اشرف قرار پایا“

آپ نے آداب المریدین مین ایک پاکیزہ بحث اس امر پر بھی لکھی ہے کہ فقر اور غناء مین فضیلت و ترجیح کس کو ہے۔ اس مبحث مین یون ارشاد فرماتے ہین۔

”واجمعوا علی ان الفقر افضل من الغناء اذا کان مقرونا بالرضاء“ یعنی تمام صوفیہ اس پر متفق ہین کہ فقر اگر رضاء کے ساتھ مقرون ہو تو وہ غنا سے افضل ہے۔ پھر اس مسلک کو قرآن و احادیث سے مدلل فرمانے کے بعد۔ فرماتے ہین کہ اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”الید العلیا خیر من الید السفلی“ یعنے دینے والا ہاتھ جو اوپر رہتا ہے لینے والے ہاتھ سے جو نیچے رہتا ہے بہتر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یدِ عُلیا کا ہونا غنا پر موقوف ہے لہذا اس سے غناء کا فضل فقر پر ثابت ہوتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ید علیا کو جو ید سفلے پر ترجیح دی گئی وہ اسی وجہ سے ہے کہ جو کچھ اسکے پاس ہے اُسے علیحدہ کر دیتا۔ اور اُسے اپنی ملک سے نکال دیتا اور خرچ کرتا ہے۔ (اور فقر کو اختیار کرتا ہے) اور ید سفلے مین منقصت اسی لیے ہے کہ وہ مال و زر کو حاصل کرتا (اور فقر کو غنا سے مبدل کرتا ہے) پس سخاو عطاء و انفاق کی فضیلت جمع و ادخار پر عین

دلیل ہے اس امر کی کہ فقر کو ترجیح ہے غناء پر۔"

آپ رح فرماتے ہین کہ مخلوق کا مخلوق کے آگے دست سوال دراز کرنا نہایت مذموم امر ہے۔ وان السوال اٰخر کسب المرء ولا تحل المسئلۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔

فرماتے ہین کہ سوال انسان کا آخری کسب ہے (یعنی جب ہر ایک کسب سے مجبور و معذور ہو جائے تو سوال کرنا چاہیے) اور جو شخص کچھ بھی غناء رکھتا ہو۔ اور اسی طرح جو شخص توانا و صاحب قوت (ہٹا کٹا) ہو تندرست ہو اسکے لیے سوال کرنا حرام ہے" (کاش اس زمانہ کے وہ لوگ جو مختلف بھیس اور بہروپ مین سوال کرتے اور بھیک مانگتے پھرتے ہین وہ حضرت رح کے اس قول پاک پر غور کرین اور اس فعل ممنوع سے تائب ہون)۔

آپ کا ارشاد ہے کہ "صوفیون کو کسب معاش و طلب رزق حلال کرنا چاہیے" واجمعوا علی ان طلب الحلال فریضۃ۔ یعنے صوفیہ کا اسپر اجماع ہے کہ طلب رزق حلال فرض ہے پھر فرماتے ہین" تمام صوفیہ متفق ہین کہ کسب معاش (قوت لایموت کے لیے اور طاعت و عبادت مین معاونت کے لیے) اور تجارت و صنعت و حرفت کا پیشہ مباح اور عمدہ کام ہے (بلکہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ و سادات صوفیہ صافیہ اصحاب پیشہ گذرے ہین)۔ البتہ طلب رزق مین انہماک و کثرت اہتمام اور مال کے جمع و اذخار کو صوفیہ کرام برا سمجھتے ہین"

پھر فرماتے ہین" ہان۔ وہ مقبولان الٰہ و عارفانِ حق آگاہ جو توکل و تبتل کے اس اعلیٰ مقام پر پہونچ گئے ہون کہ فکر و اندیشۂ رزق سے بے پروا و بری ہون۔ اور "ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین" کا ان کو کامل مراقبہ۔ اور وعدۂ الٰہی من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب" پر ایسا اعتماد کلی ہو کہ فقر و فاقہ انکی طاعت و مشغولی و یکسوئی مین کوئی فرق نہ پیدا کرے تو بیشک ایسے لوگون کو کسب رزق و طلب معاش کی کوئی ضرورت نہین ہے بلکہ باتفاق صوفیہ ان کے لیے ترک کسب و عدم فکر رزق اور محض طاعت و عبادت و افادہ و ارشادِ خلق مین مصروف رہنا اولی و افضل ہے۔

آپ رضؓ کی اصل عبارت یہ ہے۔ "واجمعوا علے ان ترک الاشتغال بالمکاسب والصناعات والتفرغ للطاعات اجل وافضل لمن ترک الاهتمام بطلب الرزق واتکل علے مضمون اللہ تعالیٰ ان یستوی عندہ الخلوۃ والجلوۃ والمخالطۃ والعزلۃ ویصیر مشاهدا للقدرۃ فے کل حال"

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکی شرح یون فرماتے ہین۔ "یعنے اگر کسی را سیر باطن بود و عمل او بدل رسیدہ باشد در علوم احوال و مکاشفات۔ یا عالمی بود مشغول بہ ترتیب علم ظاہر بدانچہ مردمان را منفعت بدان علم بود در دین ایشان مشغولی بدان علم یا طاعت ہا او را بہتر و نیکو تر است از مشغول شدن بکسب و صناعات۔ ولیکن مشروط بدین شرط کہ او را اندوہ رزق نماندہ باشد۔ و این کارے بس بزرگ است ہر کسی را مسلّم نیست۔ و شرط دیگر آن است کہ او را اعتماد بود بر ضمان خداے تعالیٰ۔ تا این حد کہ برابر گردد نزدیک او خلوت و جلوت یعنی تنہا بودن و یا با کسے بودن و آمیزیدن با خلق و دور گشتن و نگرد و او مشاہدہ کنندہ مر قدرت را در ہمہ حال یعنی نزدیک وے این ہمہ احوال مختلفہ یکے گردد۔ بداند کہ اگر تنہا باشم یا با کسے دیگر باشم یا با خلق مخالطت کنم یا نہ کنم خداوند تعالیٰ قادر است کہ روزی می رساند و بداند کہ خداوند تعالیٰ قادر است بروزی دادن بے واسطہ چنانکہ روزی دہد بواسطہ۔ چون دید کہ وجود سبب از خدا است۔ وجود مسبّب ہم از خدا است چنانکہ مسبّب عاجز و مقہور است سبب ہم عاجز و مقہور است و سبب را ہیچ تاثیرے نیست در وجود مسبّب مگر آنکہ وجود سبب مقدم است بر وجود مسبب۔ اعتماد وے بر ہیچ چیز نماندہ لیعنی نہ بر مال و اسباب و نہ بر طاعت و خیرات۔ اعتماد وے بر خدا است و آرام وے بہ ذکر خدا است۔ ترک و توکل مقام وے گشتہ بود" انتہی ملتقطاً

حضرت شیخ رضؓ نے اس کتاب "آداب المریدین" مین تصوف کے اُس غل و غش اور ادلال و اقوال شطحیات کے مٹانے کی بھی بہت کوشش فرمائی ہے جو عوام صوفیون مین پیدا ہو گئے تھے

مثلاً بعض غلاۃ متصوفین کا خیال و مقال تھا کہ ولایت کو نبوت پر ترجیح ہے حضرت رضؓ نے اسکی سخت تردید فرمائی۔ اور صوفیہ کرام کا یہ اجماعی اعتقاد بتلایا ہے کہ ولایت کو نبوت پر ہرگز کسی قسم کی ترجیح نہین ہو سکتی۔ اور باتفاق امت نبوت کل مراتب و مدارج سے برتر ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام افضل البشر ہین۔

آپ نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ احکام عبودیت اور فرائض و واجبات و تکلیفات شرعیہ کسی شخص سے چاہے وہ کیسا ہی مقرب بارگاہ اور ولی اللہ ہو اور کسی مقام و مرتبہ تک پہونچ گیا ہو۔ ہرگز کبھی ساقط یا اسکے حق مین معاف نہین ہو سکتے (جیسا کہ بعض ملاحدہ کا گمان ہے)۔ بلکہ احکام العبودیۃ لازمۃ للعبد مادام عاقلاً " یعنی بندہ جب تک عقل و ہوش رکھتا ہے تکلیف شرعی سے وہ آزاد نہین ہو سکتا۔ اور احکام عبودیت اسکے لیے ہر حال مین لازم۔ اور اُنکی پابندی اسپر واجب ہے۔ (جب انبیاءؑ اور خصوصاً سید الانبیاءؐ سے تکلیف شرعی ساقط نہوئی تو پھر کسی ولی سے کیونکر ساقط ہو سکتی ہے)۔ البتہ جب بندہ صفائی قلب پورے طور پر حاصل کر لیتا اور عارف کامل ہو جاتا ہے تو تکالیف شرعیہ کی کلفت و مشقت اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور تکلیف شرعی اُسکے حق مین تکلیف نہین باقی رہتی یعنی فرائض و واجبات و جمیع احکام عبودیت جو اسپر لازم و واجب ہین ان کے بجا لانے مین اسکے نفس کو کوئی تکلف یا تکلیف نہین پہونچتی بلکہ طاعت و عبادت و بجا آوری احکام عبودیت مین بجاے محنت و مشقت کے عین اُسے راحت و لذت اور مسرت حاصل ہوتی ہے آپ رضؓ فرماتے ہین۔ کرامت اگرچہ اعلیٰ درجہ کی ہو۔ ہوا پہ اوڑتا ہو۔ دریا کو ترٹپتا ہو مگر اللہ تعالیٰ کی محبت اور شریعت و طریقت پر استقامت اور حب فی اللہ و بغض فی اللہ اس سے زیادہ کمال ایمان کی دلیل ہے"

آپ رضؓ ارقام فرماتے ہین" بشریت کسی سے زائل نہین ہوتی۔ ہان ضعیف۔ اور قوی ہوتی رہتی ہے" یعنے جو لوگ ریاضت و مجاہدۂ نفس کرتے ہین اُنکی بشریت و نفسانیت ضعیف

روحانیت غالب ہوجاتی ہے۔ اور عوام کی بشریت اور انکا نفس قوی رہتا ہے۔

آپ رضؓ فرماتے ہین" والصفات الذمیمۃ تنفی من العارفین وتخمل فی المریدین"

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ترجمہ وشرح مین ارقام فرماتے ہین"

صفتہائے کہ مذمومہ است، چنانکہ بخل، وحقد، وحسد ومحبت دنیا وخشم وکبر ومحبت جاہ خلق و انچہ بدین ماند۔ فانی گردد درحق عارفان. ومیرد درحق مریدان یعنی صفتہائے کہ مذمومہ است بکسب کردن صفات حمیدہ فانی گردد درحق عارفان۔ امّا درحق مریدان صفات مذمومہ فانی نگردد لیکن لعب او فرو میرد" صـ۲۱

حضرت شیخ رضؓ فرماتے ہین کہ" انسان اپنی روحانی مدارج ومقامات کی ترقی کرتے کرتے روحانیان کی صفات تک پہونچ جاتا ہے یعنی ملائکہ وکرّو بیان کی صفتین اُسمین پیدا ہوجاتی ہین اور ویسے ہی افعال اُس سے سرزد ہونے لگتے ہین مثلاً دور ودراز کا سفر آن کی آن مین طے کرنا، سطح آب پر چلنا، نظرون سے غائب ہوجانا وغیرہ۔

آپ رضؓ فرماتے ہین" معجزہ اور کرامت مین ایک فرق یہ ہے کہ نبی پر معجزہ کا اظہار اور ادّعا ضروری ہے۔ اور ولی پر کرامت کا اخفاء واجب ہے مگر یہ کہ خدائے پاک اسکو ظاہر فرماوے شطحیاتِ اہل تصوف کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہین۔

اما الشطحیات المحکیۃ عن ابی یزید وغیرہ وذلک عند غلبۃ الحال وقوۃ السکر وغلبات الوجد فلا قبول لہا ولا مرد"، یعنی شطحیات جو حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ ورضی عنہم سے منقول ہین وہ غلبۂ حال اور غایت سکر ووجد کی باتین ہین۔ اسلیے نہ وہ قابل قبول ہین اور نہ لائق رد۔

حضرت شیخ رضؓ آداب نوم کے ذکر مین ارشاد فرماتے ہین کہ درویش کو حالت خواب مین بھی خدا سے غفلت نہ ہونی چاہیے" ویجتھد ان یکون نومہ للہ او باللہ ولا یکون نائماً عن اللہ" یعنے درویش کا یہ حال ہونا چاہیے کہ سو

از بہر تو ام زندہ و از بہر تو می میرم × و ز بہر تو می خوابم و از بہر تو می خیزم

عارف کامل کی شان اور عرفان اتم کا مقتضا یہ ہے کہ خواب و خور مین ہو یا طاعت و عبادت مین کسی وقت اور کسی حال مین اسکو ایک لحظہ بھی خدا سے غفلت نہین ہوتی۔

یان یاد غیر خرک ہے غفلت گناہ ہے + زاہد کی اور راہ مری اور راہ ہے

اور یہی اعلیٰ مرتبۂ ولایت ہے جیسا کہ خود حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہین "اعلی المقامات للولی علی الانفاس حتی لا یقع لہ نفس واحد فی غفلۃ عن اللہ "

یعنی ولایت کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ محاسبہ نفس و محافظت انفاس حاصل ہو جاے یہانتک کہ اسکی ایک سانس بھی خدا کی غفلت مین نہ نکلے۔

حضرت شیخ رض نے اس کتاب مین مسئلہ سماع و وجد و رقص پر بھی بحث کی ہے اور سماع کو اس کے آداب و شرائط (زمان و مکان و اخوان) ۱۲ کے ساتھ جائز و مباح قرار دیا ہے۔ اور بعض آیات قرآنیہ و اقوال سلف صالحین سے اسکی اباحت کو ثابت فرمایا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ ایسے اشعار جنمین معشوقون کے خط و خال و زلف و کاکل وغیرہ کا ذکر ہو۔ عوام کے لیے جو اہل دل اور صاحبان نفوس قدسیہ نہون۔ انکا سننا مکروہ ہے کیونکہ ایسے اشعار کے سننے سے انکی نفسانی خواہشون کے اور قوی ہونے اور فسق و فجور کے خیالات دل مین پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ہان اُن علماے ربانیین کے لیے کچھ مضائقہ نہین ہو سکتا جنکی بشریت مغلوب اور روحانیت غالب ریاضات و مجاہدات سے جنکا نفس مردہ اور جنکی خواہشات و خطوط نفسانی فانی ہو چکے ہین کیونکہ وہ اُن مقبول بندون مین ہین جنکے بارے مین ارشاد خداوندی ہے کہ۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ اور ایسے بزرگون کی شناخت یہ ہے کہ ان کے نزدیک مدح و قدح منع و عطا اور جفا و وفا سب برابر ہو۔

پھر فرماتے ہین کہ "بعض مشایخ کا قول ہے کہ سماع اہل حقائق و معارف کے لیے مستحب ہے اور اہل ورع و پرہیزگار کے لیے مباح اور اہل نفوس کے لیے (جو اپنے نفس کے بندے ہین) مکروہ ہے"

اسکے بعد آپ نے وجد و رقص و تواجد کا جو حالت سماع مین پیدا ہوتا ہے ذکر فرمایا۔ اور اسکے جواز و اثبات مین بھی دلیلین پیش کی ہین از انجملہ حضرت جعفر طیار رض کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے جملہ۔ اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي سن کر حالت وجد و طرب مین حجبل یعنے دَور کرنا بھی نقل فرمایا ہے جسکی روایت مسند امام احمد رح و دیگر کتب مین موجود ہے۔
پھر فرماتے ہین کہ سماع مین بعض کو خوف و خشیت حزن و اندوہ۔ اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ گریہ و بکا۔ آہ و نعرہ و فریاد و اضطراب کرتے ہین اور بعضون کو انبساط و استبشار و وجد پیدا ہوتا ہے جسکے باعث وہ رقص و طرب کرتے ہین۔
حضرت شیخ سماع مین وجد و خروش کی وجہ یہ بیان فرماتے ہین کہ کبھی سامع محبوب کا ذکر سن کر فرط شوق مین بے اختیار محبوب کی طرف جانا چاہتا ہے اور اسکی روح لقا و وصل محبوب کے لیے بیچین ہوتی ہے۔ لیکن کوئی راہ نہین پاتی اور اسلیے وہ بار بار اُچھلتا اور دوڑ کرتا ہے کبھی حالت سماع مین روح اور جسم مین کشاکشی پیدا ہوتی ہے کیونکہ روح عالم علوی کی سیر مین مشغول ہوتی اور قید جسم سے آزاد ہوکر ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کرنا چاہتی ہے۔ اور جسم اُسے اسفل کی طرف کھینچتا ہے۔ اِس وجہ سے اضطراب اور جوش و خروش وغیرہ طاری ہوتا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ سماع مین صرف کشادگیٔ دل یا بالیدگیٔ قلب پیدا ہونے کی وجہ سے سامع پر وجد و طرب اور جوش و خروش پیدا ہو۔ یہ تیسری صورت بھی غیر ممنوع ہے لیکن ایسے وجد و تواجد کے متعلق حضرت شیخ رض ارشاد فرماتے ہین "الا انها ليس من صفات المحققين۔ یعنے یہ محققین و کاملین کے صفات و اوصاف سے نہین ہے۔ بلکہ اس قسم کا وجد و طرب انکی شان کے شایان نہین ہے۔
آداب المریدین کے یہ چند اقتباسات مشتے نمونہ از خروارے نقل کیے گئے ہین۔ اسی طرح حضرت شیخ رض نے تمام مسائل تصوف و آداب طریقت کو بیان فرمایا ہے اور اہل تصوف کے اصطلاحات و اشارات و مقامات وغیرہ کی توضیح و تشریح فرمائی ہے۔ من شاء الاطلاع علیها فلیرجع الی اصل الکتاب

آپ مین حضرت شیخ رح کے بعض کلمات وارشادات اور

آپ کے چند ملفوظات

کتب تذکرہ وطبقات سے نقل کرتا ہون۔

فرماتے ہین،، اول التصوف[1] علم واوسطہ عمل واخرہ موھبۃ۔ فالعلم یکشف عن المراد والعمل یعین علی الطلب والموھبۃ تبلغ غایۃ الا مل،،

(ترجمہ) تصوف کی ابتداعلم سے ہے۔ اور اوسط اسکا عمل ہے اور انتہا اسکی موہبت (یعنے خدائے عزوجل کی دین ہے) تو علم مراد کو ظاہر اور مقصود کو منکشف کرتا ہے۔ اور عمل مطلوب کی طلب مین معاونت ومدد کرتا ہے اور موہبت الٰہی منتہائے کار اور اصل مقصود تک پہونچاتی ہے،،

فرمایا ،، اہل تصوف کے تین طبقے ہین مرید طالب ومتوسط سائر اور منتہی واصل۔ مُرید صاحب وقت ہوتا ہے اور متوسط صاحب حال ہوتا ہے اور منتہی صاحب یقین ہے۔ پس مرید کا کام مجاہدات وریاضات وقہر نفس وترک لذات واجتناب حظوظ نفسانی ہے اور متوسط طلب مراد مین سرگردان اور وصول الی المقصود مین کوشان ہوتا اور اپنے احوال مین صدق کی رعایت رکھتا۔ اور اپنے مقامات مین کمال ادب کا لحاظ واستعمال رکھتا اور وہ (متوسط) تلوین کے مقام مین ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیر وترقی کرتا رہتا ہے۔

اور منتہی مقام صحو وثبات مین ہوتا ہے اور دعوت حق کو لبیک کہتا رہتا ہے۔ وہ تمام مقامات کو طے کرکے تمکین کے مقام مین ہوتا ہے اسکے احوال کبھی متغیر نہین ہوتے اور اہوال وحوادث کا اسپر کوئی اثر نہین ہوتا اسکے نزدیک شدت وآسانی۔ منع وعطا اور وفا وجفا سب برابر و یکسان ہے۔ اسکی گرسنگی وآسودگی آرام وراحت، اور تکلیف واذیت جاگنا اور سونا خوا

[1] طبقات امام شعرانی جلد اول مشتا وبہجۃ الاسرار وقلاید وروضۃ الصالحین وعامہ کتب ۱۲

اور بیداری سب مساوی ہوتی ہے (اکلہ کجی عہ ولق مہ کسھر ۲)
اسکے حفوظ نفس بالکل فنا ہوجاتی اور صرف حقوق نفس باقی رہتے ہین۔ اسکا جسم ظاہری دنیا مین خلق کے ساتھ ہے۔ لیکن اُس کا باطن ہر لحظہ وآن حق کے ساتھ بسر ہوتا ہے۔"
اسکے بعد ارشاد فرماتے ہین، وکل ذالك منقول من احوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم، یعنی یہ تمام حالات ومقامات اہل تصوف کے خود رسول خدا اوران کے اصحاب کرام صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے احوال سے منقول اور ثابت ہین۔ (بہجۃ الاسرار صـ۲۳۴ و طبقات امام شعرانی جلد اول صـ۱۳۱ وغیرہما)
فرمایا" عارف اپنے دوستان واحباب کو اپنے خاص حظیرۃ القلب مین مشاہدہ کرتا ہے اورانکو اپنے آئینہ دل مین دیکھتا اور خانہ دل مین موجود پاتا ہے۔ جہان اغیار کا کوئی نام ونشان ہی نہین ہوتا۔ پس بظاہر اُنسے گو دوری ہو مگر حقیقۃً یہ دوری ونزدیکی اسکے نزدیک برابر ہے کیونکہ هُمْ مَعَهُ وَهُوَ مَعَهُمْ۔ اسکے احباب (ہردم) اسکے ساتھ ہین اور اسکو اُنکی معیت حاصل ہے" ان کلمات کے فرمانے کے بعد حضرت شیخ پر ایک عجیب جوش اور وجد طاری ہوگیا۔ اور آپ نے اُس وجد وخروش کے عالم مین برجستہ یہ اشعار کہے اور اُسے انشاد کے ساتھ بآواز بلند پڑھا ؎

یاسادۃ عمروا بقلبی مسکنا	یتعوضون بہ عن الجد ران
فتحملوا مادمتم سکانہ	فعمارۃ الاوطان بالسکان
وتعجبوا من شجو قلبی المبتلے	سبحان من عافاکم و بلانی

(روضۃ الصالحین صـ۳۲ ۔ وقلائد الجواہر صـ۱۲۵ وغیرہ)۔
حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ" اکثر فرماتے تھے کہ" ولدی من سلك طریقی واھتدی بھدایی" میری اولاد وفرزند وہ ہے جو میرے طریقہ پر چلے" اور میری روش پر رہے۔ (عوارف جلد اول صـ۷۵)

آپ (شیخ رض) اپنے اصحاب کو یہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ "مریدین و طالبین و فقراء سے کلام و گفتگو نہ کیا کرو مگر اپنے عمدہ و بہترین اوقات میں"۔ کیونکہ نور کلام بقدر نور قلب ہوتا ہے جسقدر قلبی حالت درست ہوگی۔ اسیقدر کلام اور بات چیت کا گہرا اور عمدہ اثر ہوگا۔ (عوارف صـ ۶۲)

حضرت شیخ الشیوخ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شیخ (الونجیب رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے "انا اکل وانا اصلی (کہ مین کھانا کھاتا رہتا ہون اور نماز مین مشغول رہتا ہون) یشیر الی حضور القلب فی الطعام" یعنی اس کلام سے حضرت رض کا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ کھانے مین بھی کامل حضور قلب رہتا ہے۔ (عوارف جلد ثانی صـ ۲۲ مطبوعہ مصر)

حضرت شیخ الشیوخ رض نے عوارف مین اسی طرح اور بھی حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہتیرے اقوال و ملفوظات و ارشادات وغیرہ نقل کیے ہین۔ صاحب روضۃ الصالحین فرماتے ہین، "وقد نقل عنہ ابن اخیہ الشیخ شہاب الدین فی کتابہ العوارف احوالا سنیۃ واطوارا علیۃ وذکر من کلماتہ ودقۃ نظرہ فی الطریق ما یدل کل عاقل من علو منزلتہ ورفیع مکانتہ (صـ ۳)

اگر شیخ رض کے تمام کلمات و ملفوظات مبارکہ جو کتابون مین منقول و مرقوم ہین جمع کیے جائین تو ایک دفتر عظیم طیار ہوجائے جو عجیب و غریب مجموعہ اسرار و حقایق و معارف ہو۔ صاحب بہجۃ الاسرار وغیرہ (صـ ۲۳۳ مین) لکھتے ہین "کلامہ فی الحقائق تسلیک المریدین و آداب الصادقین کثیر مشہور"۔ اب مین خزانہ جلالیہ سے ایک روایت نقل کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہون۔

"ایک شخص حضرت شیخ کے حضور مین گریہ کنان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مخدوما! ایام جوانی مین تو خیالات فاسدہ دل مین نہ آتے تھے۔ نہ کسی طرح کے خطرات پیدا ہوتے تھے۔ لیکن اب جبکہ عالم پیری ہے تو خطرات آتے اور خیالات فاسدہ پیدا ہوتے ہین" حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جوانی کا زمانہ پیغمبر خدا اور صحابہ و تابعین و سلف صالحین صلوات اللہ علی النبی و علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ سے زیادہ قریب تھا اور اسے قرب نبوت قرب حاصل تھا۔ اور یہ زمانہ فساد کا آگیا۔ اسی لیے خطرات و خیالات فاسدہ آتے ہین۔ (مناقب الاصفیا صـ ۹ از خزانہ جلالیہ)

آپ کی مرویات حدیث

حضرت ابوالنجیب رضؓ جسطرح فقاہت مین اعلے پایہ رکھتے اور فقیہ مشہور تھے (جیسا کہ علامہ ابن اثیر وغیرہ آپکو الفقیہ الصوفی لکھتے ہین) اسی طرح آپ بڑے محدث بھی تھے اور خود مُسنِد تھے۔ روایت حدیث مین سند عالی رکھتے تھے۔ حضرت شیخ الشیوخ رضؓ نے عوارف مین آپکی سند عالی سے بہتیری مرفوع و متصل احادیث روایت کی ہین۔ امام بخاری رحؒ سے صرف آپکو تین چار واسطے ہین۔ چنانچہ عوارف مین سبسے پہلی روایت آپ کی اس اسناد سے ہے" حدثنا شیخ الاسلام شیخنا ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد السہروردی املاءً من لفظہ فی شوال سنۃ ستین وخمسمائۃ قال انبأنا الشریف نورالھدی ابوطالب الحسین بن محمد الزینبی قال اخبرنا کریمۃ بنت احمد المروزیۃ المجاورۃ بمکۃ قال اخبرنا ابوالھیثم محمد بن مکی الکشمیھنی قال انبأنا ابوعبداللہ محمد بن یوسف الفربری قال اخبرنا ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل البخاری قال حدثنا ابوکریب الخ (عوارف مطبوعہ مصر جلد اول ص۳)۔

اس اسناد سے عوارف مین متعدد روایتین ہین۔ اور عوارف کو ختم بھی امام بخاری ہی کی ایک حدیث پر کیا گیا ہے جو اسی سند سے ہے۔ کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ ابوالنجیب سہروردی۔ شریف نورالھدی سے روایت کرتے ہین اور وہ کریمہ مروزیہ (محدثہ عصر) اور وہ ابوالہیثم کشمیہنی سے اور وہ ابوعبداللہ فربری سے اور وہ امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری رحؒ سے۔

اسی طرح ترمذی ابوداؤد اور دارمی وغیرہم اصحاب سنن سے بھی آپکو چار واسطے ہین اور کتب صحاح و سنن مشہورہ کے علاوہ بھی آپ کی مرفوع متصل و مُرسَل وغیرہ روایتین بالاسناد العالی موجود ہین۔

نوٹ اس زمانہ مین تعلیم النسوان پر طرح طرح کے خیالات ظاہر کیے جاتے اور اسپر بحثین ہوتی رہتی ہین تعلیم النسوان کا کامل ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ گذشتہ اسلامی صدیون مین برابر بہتیری عالمہ فاضلہ محدثہ فقیہ واعظہ شاعرہ اور کاتبہ عورتین گذری ہین جنکا ذکر تاریخ و تذکرہ کی کتابون مین موجود ہے۔ اور انھین عالمہ عورتون مین پانچوین صدی کی ایک مشہور محدثہ و زاہدہ خاتون حضرت کریمہ مروزیہ بھی ہین جنکا نام نامی اسوقت ناظرین کے پیش نظر ہے جو حضرت شیخ ابوالنجیب رضؓ کے رواۃ حدیث شیوخ مین اور شیخ بیک واسطہ ان سے روایت کرتے ہین ۱۲

ذیل میں آپ کی دو تین روایت کردہ حدیثیں تیمناً و تبرکاً درج کی جاتی ہیں ''حدثنا شیخنا شیخ الاسلام ابو النجیب قال اخبرنا الحافظ ابو القاسم المستملی قال انا الشیخ العالم ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری قال انا ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی قال انا ابو سعید بن الاعرابی قال حدثنا جعفر بن عامر العسکری قال حدثنا الحسن بن عطیہ قال ثنا ابو عاتکہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم'' (عوارف ج ا ص)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ علم طلب کرو اگرچہ چین میں ہو کیونکہ ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہے۔

حدثنا شیخنا ابو النجیب السہروردی قال انا الرئیس ابو علی بن نبہان قال انا الحسن بن شاذان قال انا دعلج بن احمد قال انا ابو الحسن علی بن عبد العزیز البغوی قال انا ابو عبید القاسم بن سلام قال حدثنا حجاج عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن الحسن یرفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انزل من القرآن آیۃ الا ولہا ظہر وبطن ولکل حرف حد ولکل حد مطلع (عوارف جلد اول ص۱۳)۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اسکے ہر حرف کا ایک حد ہے اور ہر حد کے لیے ایک مطلع۔

اخبرنا شیخنا شیخ الاسلام ابو النجیب السہروردی اجازۃ قال انا الشیخ ابو منصور بن خیرون قال انا ابو محمد الحسن بن علی الجوہری اجازۃ قال انا محمد بن العباس بن زکریا قال انا ابو محمد یحییٰ بن محمد بن صاعد الاصفہانی قال حدثنا الحسین بن الحسن المروزی قال انا عبد اللہ بن المبارک قال انا المعتمر بن سلیمان قال انا حمید الطویل عن انس بن مالک قال جاء رجل الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی قیام الساعۃ فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الصلوٰۃ فلما قضی الصلوٰۃ قال این السائل

عن الساعة فقال الرجل انا یا رسول اللہ قال ما اعددت لها قال ما اعددت لها کثیر صلاۃ و لا صیام او قال ما اعددت لها کبیر عمل الا انی احب اللہ و رسوله فقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام المرأ مع من احب و انت مع من احببت۔ قال انس ما رأیت المسلمین فرحوا بشئ بعد الاسلام فرحهم بهذا" (عوارف جلد اول ص ۳۶)۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب ہے۔ حضرت ؐ نے اُسوقت جواب نہ دیا اور نماز مین مشغول ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہونے پر حضورؐ نے فرمایا سائل کہان ہے۔ وہ حاضر ہوا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ تو نے قیامت کے لیے کیا سازوسامان مہیا کر رکھے ہین جو وقت و ساعت دریافت کرتا ہے۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ تو مین نے (فرائض و واجبات کے علاوہ) بہت نمازین پڑھی ہین اور نہ کثرت سے روزے رکھے ہین" یا یون کہا کہ مین نے قیامت کے لیے کوئی بڑا عمل و فعل مہیا نہین کیا ہے۔ لیکن مین خدا۔ اور خدا کے رسول کی محبت رکھتا ہون۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے" یا فرمایا کہ تو (بروز قیامت) اُسی کے ساتھ اور اسی کے زمرہ مین ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے" اس روایت کے بعد حضرت انس فرماتے ہین کہ یہ مژدۂ روح افزا معیت محبوب بروز حشر، سُن کر تمام مسلمان اُسدن اسقدر خوش اور شادان و فرحان ہوے کہ اسقدر خوشی و مسرت اس سے پہلے انکو کبھی نہ حاصل ہوئی تھی۔

اخبرنا شیخنا ضیاء الدین ابو النجیب اجازۃ قال اخبرنا ابو منصور محمد بن عبد الملک بن خیرون اجازۃ قال انا ابو محمد الحسن بن علی الجوهری اجازۃ قال انا ابو عمر محمد بن العباس قال حدثنا ابو محمد یحیی بن محمد بن صاعد قال حدثنا الحسین بن الحسن المروزی قال ثنا عبد اللہ بن المبارک قال ثنا ابو معاویۃ الضریر قال ثنا الحجاج عن مکحول قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم من اخلص للہ تعالیٰ العبادۃ

اربعین یوما ظهرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ" (صفحہ ۱۲۰ جلد اول)
(مکحول سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک خالصاً و مخلصاً لوجہ اللہ محض عبادت الٰہی مین بسر کرے (چلہ و اربعین مین بیٹھے) تو ینابیع حکمت اسکے قلب سے اسکے زبان پر جاری ہوجائینگے)۔

اخبرنا شیخنا قال انا ابو منصور محمد بن عبد الملک بن خیرون۔ قال انا ابو محمد الحسن بن علی الجوھری اجازۃ قال انا ابو عمر و محمد بن العباس قال انا ابو محمد یحیی بن صاعد قال ثنا الحسین بن حسن المروزی قال ثنا عبد اللہ بن المبارک ثنا ابن الھیثم بن جمیل

نوٹ ۵ یہ حدیث ہمارے حضرات صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اربعین و خلوات کی بہترین دلیل ہے اور اسی لیے حضرت شیخ الشیوخ رضہ نے عوارف کے باب ۲۷ ذکر اربعین مین اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت ابو النجیب کے طریق کے علاوہ مرسلاً اور مرفوعاً ہر طرح سے مروی ہے۔ چنانچہ حضرت قبلۂ عالم جناب والا مد اللہ تعالیٰ ظلہ العالی اپنی ایک تصنیف شریف مسمّٰی بہ نصرۃ الصوفیۃ (قلمی) مین ارشاد فرماتے ہین کہ۔ "یہ حدیث مختلف طرق سے وارد ہے مصنف ابن ابی شیبہ۔ مین مرسل مروی ہے۔ قال ابن ابی شیبۃ اخبرنا ابو خالد الاحمر عن حجاج ای ابن ابی ارطاۃ عن مکحول قال بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما اخلص عبد اربعین صباحاً الا ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ" اور امام احمد نے بھی کتاب الزہد مین مکحول سے مرسلاً باین لفظ روایت کی ہے۔ "من اخلص للہ اربعین یوما تفجرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ"۔ اور ابو نعیم اصفہانی نے اس حدیث کو حضرت ابو ایوب رضہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور بعضون نے حضرت انس رضہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن مقاصد حسنہ وغیرہ مین روایت ابو نعیم کو ضعیف لکھا ہے۔ اور ابن جوزی نے کمال تشدد سے اسکو موضوع بھی کہدیا۔ اور علامہ سیوطی نے۔ در منثورہ مین روایت امام احمد رحہ کو بھی مرفوعاً ابو ایوب رضہ سے ذکر کیا ہے۔ اور اسکی صحت و ضعف کا کچھ ذکر نہ فرمایا اور موضوعات مجمع البحار مین ہے من اخلص للہ اربعین یوما ظھرت الخ سندہ ضعیف ولہ شاھد۔ غرض سب روایتون کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً حسن ہے اور مرسلاً صحیح ہے انتھی بلفظہ الشریف مد اللہ تعالیٰ ظلہ العالی ۱۲ احسن

انا محمد بن سلیمان عن عبد اللہ بن بریدۃ قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من سفر فبدأ بفاطمۃ رضی اللہ عنہا فرأها قد احدثت فی البیت ستراً و زوائد فلما رأی ذلك رجع ولم یدخل ثم جلس فجعل ینکت فی الارض ویقول مالی وللدنیا مالی وللدنیا - فرأت فاطمۃ ابنتہ انما جعل من اجل ذالك الستر فاخذت الستر والزوائد وارسلت بهما مع بلال - وقالت لہ اذهب الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقل لہ قد تصدقت بہ فضعہ حیث شئت فاتی بلال الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال قالت فاطمۃ قد تصدقت بہ فضعہ حیث شئت فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بابی وامی قد فعلت بابی وامی قد فعلت اذهب فبعہ"

حضرت عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ سفر سے واپس تشریف لاے تو (حسب معمول) سب سے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیگئے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ سیدہ رضؓ کے دروازہ پر پردے لگے ہوے ہین اور ہاتھون مین زیور ہین۔ آپ وہان سے واپس ہو گئے۔ اور باہر (اپنے حجرہ - یا مسجد شریف مین) جلوہ افروز ہوے اور فرماتے جاتے تھے۔ افسوس مجھ سے دنیا کیونکر لپٹی اور میرے گھر دنیا کیونکر آئی۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ناگواری خاطر شریف کا حال معلوم ہوا۔ اسی وقت حضرت بلال رضؓ کے ذریعہ سے وہ پردے اور زیور اوتار کر حضور رضؓ کے پاس بھجوا دیے اور عرض کیا کہ یہ بالکل خدا کی راہ مین صدقہ ہے حضور رضؓ اسکو راہ خدا مین خرچ کر دین" حضرت بلال رضؓ نے یہ سفارت پوری طرح انجام دی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی خوش ہوے اور فرمانے لگے۔ اے فاطمہ! میرے مان باپ تجھ پر قربان تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ اے میری لخت جگر فاطمہ! تو نے خوب کیا پھر حضرت بلال رضؓ کو حکم فرمایا کہ اسکو بازار مین لے جا کر بیچ لائین۔

حضرت شیخ رضؓ

اور

مسئلہ وحدت وجود

حضرت شیخ اُس زمانہ کے لوگون مین ہین جبکہ عقیدۂ "وحدۃ الوجود" صوفیہ کرام کے یہان محض ایک وجدانی کیف اور ایک قلبی و عرفانی مسئلہ تھا۔ نہ قالی و لسانی۔ اور اگرچہ متقدمین مین بعض بعض بزرگون نے غلبۂ وجد و حال مین اس پر لب کشائی کی۔ اور اسرار توحید بیہ برملا بول گئے۔ مگر عموماً صوفیہ کرام اور خصوصاً حضرت غوث الثقلین ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلی و حضرت قطب الطائفتین ابو نجیب ضیاء الدین عبد القاہر السہروردی رضی اللہ عنہما کی روش اس مسئلہ مین بالکل سکوت وصموت و خموشی کی تھی۔ یہان حال کے سوا قال کچھ بھی نہ تھا۔ اول اس قفل کے توڑنے والے اور اس باب کو مفتوح اور اس مسئلہ کی تمہید و تہذیب کرنے والے حضرت بحر الحقایق امام الموحدین ہمام المحققین شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہ ہین (جو حضرت شیخ ابو نجیب کے طبقہ کے بعد اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے معاصر تھے) اس لیے حضرت شیخ ابو نجیب کا کوئی قولِ صریح مسئلہ وحدت وجود یا وحدت شہود کے بارے مین پیش نہین کیا جا سکتا۔ لیکن واضح رہے کہ حضرت شیخ کے بعد حضرت کے سلسلہ کے جتنے اکابر گذرے ہین وہ سب وحدتِ وجود کا مسلک رکھتے تھے۔ سوائے حضرت علاء الدولہ سمنانی کے کہ وہ سلسلۂ نجیبیہ کے تمام مشائخ سے اس مسئلہ مین علٰحدہ ہو کر وحدت شہود کے قائل ہو گئے ہین ورنہ دیگر قریباً تمام حضرات عام ازین کہ وہ سہروردی نجیبی ہون یا کبروی و فردوسی نجیبی ہون وجودی ہین اور وحدۃ الوجود کا اعتقاد رکھتے ہین۔ خصوصاً حضرت مولانا فخر الدین عراقی و امیر حسینی سادات و حضرت فرید الدین عطار و حضرت مولانائے مغربی و حضرت شمس تبریز، و حضرت مولانائے رومی، و حضرت سعید الدین فرغانی، و حضرت مُلّا عبد الرزاق کاشی، وغیرہم ائمہ موحدین۔ اور حضرت شیخ اکبر کے پورے تبیع و ہم مذاق، اور

اسرار وحقایق ومعارف توحیدی کے صاف صاف کہنے والے گذرے ہین (جیسا کہ ان حضرات کی تصنیفات وتالیفات سے ظاہر ہے) لیکن اس مقام پر مجھے یہ عرض کردینا نہایت ضروری ہے کہ بعض صوفیہ کرام مثل حضرت علاء الدولہ سمنانی وغیرہ کے یا متاخرین مین امام ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی۔ جو توحید شہودی کے قائل ہین۔ ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ وحدت وجود (یعنی ایک وجود) کے منکر اور علماے ظواہر متکلمین وغیرہم کے ہمخیال ہین۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہین۔ کیونکہ متکلمین تعدد وجود کے قائل ہین۔ یعنی الگ الگ دو مستقل وجود (وجود واجب ووجود ممکن) سمجھتے ہین۔ اور صوفیہ کے نزدیک باتفاق تعدد وجود (دو وجود مستقل) گویا شرک ہے۔ بلکہ صوفیہ کرام باسرہم ایک ہی وجود کے قائل ہین۔ وجودی ہون یا شہودی فرق وحدت وجود اور وحدت شہود مین صرف اسقدر ہے کہ شہودیون کے نزدیک عالم اس ذات بحت اور وجود مطلق کے عکوس وا ظلال ہین اور اسماء وصفات کے پرتو وتجلیات۔ جیسے آفتاب اور اسکا سایہ وظل وعکس۔ ؎ کہ جہان پرتوست از رخ دوست + جملۂ کائنات مظہر اوست + اور وجودیون کے نزدیک عالم اُسی ایک وجود کے کمون کا بروز اور بطون کا ظہور ہے۔ اور اسی ایک ذات کے سب مظاہر مختلفہ ہین باعتبارات شتّٰی ع

؎	البحر بحر علی ما کان فی قدم	ان الحوادث امواج وانہار
	کہ بچشمان دل مبین جز دوست	ہرچہ بینی بدان کہ مظہر اوست

حقیقت سب کی ایک ہے اور تعینات وتشخصات واعتبارات کا فرق وتغایر ہے ؎

یک آفتاب کرد ز چندین افق طلوع	یک سر ز صد ہزار گریبان برآمد

الغرض اہل شہود اور اہل وجود دونون کے نزدیک اصل وجود حقیقی ایک ہی ہے۔ اور عالم کو عکوس واظلال مانا جاے۔ یا مظاہر ذات۔ مگر بہرصورت الگ سے کوئی دوسرا وجود مستقل نہین ہے

؎ چنانچہ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری البہاری قدس سرہ فرماتے ہین "نزدیک اہل وحدت اثبات دو موجود شرک است۔ چنانکہ در شرع اثبات دو معبود" (شرح اداب المریدین صـ۱۹) ۱۲

اہل شہود یوں کہتے ہیں ؎

معنیٔ حُسنِ تو در صورت جان می بینم	عکس رخسار تو در جام جہان می بینم
دفتر حُسن بتان را بنظر مے آرم	از تو در ہر ورقے نام و نشان می بینم

اور اہل وجود کا یہ کلام ہے ؎

ز دریا موج گوناگون بر آمد	ز بے چونی برنگ چون بر آمد
چہ یار آمد تہ خلوت خانہ بیرون	بہان نقش درون بیرون آمد
گہے در کسوتِ لیلی فرو شد	گہے در صورت مجنون بر آمد

بہرحال اتنا ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ زبانی قیل وقال کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ وجدانیات سے ہے اور ذوق و کشف و شہود سے تعلق رکھتا ہے۔ ہرچند کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی وغیرہ نے اسکی تمہید و تقریر فرما کر عقلی و نقلی دلائل سے مدلل و مبرہن فرمایا ہے۔ مگر پھر بھی وہ ہم عام لوگوں کے فہم سے بالا تر ہیں۔ اور عقلی دلائل کے ذریعہ سے عام عقول متوسطہ اس کے فہم و ادراک سے قاصر ہیں ہاں اسکو صحیح طور پر وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں جو ارباب اذواق و مواجید ہیں۔ ورنہ دلائل عقلیہ سے جو اس مسئلہ کو سمجھنا یا سمجھانا چاہتے ہیں وہ کلی طبعی وغیرہ کی مثال میں آکر اکثر اتحاد و زندقہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ لسانی طور پر کوئی تقریر اور نہ کوئی دلیل خدشہ سے خالی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی تمثیل صحیح ہو سکتی ہے (اور کیونکر صحیح ہو جبکہ اسکی شان ہے لیس کمثلہ شیٔ) اسی لیے اسکے متعلق ھذا طور وراء طور العقل المتوسط" کہا گیا ہے" اور حضرات صوفیہ صافیہ کا مدار اس مسئلہ میں ذوق و وجدان اور کشف و شہود پر ہے کہ (شرح رسالہ للملا حسن صہ ۱۹) "لنا فی ذلک مشاہدات و مکاشفات (جامیؒ)"

آخر میں ہم حضرت جامی کی ایک غزل پر اس بحث کا خاتمہ کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ صوفیوں کا اصل مسلک وحدۃ الوجود میں کیا ہے! اور انکے عقیدہ و عقلی قاعدے سے کسقدر فرق اور بون بعید ہے۔ فرماتے ہیں۔ (غزل)

آن کان حسن بود نہ بود از جہان نشان	الان ان عرفت علی ما علیہ کان

ؔ نوٹ ضروری بعض کوتاہ فہموں نے اپنی ناسمجھی سے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صوفیہ وجودیہ ذات واجب الوجود کو مثل کلی

اعداد کون و کثرت صورت نمایش است
فالکل واحد یتجلی بکل شان

نور است محض کردہ باوصاف خود ظهور
تا ہم تنوعات ظہورش بود جہان

ہر چند در نہان و عیان نیست غیر او
فی حد ذاتہ نہ نہان است و نے عیان

فایض بود بجود بر اعیان جن و انس
ساری بود ز لطف در اطوار جسم و جان

دانا بہر بصیرت و بینا بہر بصر
گویا بہر زبان و توانا بہر توان

جامی کشیدہ دار زبان را کہ سر عشق
رمزیست کش مگوے حدیثے ست کش مخوان

حضرت جامی رہ کا یہ مقطع بھی قابل غور ہے کہ سب کچھ کہنے سننے کے بعد آخر مین یہی کہکر چپ ہو رہتے ہین کہ یہ ایک ایسے رموز و اسرار کی باتین ہین جنکے بارے مین سکوت ہی بہتر ہے۔ اور لب کشائی ٹھیک نہین۔ اب ہین سے سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ باوجود اہل عرفان اتم و صاحب کشف و شہود ہونے کے "زبان را کشیدہ دار" فرماتے ہین۔ تو پھر وہ حضرات جنکو مشاہدات و مکاشفات کی ہوا بھی نہین لگی ہو۔ نہ ذوق و وجدان صحیح ہو۔ اُن کا اس نازک مسئلہ مین زبانی قیل و قال کرنا اور کلمات توحید یہ برملا بولنا۔ یا ہمہ اوست کے نعرے لگانا۔ کہانتک راست و درست ہو سکتا ہے بلکہ ایسے لوگون کو ہمارے حضرات ہمیشہ بُرا سمجھتے آئے۔ اور انھین نصیحت کرتے رہے ہین اور قال چھوڑ کر حال پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے ہین۔ جیسا کہ حضرت جامی کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۷ متعلق سطر ۲۰

طبیعی کے اور جملہ کائنات کو مثل اُسکے اشخاص و افراد کے مانتے ہین۔ اور اسی خیال فاسد کی بنا پر وہ ہمارے حضرات پر طرح طرح کے الزامات قائم کرتے ہین۔ حالانکہ یہ محض اُنکی سمجھ کا قصور ہے ورنہ معاذ اللہ صوفیہ کا ہرگز ایسا عقیدہ نہین ہے اسلیے کہ کلی طبیعی کا خارج مین علیحدہ سے کوئی وجود نہین مانا جاتا بلکہ اسکا وجود افراد کے ضمن مین ہے۔ **والتحقیق ان وجود الکلی الطبیعی بمعنی وجود اشخاصہ** (تہذیب) اور حاشا و کلا کہ صوفیہ وجود باری کو اس طور پر خیال کرتے ہون کیونکہ یہ محض الحاد و زندقہ ہے۔ بلکہ وہ لوگ ذات بحت حضرت احدیت کیلیے مرتبہ اطلاق مین سب سے علیحدہ ایک وجود مستقل ثابت کرتے۔ اور اسکو موجود حقیقی فی الخارج تسلیم کرتے ہین۔ اور باوجود اس کثرت تنوعات و تطورات کے اسکی ذات کی بہ نسبت (لا بشرط شئے کے مرتبہ مین) **الآن کما کان** کا اعتقاد رکھتے ہین جیسا کہ حضرت جامی اس مصرع مین فرماتے ہین کہ "والآن ان عرفت علی ما علیہ کان" ۱۲ حسن

یہ رباعی ہے۔

از ساحتِ دل غبارِ کثرت رفتن	خوشتر کہ بہرزہ دُر وحدت سُفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدا ست	واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

نہیں جانتے ہم وجود و شہود
یہ باتیں ہیں دو اور خدا ایک ہے

(یہ آخری شعر جناب مکرمی نواب سید نور الحسن خانصاحب کا ہے اور کیا خوب فرمایا ہے)

کرامات شیخ رضہ

حضرت شیخ **ابوالنجیب** رضہ کا یہ تذکرہ ناقص اور غیر مکمل رہیگا۔ اگر میں آپ کی کرامات وتصرفات کا ذکر نہ کرونگا۔ بلکہ میرے نزدیک دیانت اور انصاف کے خلاف ہوگا اگر اس حصہ کو نظرانداز کردیا جائے اگرچہ اس زمانہ میں نئی روشنی کے بہتیرے مادہ پرست حضرات اپنی کوتاہ فہمی سے خرق عادت کو قانون فطرت کے خلاف سمجھکر اسکے وقوع سے انکار کرتے ہیں۔ اور کرامات وتصرفات اولیاء اللہ کی کوئی وقعت و اصلیت انکی دماغ میں نہیں ہوتی بلکہ ایسے روایات واقعات کو حقارت وانکار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا اُسمیں مادی اسباب قائم کرکے کسی مادی سبب کا اثر ثابت کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں اور افسوس ہے کہ اسی اثر سے متاثر ہوکر موجودہ زمانہ کے بعض محترم ارباب قلم اور تذکرہ نویسوں نے بھی بزرگان اسلام اور ہمارے روحانی پیشواؤں کی سیرت وسوانح لکھتے ہوئے اس حصے کو بالکل نظرانداز کردیا اور انکی کرامتوں اور روحانی طاقتوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

لیکن میں اس کراماتی حصے کو ہرگز حذف نہیں کرسکتا۔ ہمیں منکروں کا کوئی خوف نہیں ہے ہاں ہم روحانیت کے قائل ہیں۔ بے شک ہم بزرگوں اور درویشوں کی روحانی طاقتوں اور باطنی فیوض وتاثیرات کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور **کرامات الاولیاء حق** کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ فلسفۂ اسلام میں قطعی طور پر ثابت ومحقق ہوچکا ہے۔ خود قرآن مجید نے ہمیں کرامات الاولیاء کے واقعات بتلائے ہیں دیکھو حضرت سیدہ مریمؑ کا قصہ اور حضرت زکریاؑ کا مریمؑ کے پاس

بے موسم کے میوے موجود پانا۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۝ اور پڑھو حضرت سلیمانؑ کے قصہ مین ایک بزرگ کا بلقیس کے تخت کو چشم زدن مین لے آنا " قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ وغیرہ آیات کریمہ)۔ غرض جسطرح مذہبی طور پر معجزات انبیاءؑ ثابت ہے اسی طرح کرامات اولیاء بھی ہر طرح سے ثابت ہے۔ لیکن ہم اسپر کوئی مذہبی بحث کرنا نہین چاہتے۔ بلکہ خدائے پاک کے ہزار شکر کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہین کہ بحمد اللہ آج وہ یورپ جسکی مادہ پرستی اور اعلیٰ درجہ کی سائنس دانی کے زہریلے اثر نے بہتر سے مسلمانون کو انکے پاک اور صاف مذہبی معتقدات سے مشتبہ و بدگمان کردیا ہے۔ وہ نہایت زور کے ساتھ روحانیات کا قائل ہوتا جاتا ہے۔ بڑے بڑے یورپین محققین و فلاسفر اپنی مجموعی قوت سے مدتون کی تحقیقات کے بعد وہ اب عجائبات روح اور اسکے تصرفات خرق عادات اور روحانی طاقتون اور روحانی فیضان و تاثیرات کا اقرار کرتے ہین۔ جنکے اقوال و خیالات اس بارے مین بارہا رسالون اور اخبارون مین شایع ہوے اور آئے دن شائع ہوتے رہتے ہین۔ آج مسمریزم کے تجربون نے دنیا پر اچھی طرح ثابت کردیا کہ جسم اور مادہ کے علاوہ بھی انسان مین قدرت کی طرف سے۔ ایک عجیب و غریب قوت و طاقت ودیعت فرمائی گئی ہے جس سے ایسے تعجب خیز افعال جو خرق عادت کہے جاسکتے ہین صادر ہوسکتے ہین۔ چنانچہ ایک انسان جو مسمریزم کا عامل محض اپنی قوت نظر، قوت خیال۔ یا قلبی تاثیر کے ذریعہ سے لوگون کو متاثر بلکہ بے ہوش کرسکتا اور اُس سے اپنی خواہش کے مطابق افعال سرزد کراسکتا ہے۔

مسمریزم کے یہ ظاہری کرشمے ہمارے مذہبی اعتقاد "معجزہ و کرامت" کو اور پختہ و مستحکم کرتے اور کرامات اولیاء کا ہمین کامل یقین دلاتے ہین۔ کیونکہ جب ایک معمولی انسان مسمریزم کے عمل اور محنت و ریاضت کے ذریعہ سے، اپنی نظر، اپنے خیال اور اپنی روح مین ایسی قوت و تاثیر پیدا کرسکتا ہے کہ اس سے افعال عجیبہ سرزد ہون تو پھر ہمارے قدسی صفات بزرگان دین کی پاک روحانیت کی

زبردست تاثیر اور انکی اعلیٰ درجہ کی باطنی قوت و طاقت سے کیونکر اور کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے ہرگز نہین بلکہ نقلاً اور عقلاً ہر طرح سے اولیاء اللہ کے کرامات و تصرفات ثابت ہین جن سے انکار کرنا سوائے الحاد و زندقہ کے اور کچھ نہین ہو سکتا۔

بہر حال اس تذکرہ مین حضرت شیخ قدس سرہ کے تصرفات و کرامات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے شیخ رضہ کے بہ نسبت عامۂ کتب تذکرہ مین ہے "له كرامات كثيرة" کرامات و خوارق عادات بسیار داشت"، صاحب الكشف الظاهر والكرامات الخارقة" وغیرہ۔ مین آپ رضہ کے صرف چند تصرفات اور کرامتون کا ذکر کرتا ہون۔

ایک دفعہ تین یہودی اور تین نصرانی (جھ مخالفین اسلام غالباً بحث و مباحثہ و اعتراض وغیرہ کی نیت سے یا اور کسی خیال سے) حضرت شیخ کی مجلس مین آئے شیخ رضہ نے ان لوگون کو دین برحق کی ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کی۔ ان لوگون نے سخت انکار کیا۔ اور اسلام کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا پھر حضرت رضہ نے انکی دودھ سے دعوت کی اور ایک ایک گھونٹ ہر ایک کو پلایا۔ دودھ ان لوگون کے حلق سے پوری طرح فرو بھی ہونے پایا تھا کہ نور اسلام ان لوگون کے دلون مین پیدا ہوگیا اور وہ چھ یہود و نصارے فوراً بصدق دل مشرف بہ اسلام ہوگئے اور کہنے لگے کہ دودھ کا وہ گھونٹ پیتے ہی ہمارے دلون کا عجب حال تھا۔ دین اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب ہمارے سینون سے مٹ گئے۔ اور اسلام کی حقانیت ہم پر منکشف ہوگئی۔ حضرت رضہ نے فرمایا بخدا تم لوگون نے اسلام قبول نہین کیا۔ جب تک تمھارے شیاطین ہمارے ہاتھ پر مسلمان نہ ہو لیے۔ اور مین نے تم لوگون کو خدا سے اپنے لیے مانگ لیا۔ اور اس نے تمھین میرے لیے بخشدیا" اسکے بعد حضرت رضہ نے اپنا دست مبارک انکی آنکھون پر پھیر دیا اُسی وقت ان لوگون کی چشم بصیرت بینا ہوگئی۔ اور انکشافات تام حاصل ہو گیا۔ پھر وہ لوگ حضرت رضہ کی خدمت مبارک سے رخصت ہو کر اپنی قوم اور اپنے اقربا مین جاکر اسلام کی دعوت و منادی مین مصروف ہوئے (بہجۃ الاسرار ص ۲۳ و قلائد الجواہر و مناقب الاصفیاء ص ۔۔۔ وعامۂ کتب)۔

ایکم تبہ آپ رضؓ اپنے بعض مریدین و خلفاء کے ساتھ بغداد کے پل پر تشریف لیجا رہے تھے کہ نظر مبارک ایک شخص پر پڑی جو اپنے ساتھ بہت سے فواکہات (پھل پھلیریان) لیئے جاتا تھا حضرت نے اپنے خلیفہ اجل شیخ عبداللہ بن مطر رومی سے فرمایا کہ "اس شخص سے کہو کہ یہ فواکہات ہمارے ہاتھ بیچ ڈالے" شیخ ابن مطر رومی نے حسب الارشاد اس کے قریب جاکر حضرت شیخ رضؓ کا پیام پہونچایا اُس شخص نے انکار کیا اور تیور بدل کر بولا "مین بیچنے کیون لگا" حضرت رضؓ نے فرمایا اس لیے کہ فواکہات مجھ سے فریاد کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ للہ مجھے اس شخص کے قبضے سے چھوڑائیے کیونکہ اسنے مجھے اس غرض سے خرید کیا ہے تاکہ محکر شراب کا نقل بنائے اور میرے ذریعہ سے خوب شراب پیے" حضرت رضؓ کا یہ کلام سُن کر اس شخص کے ہوش جاتے رہے۔ بیخود ہو کر گر پڑا جب ہوش مین آیا تو فی الفور حضرت رضؓ کے قدمون پر سر رکھ دیا اور دست حق پرست پر توبہ کی۔ اور کہا "بخدائے لایزال۔ میرے اس ارادے کو خدا کے سوا کوئی بھی نہ جانتا تھا جسکی حضرت شیخ رضؓ نے خبر دی" (روضۃ الصالحین صـــ و بہجۃ الاسرار و قلائد وغیرہ)۔

حضرت شیخ عبداللہ بن مطر رومی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوالنجیب رضؓ کرخ (محلہ بغداد) کی طرف تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ تھا۔ کہ ایک مکان کے اندر سے شرابیون کے شور و غل کی آواز اور شراب کی سخت بدبو آرہی تھی۔ حضرت شیخ نے مکان کی دہلیز مین جاکر دو رکعت نماز پڑھی حضرت رضؓ ابھی اس مقام سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ جتنے فساق اس مکان کے اندر موجود تھے سب نے حضرت رضؓ کے دست مبارک پر توبہ و بیعت کی اور اتقیا و ابرار بن گئے۔[۱]

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت رضؓ بازار تشریف لے گئے۔ ایک قصاب کی دوکان پر ایک گوسفند جس کی کھال جدا کردی گئی تھی۔ آویختہ نظر آیا حضرت رضؓ نے اس قصاب سے مخاطب ہو کر فرمایا "یہ گوسفند مجھے خبر دیتا ہے کہ مین مردار ہون" قصاب یہ سن کر بیہوش ہوگیا۔ پھر جب ہوش مین آیا تو اُس نے شیخ رضؓ کے قول کی تصدیق کر کے حضرت رضؓ کے دست مبارک پر توبہ کی۔

---

[۱] مناقب الاصفیاء مشہ و قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار وغیرہ ۱۲

(نفحات ملا جامی ص۲۷۹ مطبوعہ کلکتہ و مناقب الاصفیاء ص۵۸ و بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر وغیرہ وغیرہ)۔ صاحب سفینۃ الاولیاء شیخ رضؓ کی اس کرامت کا ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ "اظہار کرامت شیخ را درین محل ضرور بود۔ دران دو حکمت است یکے آنکہ گوشت غیر حلال جمعے از مسلمانان نخورند و دیگر اینکہ ساعت توفیق توبہ قصاب نیز رسیدہ بود (ص۱۳۱) اور حقیقت امر یہ ہے کہ اولیاء اللہ خود سے اظہار کرامت و تصرف ہرگز نہیں کرتے بلکہ وہ ایسے مواقع پر اظہار کرامت کے لیے خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت رضؓ کی خدمت میں ایک گوسالہ لایا اور عرض کیا "یا سیدی! یہ گوسالہ میں نے حضور کے لیے نذر کیا ہے۔" جب وہ چلا گیا تو حضرت شیخ رضؓ نے فرمایا "یہ گوسالہ مجھ سے کہتا ہے کہ "میں وہ گوسالہ نہیں ہوں جسے اس شخص نے حضور کے لیے نذر کیا تھا۔ وہ گوسالہ دوسرا ہے۔ اور مجھے حضرت شیخ علی ہیتی کے لیے نذر کیا گیا ہے" چنانچہ تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ شخص ایک دوسرا گوسالہ ساتھ لیے ہوئے آیا۔ اور عرض کرنے لگا کہ "حضور! مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضور کے لیے جو گوسالہ نذر کیا گیا ہے وہ یہ ہے اور وہ حضرت شیخ علی ہیتی کے لیے ہے" (بہجۃ الاسرار ص۲۳ و مناقب الاصفیاء ص۵۸ وغیرہ)۔

شیخ محمد و تری الرفاعی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ محمد بن ابی البرکات شرف الدین عباسی الواسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے تھے کہ میں جب بغداد پہونچا تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ زندہ بزرگوں کی ملاقات، مردہ بزرگوں کی زیارت مزارات سے مقدم رکھنا چاہیے"۔

یہ دل میں سوچکر سب سے پہلے شیخ ضیاء الدین عبد القاہر سہروردی کی جو شیخ وقت تھے زیارت و ملاقات کو حاضر ہوا۔ حضرت رضؓ نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا "شریف! اگر تم اُن بزرگوں کی زیارت کو سب پر مقدم کرتے جو بساط حضور پر جلوہ افروز ہیں۔ اور نظام

قبر میں آرام فرماتے ہیں تو زیادہ مناسب تھا مجھے حضرت رضہ کے اس انکشاف تام پر تعجب ہوا اور آپ رضہ کی ہیبت اور وحشت عظیم مجھ پر طاری ہو گئی۔ (روضۃ الصالحین صـ۱۲۲)۔

بزرگان دین کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ خدائی ہیبت وجلالت اُنکی صورت پر اسقدر ظاہر ونمایاں ہوتی ہے جو معمولی انسانی قوت وہیبت سے بدرجہا بالاتر ہے۔

حضرت سیدی ابوالنجیب رضہ انھیں بزرگوں میں سے تھے۔ آپ رضہ کی ہیبت وجلالت سے ہر عام وخاص غایت متاثر ومرعوب ہوتے تھے۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب سہروردی بیان فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں سخت بخار میں مبتلا ہوتا تھا۔ اور پسینہ آنے کی آرزو کرتا تھا تاکہ بخار میں کمی واقع ہو مگر پسینہ کسی طرح نہ آتا تھا۔ لیکن جب حضرت عم محترم وشیخ ومرشد معظم (شیخ ابوالنجیب رضہ) بنظر عیادت تشریف لاتے تھے تو حضرت رضہ کی ہیبت وعظمت اور رعب وجلالت کی وجہ سے میں اسقدر عرق عرق ہو جاتا تھا۔ کہ پسینہ سے تمام جسم تر ہو جاتا تھا۔ اور شیخ کے قدوم میمنت لزوم کی یہ برکت وکرامت ظاہر ہوتی تھی کہ بخار دور ہو کر مجھے صحت وشفا حاصل ہو جاتی تھی (عوارف جلد ۲ صـ۱۹)

اسی طرح حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور بھی بہتیرے کرامات وتصرفات ہیں جو مرآۃ الجنان امام یافعی رحمہ اللہ وبہجۃ الاسرار ومناقب الاصفیاء وقلائد الجواہر اور ان کے سوا اور بھی کتب معتبرہ میں مروی ومرقوم ہیں۔

وفات

حضرت شیخ الاسلام سیدی ضیاءالدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۶۳ھ[1] میں جبکہ حضور رضؓ کا سن شریف ہشتر یا تہتر سال کا تھا داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور سترھوین جمادی الثانی کو جمعۃ المبارک کے دن عصر کے وقت اس دنیاے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرماکر وصال محبوب حقیقی سے فائزالمرام ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرے دن صبح کو حضرت رضؓ کا جنازہ اوٹھایا گیا۔ اور وہین اپنی رباط شریف یا مدرسہ مین (جو دونون متصل اور دجلہ کے کنارے۔ بجانب غربی جسر عتیق (پرانے پل) کے نزدیک واقع ہین) آپ رحؒ کو دفن کیا گیا شیخ نورالدین شطنوفی اللخمی اور حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہین۔

وقبرہ بھا ظاہر یزار یعنی حضرت شیخ قدس سرہ کی قبر مبارک زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔
طبقات شعرانی وبہجۃ الاسرار وغیرہ ۱۲

افسوس ہے کہ اس زمانہ مین اکثر زائرین اہل سنت والجماعت جو عتبات عالیات و اولیاے بغداد کی زیارت سے مشرف ہوکر آتے ہین وہ حضرت شیخ ابوالنجیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک وخانقاہ شریف سے بالکل ناواقف ہوتے ہین اسکی وجہ بجز جہالت اور احسان فراموشی کے اور کیا ہوسکتی ہے۔

ایسے ایسے اکابر کو بھول جانا اور ان کے احسانات کو جو قوم پر اور دنیاے اسلام پر ہین فراموش کر دینا کسقدر جہالت وتاریکی ہے۔ خداے تعالیٰ ہمین اور نیز ہماری آئندہ نسلون کو ایسی تاریکی سے محفوظ رکھے۔

[1] عامہ کتب بالاتفاق ۱۲ ۵۶۳ھ ابن خلکان وطبقات سبکی جلد ۴ ص ۲۵۶ اور بعضون نے جمادی الاولیٰ کا مہینا لکھا ہے واللہ اعلم

بغداد بھی عجیب مبارک شہر ہے، عباسیون نے تو اسے اپنی سلامتی و امن و امان اور دلچسپی کے لیے بنایا اور دار السلام اسکا نام رکھا تھا۔ مگر حقیقت مین وہ دار السلام جنت اور دار الاسلام ہو گیا جہان ایسے بڑے بڑے اکابر پیدا ہوے اور وہ شہر انکا منشاء و مولد اور مدفن و زیارت گاہ ہے۔

حضرت امام ہمام قدوۃ الانام سیدنا امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام۔ اور حضرت سید اولیاے کرام و سرتاج مشائخ عظام سیدنا امام محمد جواد تقی علیہ السلام یہین مرقد مین آرام فرماتے ہین مقبرہ قریش انھین کے نور سیادت و آفتاب امامت و ولایت سے تابان و درخشان ہے۔ پھر فقہاے اربعہ و ائمہ مجتہدین مین دیکھیے سید الفقہاء امام اعظم و ہمام اقدم حضرت ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی رح۔ اور شیخ الفقہاء و المحدثین امام الحفاظ احمد بن حنبل رح یہین مدفون ہین۔ امام ابو یوسف بھی یہین ہین۔

اولیاے کرام کا تو یہ شہر معدن و مخزن ہے۔ حضرت بہلول دانا رح یہین ہین۔ حضرت حبیب عجمی بھی یہین ہین۔ سرد فتر شیوخ عالم حضرت معروف کرخی رح۔ حضرت تاج العرفا شیخ سری سقطی۔ حضرت سید الطائفہ ابو القاسم جنید۔ حضرت امام العاشقین شبلی حضرت شیخ المشائخ ابو محمد رُویم بغدادی یہین زیر خاک آسودہ ہین۔ حضرت قطب العراق شیخ حماد دبّاس، حضرت تاج العارفین ابو الوفاء حضرت ابو سعید مبارک مخزومی یہین مدفون ہین۔ پھر بعد کے طبقہ مین حضرت غوث الثقلین سید الاماجد و الاکابر السید الشیخ عبد القادر الجیلانی اور حضرت تاج الدین عبد الرزاق و سیف الدین عبد الوہاب اور حضرت شیخ الکل قدوۃ الفریقین امام الطائفتین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر السہروردی۔ اور حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین عمر السہروردی اور نیز دیگر اکابر یہین زیر مرقد جلوہ افروز ہین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵

؎ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۹۹ ؎ ابن خلکان ۱۲ ؎ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۳۵ و طبقات کبریٰ امام شعرانی جلد اول صفحہ ۱۸۷ ۱۲

آپ کی اولاد

حضرت سیدی ابوالنجیب رض سہروردی صاحب اولاد تھے۔ آپ کے دو صاحبزادگان حضرت ابوالرضا عبدالرحیم بن عبدالقاہر اور حضرت شیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر نے آپکی صحبت بھی پائی اور علم ظاہر و علم طریقت آپ سے اخذ کیا اور فاضل اجل اور بڑے واعظ و صوفی ہوے۔ کتب طبقات و تراجم مین دونون بزرگون کے تذکرے لکھے گئے ہین۔

امام تاج الدین سبکی رح اوّل الذکر کا نام و تذکرہ ان الفاظ سے لکھتے ہین کہ عبدالرحیم بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن عمویہ السہروردی ابوالرضا ابن ابی النجیب رض الواعظ الصوفی سلہ (عبدالرحیم ابوالرضا۔ حضرت ابوالنجیب رض کے صاحبزادے واعظ و صوفی تھے)۔ آپ نے عمر زیادہ نہ پائی۔ حضرت ابوالنجیب رض کی وفات کے تھوڑے ہی دنون کے بعد آپ نے بھی انتقال فرمایا۔ اور طبقات الشافعیہ مین علامہ شیخ جمال الدین عبدالرحیم الاسنوی الشافعی المتوفی ۷۷۲ھ فرماتے ہین کہ ابوالرضا عبدالرحیم نے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد کچھ دن آپ کے مدرسہ مین آپ کی جگہ پر درس و تدریس بھی فرمائی۔ پھر بہ نیت زیارت بیت المقدس ملک شام تشریف لے گئے۔ اور بمقام دمشق ۵۶۷ھ مین وفات پائی۔ (طبقات اسنوی قلمی جلد اول صفحہ ۲۵۴)

اور دوسرے صاحبزادے شیخ عبداللطیف سہروردی کے تذکرہ مین امام سبکی فرماتے ہین کہ بغداد مین ۵۳۴ھ مین پیدا ہوے۔ اپنے والد ماجد سے پڑھا لکھا۔ اور دیگر ائمہ وقت سے بھی لقاء و سماع و اخذ کیا۔ خراسان، ماوراءالنہر، اربل و شام وغیرہ کا سفر فرمایا۔ اور الملک الناصر سلطان صلاح الدین سے ملے۔ سلطان نے آپ کی بڑی توقیر و تکریم کی اور سواحل کے تمام مفتوحہ بلاد کا آپ کو قاضی مقرر کیا۔ ۶۱۰ھ مین وفات پائی۔ اور ایسا ہی طبقات اسنوی مین بھی ہے اور اس مین یہ بھی مرقوم ہے کہ آپ نے

سلہ طبقات سبکی جلد ۴ صفحہ ۲۴۹ ۱۲ سلہ طبقات سبکی جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ ۱۲

بمقام اربل ۵۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ کیونکہ وہیں اربل میں اقامت اختیار فرمائی تھی۔ خدائے بے نیاز کی قدرت دیکھو کہ حضرت ابوالنجیب رض کے خرقہ وطریقہ کا شیوع اور سلسلہ کا اجراء صاحبزادوں کے ذریعہ سے نہوا بلکہ خلفاء بالخصوص آپ کے برادر زادہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رض (اور نیز حضرت ابوالجناب شیخ نجم الدین کبریٰ وغیرہما) کے ذریعہ سے ہوا۔ یہاں تک کہ شیخ الشیوخ ہی آپ کے جانشین ہوئے۔ اور آپ ہی اس طریقہ کے پیشوا اور صاحب سلسلہ سہروردیہ مشہور ہوئے۔

حضرت شیخ احمد وتری رفاعی " روضۃ الصالحین ص۳۱ میں فرماتے ہیں " ترک ولدین الاول عبدالرحیم والثانی عبداللطیف ترجمہا ابن السمعانی فی الذیل۔ ولم تنتشر علی یدیہما خرقۃ ابیہما وانما انتشر خرقۃ وقع علی ید ابن اخیہ الشیخ الشہاب عمر قدس سرہ یعنی شیخ ابوالنجیب رض نے عبدالرحیم اور عبداللطیف دو صاحبزادے چھوڑے جنکا تذکرہ ابن السمعانی نے ذیل میں لکھا ہے لیکن ابوالنجیب رض کا خرقہ وسلسلہ ان صاحبزادوں کے ذریعہ سے شائع نہوا بلکہ اس کی اشاعت آپ کے برادر زادہ شیخ شہاب عمر قدس سرہ کے ذریعہ سے ہوئی۔

آپکے مشاہیر اصحاب وخلفاء

(۱)

حضرت شیخ الشیوخ

حضرت ابوالنجیب رض کے خلفاء میں سب سے زیادہ مشہور سب سے زیادہ محترم سب سے زیادہ صاحب مرتبہ اور شیخ ابوالنجیب رض کے جانشینی کا شرف پانے والے جلیل القدر ذیشان بزرگ۔ پیشوائے سلسلہ سہروردیہ۔ و امام طریقہ نجیبیہ اور شیخ ابوالنجیب رض کے حقیقی برادر زادہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ ہیں جنکے بہ نسبت حضرت غوث الثقلین رض نے ابتدا ہی میں یہ پیشین گوئی فرمادی تھی کہ یا عمر انت اٰخر المشہورین فی العراق " حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشین گوئی

بتمام وکمال صادق ہوئی۔ چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر رضہ (جو شیخ الشیوخ کے شیخ ومرشد تھے) اور امام الطائفتین شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر رض (جو شیخ الشیوخ کے پیر طریقت وشیخ خرقہ تھے) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد تمام عراق مین آپ ہی کا ڈنکا بجا۔ بلکہ تمام اسلامی دنیا مین آپ کا غلغلہ وشہرہ ہوگیا اور باتفاق مشائخ زمانہ آپ اپنے وقت کے "شیخ الشیوخ" تسلیم کیے گئے۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہین "ولم یکن فی اخر عمرہ فی عصرہ مثلہ وکان شیخ الشیوخ ببغداد" یعنے آپ کی آخر عمر مین آپ کے معاصرین مین کوئی آپ کا مثل وہم پلہ نہ تھا۔ اور آپ بغداد کے شیخ الشیوخ تھے[1]۔ اور امام حافظ تاج الدین سبکی محدث فرماتے ہین کہ "حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی فقیہ، فاضل عارف کامل زاہد متورع، اور علم حقیقت مین اپنے وقت کے شیخ، اور امام جلیل تھے مریدین وطالبین کی تربیت خلق کی خالق کی طرف دعوت مخلوق کی رشد وہدایت تکمیل سلوک سالکان اور تعلیم وتلقین طریق عبادت وخلوت وغیرہ آپ پر ختم تھی (طبقات سبکی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳) اور ایسا ہی علامہ محب الدین ابن النجار اپنی تاریخ مین فرماتے ہین اور حضرت امام عبداللہ یافعی مرآۃ الجنان مین آپ کے حسب ذیل القاب لکھتے ہین "استاذ زمانہ فرید اوانہ مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقۃ ترجمان الحقیقۃ استاذ الشیوخ الاکابر الجامع بین الباطن والظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین العالم الربانی شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد البکری السہروردی قدس اللہ تعالیٰ سرہ"

حضرت ابوالنجیب رضہ نے ابتدا ہی سے اپنی پاک ہمت اپنے برادرزادہ شیخ شہاب الدین عمر کی تعلیم وتربیت مین صرف فرمائی۔ شیخ الشیوخ نے علم فقہ علم حدیث وغیرہ علوم شریعت اور علوم تصوف وعلم حقیقت وآداب طریقت اور طرز فقیرانہ وانداز درویشانہ آپ سے (یعنی ابوالنجیب رض سے) حاصل کیا[2]۔

---

[1] وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۳۸۰ ۱۲

[2] طبقات امام سبکی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ ودیگر کتب وقال الامام الیافعی فی مرآۃ الجنان نشأ فی حجر عمہ ابی النجیب عبدالقاهر واخذ عنہ التصوف وعلم الحدیث والفقہ ۱۲ م

شیخ ابوالنجیب رضؓ نے شیخ الشیوخ کو اپنے رباط مین چلہ واربعین وغیرہ کے لیے خلوت نشین کیا اور طرح طرح کے مجاہدات اور بڑی بڑی ریاضتین آپ سے کرائین۔ اور شیخ کامل ومکمل بنا کر خرقہ خلافت سے ممتاز فرمایا۔ شیخ الشیوخ رضؓ نے پند ونصیحت کا انداز اور وعظ کا طریقہ بھی اپنے عم معظم شیخ ابوالنجیب رضؓ سے سیکھا امام سبکی اور ابن خلکان وغیرہما فرماتے ہین۔

صحب عمہ الشیخ اباالنجیب وعنہ اخذ التصوف والوعظ[۱] "کہ اپنے عم شیخ ابوالنجیب رضؓ کی صحبت اٹھائی اور ان ہی سے تصوف اور طریقہ وعظ اخذ کیا"

حضرت ابوالنجیب رضؓ کے بعد آپ ہی (شیخ الشیوخ) انکے مدرسہ ورباط کے متولی وصاحب سجادہ ہوے اور اسی مدرسہ مین مجلس وعظ منعقد فرمائی اور برابر وعظ فرماتے رہے۔ طبقات سبکی مین ہے "وعقد مجلس الوعظ بمدرسۃ عمہ علے دجلۃ[۲] یعنی اپنے عم بزرگوار کے مدرسہ مین جو دجلہ پر واقع تھا وعظ کی مجلس مقرر کی"۔ شیخ الشیوخ رضؓ کی درس وتدریس اور ارشاد وہدایت وتعلیم وتلقین وتربیت مریدین کا سلسلہ زور وشور سے جاری ہوا۔ اور تمام اسلامی دنیا مین سلسلہ سہروردیہ کی عام مقبولیت وشہرت اور نہایت زورون پر اسکی اشاعت ہونے لگی۔

آپ کے ہزارہا مریدین۔ اور صدہا اصحاب وخلفاء عراق عرب۔ عراق عجم۔ وسط ایشیا۔ افغانستان وہندوستان وغیرہ۔ اور حجاز وعرب ویمن ومصر وشام وغیرہ وغیرہ ساری اسلامی دنیا مین (آپ کے عہد ہی مین) موجود اور ارشاد وہدایت خلق مین مصروف تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ کی دوسری نسبت قویہ (اپنے چچا حضرت ابوالنجیب رضؓ کے علاوہ) حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے اعتقادیات کی کتابین بھی حضرت غوث پاک رضؓ سے پڑہی ہین اور حلقہ درس وتلقین مین آپ کے بیٹھا کیے ہین[۳] اور اس تلمذ کے ساتھ آپ کی پاک درویشانہ صحبت سے برابر مستفیض ہوتے رہے ہین اور خرقہ خلافت بھی پایا۔

---

[۱] طبقات سبکی جلد خامس صفحہ ۱۲۲ وابن خلکان جلد اول صفحہ ۳۸۰ وغیرہ ۱۲ [۲] طبقات صفحہ ۱۲۲ ۱۲
[۳] روضۃ الصالحین صفحہ ۱۲ ۱۲

تفصیل اسکی بہجۃ الاسرار وغیرہ مین موجود ہے۔ مگر یہان مجھے اتنا ظاہر کردینا بہت ضروری ہے کہ اس درویشانہ طریقہ مین استفاضہ کی تین صورتین ہوتی ہین۔

اولؔ درس وتدریس اور اخذ اذکار واشغال دومؔ صحبت درویشانہ وارادت مستفیضانہ سومؔ اخذ خرقہ۔ ہمارے حضرات صوفیہ لکھتے ہین کہ اصل اس راہ مین فیض صحبت وارادت ہے اور وہی اتم واکمل ہے۔ جیسا کہ خود حضرت شیخ الشیوخ عوارف مین فرماتے ہین (جلد اول صـــ مطبوعہ مصر)

والمقصود الکلی ھو الصحبۃ وبالصحبۃ یرجی للمرید کل خیر" کہ مقصود اصلی صحبت ہے اور صحبت ہی کے بدولت مرید کے لیے ہر طرح کی خیر و برکت کی امید کیجا سکتی ہے۔

اور عارف حق آگاہ مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح ارشاد فرماتے ہین" کہ عند المحققین ان الشیوخ ثلثۃ، شیخ الخرقۃ، وشیخ الذکر، وشیخ الصحبۃ وشیخ الصحبۃ اتم واکمل فی الارتباط وہ والشیخ الحقیقی لاجرم" (انتباہ صـــ)۔

یعنی محققین صوفیہ کے نزدیک شیخ تین طرح کے ہوتے ہین شیخ خرقہ۔ شیخ ذکر اور شیخ صحبت۔ اور شیخ صحبت ہی ارتباط مین اتم اور اکمل ہے۔ اور وہی شیخ حقیقی ہے یقیناً"

لیکن واضح رہے کہ ادب واحترام ان تینون قسم کے شیوخ کا برابر کیا جاتا ہے۔ اور سب پیر وشیخ ہی کہلاتے ہین۔ خود حضرت شیخ الشیوخ کا حال دیکھو کہ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ جو آپ کے ہمعصر و پیر بھائی تھے ان سے آپ نے صرف خرقہ کمیلہ تبرکا حاصل فرمایا تھا مگر ان کا کس درجہ ادب واحترام کرتے اور "شیخنا اور خواجم" کے الفاظ سے یاد فرماتے تھے (جسکا ذکر مع سند آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ)۔

بہر حال ہمکو یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضرت شیخ الشیوخ کو حضرت غوث الاعظم رضہ سے ان نسبتون مین سے کون سی نسبت تھی اور حضرت غوث الثقلین رضہ آپکے کیسے شیخ تھے؟ تو جہانتک عامہ کتب تواریخ و طبقات وسیر وتذکرہ پر نظر کی جاتی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ

حضرت غوث الاعظم رضؓ شیخ شیوخ العالم کے تینوں قسم کے شیخ تھے۔ خصوصاً استفاضۂ صحبت پر تو تمام اکابر مورخین و ارباب سیر و اصحاب تذکرہ کا اتفاق ہے کہ تمام کتب معتبرہ میں جسطرح حضرت ابو النجیب رحؒ کے ساتھ آپ کی صحبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت غوث رضؓ سے بھی آپ کی صحبت اور استفاضہ کا بیان کیا گیا ہے صحب عمہ ابا النجیب و ایضا صحب الشیخ عبد القادر الجیلانیؒ (دیکھو طبقات کبریٰ امام سبکی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر و وفیات الاعیان للعلامہ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۳ و مرأۃ الجنان للامام الیافعی قلمی۔ اور ایسا ہی بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و زبدۃ الاسرار وغیرہ سے ثابت ہے) اور اسی طرح لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۶۳ میں ہے "بصحبت سید عبد القادر گیلانی رسیدہ" اور نفحات الانس صفحہ ۵۲۵ مطبوعہ کلکتہ میں ملا جامی رحؒ کا قول ہے "و بصحبت شیخ عبد القادر گیلانی رسیدہ است" اور سفینۃ الاولیا صفحہ ۱۱۱ میں ہے "و حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین عبد القادرؒ جیلانی را در یافتہ اند و ببرکت ملازمت آنحضرت فوائد عظیم و بہرہ تمام حاصل نمودہ اند"۔

اور اقتباس الانوار جو چشتیہ صابریہ خاندان کی تصنیف ہے۔ اُسکے صفحہ ۱ میں ہے۔
"و مقتدائے طریقہ علیہ سہروردیہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نیز بخدمت آنحضرت (غوث الاعظم رضؓ) رسیدہ و نوازشہائے یافتہ۔ و آنحضرت عمر او را فرمود۔ یا عمر انت اخر المشھورین فی العراق۔ و ولایت عراق وے را داد"

اور ایسا ہی مراۃ المریدین (جو پیران قلندریہ کے احوال میں ہے) اور مرأۃ الاسرار (جو تذکرہ اولیاء اللہ میں ہے) وغیرہ وغیرہ میں مرقوم و مسطور ہے۔ غرض شیخ الشیوخ رضؓ کا حضرت غوث الثقلین رضؓ سے استفاضہ صحبت گویا متواترات سے ہے۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت شیخ الشیوخ کا حضرت غوث الثقلین رضؓ سے خرقہ پانا بھی نہایت مشہور و معروف اور صوفیہ کرام و محدثین اعلام کے نزدیک قدیماً و حدیثاً مسلم ہے چنانچہ امام حافظ جزری محدث صوفی صاحب "حصن حصین" بتصحیح تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین

سہروردی نے شیخ عبد القادر گیلانی رضؓ سے خرقہ پہنا - چنانچہ وہ اپنے قادریہ خرقہ کی سند میں لکھتے ہین کہ میرے شیخ کے شیخ حضرت عز الدین احمد ابراہیم الفاروقی رضؓ نے بلا واسطہ شیخ الشیوخ سے خرقہ پایا اور انھون نے غوث الاعظم رضؓ سے " واما القادریۃ فانہ لبسہا من ید شیخہ الامام شیخ العارفین امام السالکین شہاب الدین ابی حفص عمر السہروردی وھو لبسہا من ید الشیخ العالم السید الکبیر صاحب المواہب والکرامات والعجائب الظاہرات ابی محمد عبد القادر بن ابی صالح موسی جنگی دوست الگیلانی " (اسنی المطالب للامام الجزری مطبوعہ مکہ معظمہ ص ۵۵)

حضرت شیخ الشیوخ رضؓ کی یہ قادریہ نسبت و خرقہ پوشی محض تبرکاً و تیمناً ہی نہ تھی بلکہ آپ حضرت غوث الثقلین رضؓ کے اجل خلفاء سے ہوے اور سلسلہ قادریہ کا شیوع و اجراء بھی آپ کے واسطے سے بہت ہوا - ہندوستان مین اول اول طریقہ قادریہ حضرت شیخ الشیوخ ہی کے خلفاء کے ذریعہ سے جاری ہوا خصوصاً حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی رح (خلیفہ اجل شیخ الشیوخ رح) سے سہروردیہ قادریہ ہی سلسلہ شایع ہوا اور حضرت نجم الدین غوث الدہر وغیرہ بڑے بڑے اکابر کو پہونچا جیسا کہ مراد المریدین وغیرہ سے ظاہر ہے اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رح اور آپکے خلفاء سے بھی طریقہ شہابیہ قادریہ کی اشاعت ہوئی جیسا کہ گنج ارشدی وغیرہ کتابون اور بعض اگلے بزرگون کے شجرون سے ثابت ہوتا ہے -

نوٹ پیران و بزرگان لاہرپور و کاکوری و پھلواری کا قادریہ قلندریہ طریقہ (جو بواسطت حضرت نجم الدین غوث الدہر کے ہے) حضرت شیخ الشیوخ رضؓ ہی کے ذریعہ سے غوث الاعظم رضؓ تک پہونچتا ہے اور شجرہ مین غوث الاعظم رضؓ کے بعد نیچے شیخ الشیوخ رح ہی کا نام نامی درج ہے واضح ہو کہ اس کتاب مین حضرت شیخ الشیوخ کے مفصل احوال کچھ بھی نہین لکھے گئے - اسلیے کہ آپ جس عظمت و شان کے بزرگ ہین اُسکے لحاظ سے آپ کی ایک مستقل سیرت لکھی جانے کی ضرورت ہے اور اگر خدا نے چاہا تو آپ کا مستقل تذکرہ علحدہ سے ناظرین کی خدمت مین پیش کیا جائے گا -

شیخ نجم الدین کبری (۴)

حضرت شیخ الشیوخ رضؓ کے بعد حضرت ابوالنجیب رضؓ کے خلفاء میں سب سے زیادہ باامتیاز و مشہور و محترم بلکہ اسلامی چھٹی صدی کے تمام اولیاے کرام و صوفیہ عظام کی مقدس جماعت میں ایک ممتاز درجہ اور نرالی شان رکھنے والے بزرگ سلسلہ کبرویہ کے پیشوا حضرت شیخ نجم الدین کبری ہیں جنکا لقب "خواجہ ولی تراش" ہے آپ نے حضرت ابوالنجیب رضؓ کے خلفاء اور دیگر اکابر وقت کے علاوہ خود حضرت ابوالنجیب رضؓ سے بھی بلا واسطہ فیض پایا صحبت اوٹھائی - تربیت پائی اور خرقہ ارادت و خلافت پہنا ہے[۱]- حضرت قدوۃ الکبری سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ آپ کی خرقہ پوشی کی روایت یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت نجم الدین کبری اور شیخ علاء الدین طوسی حضرت ابوالنجیب رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کی "عمر بسر آمد و کار ہنوز بر نیامد" حضرت شیخ نے فرمایا "بھائی! اسی کو تو میں بھی روتا ہوں[۲]" پھر فرمایا "چلو حضرت خواجہ وجیہ الدین کے حضور میں حاضر ہوکر ہم عرض مدعا کریں کہ وہ محرم اسرار اور جامع العلوم والانوار ہیں"- غرض یہ بزرگان خواجہ وجیہ الدین کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوے اور مدعا پیش کیا گیا - حضرت خواجہ ابوحفص وجیہ الدین نے شیخ نجم الدین کبری کا دست مبارک پکڑ کر شیخ ابوالنجیب رضؓ کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ "کار این را شما بر خود گیرید - کہ رسم درویشی ازوے تازہ خواہد شد" چنانچہ حضرت ابوالنجیب رضؓ نے خواجہ نجم الدین کبری کو سات ماہ کامل اپنی صحبت و تربیت میں رکھا - پھر خرقہ خلافت عطا فرمایا[۳] اور عارف کامل بلکہ شیخ الکاملین والمکملین اور پیشواے مشائخ عالم بناکر رشد و ہدایت کے لیے رخصت فرمایا - آپنے خوارزم میں سکونت اختیار فرمائی

---

[۱] مناقب الاصفیاء ۹۷ و ۱۰۰ و ۱۱۱ و سفینۃ الاولیا وغیرہ [۲] یہ حضور کا کمال ہضم نفس و انکسار تھا ۱۲

[۳] لطائف اشرفی جلد اول صفحہ ۳۵۲ ۱۲

اور ہدایت و رہنمائی خلق کی طرف متوجہ ہوے اور کچھ دنون آپ نے قصبہ ستجار (دیار سیستان) مین بھی اقامت فرمائی تھی چنانچہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے اپنے سیر سلوک کے زمانہ مین وہین آپ کی ملاقات کی اور صحبت سے مستفیض ہوے (دیکھو سیر العارفین شیخ جمالی و مرأۃ الاسرار و گنج ارشدی و سفینۃ الاولیا صـ۹۳ و اقتباس الانوار صـ۱۳۴ وغیرہ)۔

آپ کے کثرت کرامات و تصرفات و فیوض و برکات صحبت و تاثیر نگاہ اور پاک روحانیت کے پاک اثر اور زبردست کشش نے ایک عالم کو آپ کی طرف جھکا دیا۔ علماء و فضلاء و صوفیہ و مشائخ سب نے آپ کی عظمت شان کو تسلیم کر لیا اور ہر طبقہ کے لوگون کو آپ کے ساتھ اعتقاد کامل پیدا ہو گیا۔ علماے ظواہر اور محدثین کرام کے طبقے مین بھی آپ کا نام بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام امام تاج الدین سبکی طبقات[۱] مین آپ کا ذکر خیر ان الفاظ مین کرتے ہین "احمد بن عمر بن نجم الشیخ الامام الزاهد الکبیر نجم الدین الکبری ابو الجناب الصوفی شیخ خوارزم کان اماما زاهدا عالما" یعنی حضرت شیخ نجم الدین کبری ابو الجناب احمد بن عمر صوفی خوارزم کے شیخ کبیر۔ امام وقت۔ بہت بڑے زاہد اور عالم تھے۔

آپ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ علم کلام و مناظرہ وغیرہ علوم ظاہریہ مین بھی نہایت تبحر کامل رکھتے تھے ایام طالبعلمی مین جس کسی سے مسائل علمیہ پر مباحثہ و مناظرہ کرتے۔ اُسکو اپنی زبردست و پر زور تقریر سے ساکت و مغلوب کر دیتے تھے اسیوجہ سے لوگون نے آپ کو الطامۃ الکبرے کہنا شروع کیا۔ کثرت استعمال سے صرف "کبری" آپ کا لقب رہگیا[۲]۔ حافظ علامہ ابن نقطہ محدث عراق آپ کے نسبت فرماتے ہین کہ شیخ نجم الدین کبری شافعی المذہب۔ اور حدیث و سنت کے امام تھے۔ آپ کے حلقۂ صحبت مین عجیب تاثیرات و برکات تھین۔ دور دور دراز سے طالبان حق حاضر خدمت ہو کر فیضیاب ہوتے تھے۔ حق گوئی مین کسی کا خوف نہ فرماتے تھے[۳]۔

---

[۱] طبقات جلد ۶ صـ۱۱ [۲] نفحات صـ۲۸۶ و مرأۃ الجنان للامام الیافعی قلمی ۱۲ [۳] طبقات جلد ۶ صـ۱۱ ۱۲

آپ بڑے محدث ہونے کے ساتھ بہت بڑے مفسر بھی تھے۔ بارہ جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر
لکھی تھی[1] حضرت نجم الدین کبریٰ نے شیخ ابوالنجیب رضہ کے علاوہ دیگر اکابر سے بھی خرقہ خلافت
وغیرہ حاصل کیا ہے سب سے پہلا فیض آپ کو بابا فرج تبریزی سے پہونچا جبکہ آپ تبریز میں
امام بغوی کے ایک شاگرد سے انکی شرح السنہ پڑھتے تھے۔ حضرت بابا فرج رضہ کی ایک
عقدہ کشا نگاہ نے حالت درس ہی میں آپ کی حالت متغیر کردی ؎ فیض خدا کہ بردل آگاہ میرسد[2]
اے دل ہوش باش کہ ناگاہ میرسد ؛ بابا فرج رضی اللہ عنہ تبریزی نے آپ کو اپنا خرقہ
پہنایا اور فرمایا "ترا[3] وقت دفتر خواندن نیست۔ وقت است کہ سر دفتر جہان شوی" پھر آپ نے
شیخ اسمٰعیل قصری رضہ سے فیض پایا۔ حضرت شیخ اسمٰعیل قصری کا سلسلہ خواجہ عبدالواحد
زید کے بعد حضرت کمیل بن زیاد رضہ کے واسطے سے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ تک پہونچتا ہے
آپ نے شیخ قصری سے اس سلسلہ کی خلافت پائی اور کمیلیہ خرقہ پہنا۔ یہ وہ سلسلہ و خرقہ ہے
کہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی رضہ نے حضرت نجم الدین کبریٰ
سے اسکی اجازت و خلافت لی اور خرقہ کمیلیہ پہنا ہے چنانچہ حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ
نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بخط خاص حضرت شیخ الاسلام شیخ
شہاب الدین سہروردی قدس سرہ مرقوم دیکھا ہے کہ وہ اپنی خرقہ پوشی کے ذکر میں فرماتے ہیں
البس ہو اسمعیل قصری شیخنا ابا الجناب احمد بن عمر الصوفی والبس ہو ہذا الفقیر[4] کہ شیخ اسمٰعیل
قصری نے ہمارے شیخ ابوالجناب احمد بن عمر الصوفی (معروف بہ نجم الدین کبریٰ) کو خرقہ
پہنایا اور انھوں نے اس فقیر (یعنی شیخ الشیوخ) کو خرقہ پہنایا۔ اور مناقب الاصفیا میں
ہے" خرقہ خاندان خواجہ کمیل زیاد شیخ شہاب الدین سہروردی رضہ بواسطہ خواجہ نجم الدین
کبریٰ رسیدہ است" خرقہ پوشی کی سند اکثر مشائخ صوفیہ صرف حضرت سید الطائفہ جنید رضہ تک

---

[1] طبقات صلہ وغیرہ ۱۲ [2] نفحات جامی ص۴۸۲ ۱۲ [3] سیر الاولیاء بیان اہل خرقہ ص۳۴۲ [4] مناقب الاصفیاء
ص۔۔ ۱۲ [5] سیر الاولیاء و مناقب الاصفیاء و نفحات وغیرہ ۱۲

پہونچاتے ہیں اور ان سے اوپر رسول خداؐ تک فقط صحبت ثابت کرتے ہیں لیکن اس کمیلیہ خرقہ
کی سند بالاتصال مرفوعاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم تک پہونچتی ہے۔ چنانچہ
شیخ الشیوخ کی اسی تحریر میں جسکا حضرت محبوب الٰہیؒ نے پتہ وحوالہ دیا ہے مرقوم ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو خرقہ پہنایا۔ اور علی مرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ نے کمیل بن زیادؓ کو اور نیز خواجہ حسن بصری رض کو۔ حسن بصری رض کا خرقہ و
سلسلہ تو معروف ہے[1]۔ لیکن کمیلیہ خرقہ وطریقہ یہ ہے کہ انھوں نے خواجہ عبد الواحد زید کو
پہنایا اور انھوں نے ابو یعقوب سوسی کو اور انھوں نے ابو یعقوب نہرجوری کو اور انھوں نے
ابو عبد اللہ عثمان کو۔ انھوں نے ابو یعقوب طبری کو۔ انھوں نے ابو القاسم ابن رمضان کو
انھوں نے ابو العباس بن ادریس کو۔ انھوں نے داؤد بن محمد معروف بہ خادم الفقراء کو
انھوں نے شیخ محمد بن مانکیل کو۔ اور محمد مانکیل نے اسمٰعیل قصری کو اور اسمٰعیل قصری نے
نجم الدین کبری کو خرقہ پہنایا[2] (اور حضرت نجم الدین کبری سے شیخ الشیوخ نے پہنا)۔
حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبری باہم
نہایت خلوص اور محبت ومودت رکھتے اور ایک دوسرے کی غایت تکریم وتعظیم فرماتے۔
حضرت نجم الدین کبری شیخ الشیوخ کی عظمت کرتے اور انکو "مخدوم زادہ" کی لفظ سے خطاب
فرمایا کرتے تھے۔ مخدوم زادہ اسوجہ سے کہتے کہ وہ انکے پیر ومرشد حضرت خواجہ ضیاء الدین
ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر زادہ اور صاحب سجادہ تھے
اور حضرت شیخ الشیوخ بھی شیخ نجم الدین کبری کا ادب وتوقیر فرماتے اور شیخؒ کے لقب سے
کبھی "خواجم" کی لفظ سے انکو یاد کرتے خواجم کہنے کا غالباً یہی سبب تھا کہ خرقہ کمیلیہ کی

---

[1] پیران چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اس خرقہ حسینیہ کو بھی معنعن ومسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ثابت کرتے ہیں لیکن دیگر مشائخ حضرت جنید تک ثابت کرتے ہیں اور آگے فقط صحبت اور استفادہ ضادر استفادہ بتلاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب ۱۲

[2] حضرت جامی نفحات صفحہ ۴۲۸ میں خرقہ کمیلیہ کے اس تسلسل واتصال کو علاء الدولہ سمنانی کے بعض مصنفات سے نقل کرتے ہیں اور شیخ مجد الدین بغدادی نے تحفۃ البررہ میں اسکی نسبت اسیطرح رسول خداؐ تک باتسلسل بیان فرمائی ہے دیکھو نفحات صفحہ ۴۲۵ ۱۲

آپ سے خلافت پائی ہے۔[۱]

شیخ شیوخ العالم حضرت شہاب الدین سہروردی نے جب عوارف تصنیف فرمائی۔ تو اپنے حلقہ کے لوگون سے فرمایا اسے خواجہ (نجم الدین کبریٰ) کی خدمت مین پیش کرین اگر وہ اس کتاب کو قبول فرمائین اور پسند کرین جب تو رکھو۔ ورنہ پانی سے دھوڈالو حضرت نجم الدین کبری نے عوارف کو ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا کہ "یہ وہ کتاب ہے کہ کوئی صوفی بغیر اسکے مطالعہ کے صوفی نہین ہوسکتا۔ کسی صوفی کو بغیر اسکے چارہ نہین" حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی اس روایت کو یون بیان فرماتے ہین۔

از اہل وثوق سماع است کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی چون عوارف را تصنیف کرد گفت بر خواجہ عرض کنید یعنی بر خواجہ نجم کبریٰ عرض کنید اگر او قبول کند بدارند وگرنہ بشویند۔ خواجہ نجم الدین کبری چون عوارف را دید گفت صوفی را ازین چارہ نیست ہر صوفی کہ این کتاب مخدوم زادہ را نداند صوفی نباشد"

شیخ نجم الدین کبریٰ نے جیسا کہ ارشاد فرمایا واقعی عوارف تمام دنیا کے مشائخ مین نہایت مقبول ہوئی۔ ہر سلسلہ ہر طریقہ کے بزرگون نے اس کتاب سے فائدہ عظیم حاصل کیا۔ خصوصاً حضرات پیران چشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے اس مین سب سے زیادہ حصہ لیا چنانچہ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بلا واسطہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملاقات و صحبت سے مشرف ہو چکے تھے آپ کے یہان عوارف کا برابر درس ہوتا تھا۔ آپ سے حضرت محبوب الٰہی نے تمام و کمال عوارف پڑھی پھر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاؒ نے اسکی درس و تدریس فرمائی پھر حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے یہان اسکا برابر درس ہوتا رہا اسیطرح تمام

[۱] مناقب الاصفیا ص۱۱ ۔ [۲] حضرت مخدومی و ملاذی وسیدی وسندی عمدۃ السالکین زبدۃ الکاملین جناب حضرت مولانا شاہ محمد بدر الدین صاحب قبلہ قادری مجیبی سجادہ نشین خانقاہ عالم پناہ مجیبیہ پھلواری ضلع پٹنہ دامت برکاتہم و عمت فیوضاتہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک تاجر کے ہاتھ مین میری نظر سے ایک قدیم پارینہ غیر مجلد نسخہ گذرا۔

بزرگان دین و مشائخ صوفیہ اُس وقت سے اسوقت تک عوارف پڑھتے پڑھاتے آئے[1]۔
حضرت نجم الدین کبریٰ کے فیضِ صحبت سے ہزارون طالبین منزل مقصود تک پہونچے۔ آپکی روحانی قوت اسقدر پُرزور اور قوی تھی کہ آپ کی ادنیٰ ہمت سے ایک دم مین جذب و سلوک کے سارے مرحلے طے ہوجاتے تھے۔ اور صرف ایک توجہ مین ایک عامی عارف کامل ہوجاتا تھا آپ مستی و وجد و خروش کی حالت مین جسپر ایک نگاہ ڈالتے وہ ولی ہوجاتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو ولی تراش کا لقب دیا گیا[2]
ایک دن ایک سوداگر آپ کی خانقاہ مین دبنظر سیر، حاضر ہوا۔ شیخ پر اسوقت ایک خاص حالت وجد طاری تھی وہ شخص شیخ کی نظر مبارک کے سامنے آگیا آپ نے اسپر ایک پُرفیض نگاہ ڈالی وہ اسی وقت مرتبہ ولائت سے فائز المرام ہوگیا۔ آپ نے پوچھا تو کس ملک یا کس شہر کا باشندہ ہے" اُس نے شہر کا نام بتایا۔ آپنے اسے ارشاد ہدایت کی اجازت و خلافت لکھدی اور فرمایا۔ "جاؤ" اپنے وطن مین خلقِ خدا کو ہدایت وارشاد کرو[3]
شیخ اوحدی رح اپنی مناجات مین حضرت شیخ کا توسل اس طور پر کرتے ہین ؎

یارب بہ ولی تراشِ مطلق	آن نجم و نجوم ملت حق
یارب بہ ولی تراشئی او	خاصیت فیض پاشئی او

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۸

جسمین حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے دست خاص سے مرقوم تھا کہ فلان شخص نے اس کتاب کو میرے سامنے پڑھا ہے" اور حضرت قبلہ عالم جناب والد ماجد مد اللہ ظلہ نے فرمایا کہ مین نے بھی وہ نسخہ دیکھا ہے میرٹھ کے کسی بزرگ نے پڑھا تھا ۱۲ حسن

[1] ہمارے خاندان مین عوارف کا ایک قدیم اور مبارک نسخہ موجود ہے جو نصف تک جدی حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ قادری قلندر پھلواروی قدس سرہ العزیز کے خاص دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ اور قریباً نصف حصہ دوسرا اسکا حضرت تاج العارفین پیر مجیب قدس سرہ کے ایک نہایت مخلص و محترم پیر بھائی حضرت مولانا شاہ محمد مخدوم قادری پھلواروی قدس سرہ نے نقل فرمایا ہے اور اسطرح ان دونون بزرگوارون کے مقدس ہاتھون سے عوارف کا پورا نسخہ طیار ہوگیا۔ یہ متبرک نسخہ خانقاہ مجیبیہ شریف مین دیگر علمی تبرکات قدیمہ کے ساتھ محفوظ ہے ۱۲ حسن

[2] نفحات و مناقب الاصفیا و تذکرۃ الاولیا، و سفینۃ الاولیاء وغیرہ ۱۲ [3] سفینۃ الاولیاء ۱۲

شیخ الاسلام شیخ حسین معز شمس بلخی فردوسی قدس سرہ کے ملفوظ "گنج لایخفیٰ" میں منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رح اور حضرت خواجہ نجم الدین کبری ایک مجلس میں ہم جنب و ہم پہلو تشریف فرما تھے کہ اس اثنا میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دونوں بزرگوار کے بیچ میں بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الشیوخ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں جو حضرت کے ہم پہلو بیٹھے ہوئے ہیں "شیخ الشیوخ نے فرمایا" ایشان از خلفائے بندگی خواجہ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی اند" امام فخر الدین رازی نے حضرت نجم الدین کبریٰ سے سوال کیا "بم عرفت اللہ" کہ آپ نے خدا کو کس طرح اور کس دلیل سے پہچانا۔ حضرت نے جواب دیا۔ "بالواردات الالٰہیۃ الغیبیۃ التی لا تحملھا الافھام الضعیفۃ" یعنی ہم نے خدا کی معرفت اُن واردات آلہیہ غیبیہ کے ذریعہ سے حاصل کی جو افہام ضعیفہ کے ادراک و تحمل و طاقت سے باہر ہیں۔" امام رازی یہ جواب سن کر عالم حیرت میں آکر ساکت ہو رہے۔ اس واقعہ کو دیگر کتب میں تفصیل کے ساتھ یوں لکھا ہے کہ اُس مجلس میں بڑے بڑے مشائخ و علما حاضر تھے۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے مشائخ طریقت پر علمی تفوق اور عالمانہ شان کا اظہار چاہا اور علمی مباحث پر گفتگو فرمانے لگے۔ پہلے شیخ الشیوخ کو مخاطب فرماکر کوئی مسئلہ پوچھا شیخ الشیوخ رح نے عمدہ پیرایہ میں اسکا جواب شافی دیدیا۔ لیکن امام فخر الدین رازی نے اسپر اکتفا نہ کی اور طول طویل تقریر کرنے لگے۔ اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف متوجہ و مخاطب ہوئے۔ آپ کو یہ بحث مباحثہ ناگوار خاطر عاطر ہوا۔ ظاہر اسکوت اختیار فرمایا اور زبان مبارک سے کوئی جواب ندیا۔ مگر اُنکی باطن کی طرف ایک نگاہ کی اور اُنکے قلب کی طرف متوجہ ہوگئے تمام علم و فضل سب سلب ہو گیا۔ امام رازی خود بیان فرماتے ہیں کہ اسوقت میرا عجب حال ہو گیا۔ تمام علوم دل سے مٹ گئے سارا علم غائب۔ ایک حرف حروف تہجی کا یاد نہ آتا تھا۔" مناقب الاصفیا میں ہے "چنانچہ امام فخر الدین رازی خود در رسالہ آوردہ است کہ ہر چند اندیشہ می کردم کہ حرفے از حروف تہجی یاد آید نمی آمد"۔ غرض امام رازی سخت گھبرائے اور توبہ و استغفار کیا۔ اور بعد برخاست مجلس

شیخ نجم الدین کبریؒ کے حضور میں حاضر ہو کر بکمال ادب نہایت معذرت و عذر خواہی کی۔ شیخ نے معاف فرمایا۔ اور تمام علوم و فنون اپنے سینہ میں موجود پائےؔ اس واقعہ کے بعد امام فخرالدین رازی آپ سے نہایت ہی عقیدت رکھنے لگے اور بکمال ادب آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے جیسا کہ امام سبکی ؒ نے طبقات جلد ۶ صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے۔

اس حکایت و روایت سے حضرت نجم الدین کبری کے زور ولایت وکرامت و تصرف کے علاوہ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر کے ان دونوں خلیفوں یعنی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ نجم الدین کبری کے انداز روش کے تفاوت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور دونوں بزرگوار کے روش کی علیحدگی صاف معلوم ہوتی ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ کا طریقہ ستر و استتار حال اور ظاہر شریعت کی پابندی اور تحمل و بردباری اور لسانی اہتمام صحبت اور ابلاغ و تبلیغ و رشد و ارشاد اور وعظ و پند وغیرہ کا تھا۔ اور حضرت نجم الدین کبری کے یہاں کثرت کرامات و خوارق عادات کا سلسلہ تھا۔ اور زیادہ تر اپنی پاک روحانیت اور باطنی تصرفات اور قوی تاثیرات سے کام لیتے اور رشد و ہدایت فرماتے تھے حقیقت میں دونوں بزرگوار اپنی اپنی روش اور انداز میں ٹھیک اور اپنی اپنی خدمتوں اور روشوں پر مامور من اللہ تھے (واللہ اعلم بالصواب)

آخر میں اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری جانتا ہوں کہ حضرت خواجہ ولی تراش شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ العزیز نے جس طرح خواجہ اسمٰعیل قصری اور بابا فرج تبریزی اور حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب رضؓ اور حضرت ابوالنجیبؒ کے خلفاء (حضرت شیخ عمار یاسر و شیخ روزبہان مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے اجازت و خلافت و خرقہ پایا اور مستفیض صحبت ہوئے ہیں اسی طرح ان سب نسبتوں کے علاوہ ایک قوی نسبت آپ کی قادریہ بھی ہے۔ اور آپ نے بھی بلا واسطہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض و خرقہ پایا ہے

سلہ مناقب الاصفیا صـ ۹۶ ۹۷ وغیرہ ۱۲

اور جسطرح حضرت شیخ الشیوخ کی دوسری نسبت حضرت غوث الثقلین رض سے ہے اسی طرح آپ کی بھی نسبت ثانیہ حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی رض سے ہے چنانچہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ شجرہ کبرویہ کے بیان اور حضرت نجم الدین کبریٰ کے ذکر مین حضرت ضیاء الدین ابو النجیب رض کی نسبت کے بیان کے بعد حضرت غوث الثقلین رض کی نسبت کا یون ذکر فرماتے ہین۔ کہ

"و دیگر نسبت وی بحضرت غوث الثقلین است بلا واسطہ"[1]

اور اقتباس الانوار ص۴۱۴ مین مرقوم ہے" و سرگروہ طریقۂ کبرویہ حضرت نجم الدین کبریٰ نیز بخدمت آنحضرت رسیدہ بتربیتہا یافتہ" حضرت نجم الدین کبری نے ۶۱۸ھ یا ۶۱۷ھ ماہ محرم الحرام مین تاتاریون کے فتنہ مین بمقام خوارزم خدا کی راہ مین جہاد کرکے شہادت پائی[2]

(۳) حضرت شیخ اسمٰعیل قصری

آپ اکابر اولیاے کاملین اور کملاے عارفین سے ہین۔ خرقہ کمیلیہ آپ نے شیخ محمد بن مانکیلی سے پہنا۔ اور اصل نسبت آپکی حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رض کی طرف ہے۔ اور آپ اُنکے یاران با اختصاص اور ممتاز خلفاء سے ہین حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین[3] "شیخ اسمٰعیل قصری قدس اللہ سرہ وے نیز از اصحاب شیخ ابو النجیب سہروردی است"

حضرت نجم الدین کبریٰ نے ایک عرصہ تک آپکی خدمت مین رہکر تربیت پائی ہے۔

امیر اقبال سیستانی رح اپنے شیخ حضرت علاء الدولہ سمنانی رح کی روایت سے اپنی کتاب مین حضرت نجم الدین کبریٰ کا شیخ اسمٰعیل قصری کی خدمت مین حاضر ہونے کا واقعہ اس طور پر لکھتے ہین کہ

---

[1] لطائف اشرفی جلد اول ص۳۴۷ ۔ [2] نفحات ولطائف و مرآۃ الاسرار و عامہ کتب تذکرہ وغیرہ ۱۲

[3] نفحات الانس مطبوعہ کلکتہ ص۴۸۳ ۔ و مرآۃ الاسرار ۱۲

شیخ نجم الدین کبری پیر و مرشد کامل کی تلاش مین ملک خورستان پہونچے۔ یہان ایک قصبہ دزبول نامی مین آکر بیمار ہوگئے لیکن شہر بھر مین آپ کو کسی نے ٹہرنے کی جگہ دی آپ نہایت ہی پریشان و رنجیدہ ہوئے اور لوگون سے کہا کہ کیا یہان کسی شخص مین اتنی حمیت نہین ہے کہ وہ ایک غریب الوطن بیمار کو ٹھہرنے کی جگہ دے آخر معلوم ہوا کہ یہان ایک بزرگ کی خانقاہ عالم پناہ موجود ہے۔ اگر وہان جاکر ٹھہرینگے تو آرام و راحت ہوگی آپ نے صاحب خانقاہ کا نام پوچھا معلوم ہوا "حضرت شیخ اسمٰعیل قصری"۔
آپ شیخ کی خانقاہ مین تشریف لائے۔ یہان کا رنگ ہی اور تھا۔ فقرا کا مجمع تھا۔ اور صدہا طالبین و سالکین یہان عزلت گزین ہو کر مجاہدہ و ریاضت اور سیر سلوک مین مشغول تھے۔ ہر وقت ذکر و فکر و مراقبہ و حلقہ و ذوق و شوق اور ہو حق کا مشغلہ رہتا تھا۔
درویشون نے حضرت نجم الدین کبری کی خاطر و مدارات کی۔ اور انکو انھین فقراء کے حلقہ مین ٹھہرنے کی جگہ ملی۔ یہان آکر انکی بیماری کا سلسلہ بہت ہی طول ہوگیا اور یہ بالکل صاحب فراش ہوگئے۔ لیکن بیماری و علالت کی مصیبت سے زیادہ رنج و تکلیف آپ کو اس امر کی ہوتی تھی کہ شیخ اسمٰعیل قصری صاحب سماع و وجد و خروش تھے خانقاہ مین اکثر مجالس سماع گرم رہتی تھی۔ اور آپ سوقت سماع کے سخت منکر اور نہایت مخالف تھے۔ مگر چونکہ سخت علالت کے باعث نقل و حرکت کی کچھ بھی قوت باقی نہ تھی اسوجہ سے قہر درویش بر جان درویش وہین بستر غم پہ پڑے رہتے تھے لیکن جب تک آپکے کانون مین سماع کی آواز آتی رہتی تھی۔ آپ کو نہایت تکلیف پہونچتی تھی۔ حضرت نجم الدین کبری خود بیان فرماتے ہین کہ اسی طرح حسب معمول ایک شب محفل سماع منعقد ہوئی۔ اور جوش و خروش شروع ہوا۔ شیخ اسمٰعیل قصری اسی ذوق و مستی کی حالت مین میرے بالین پر آکر فرمانے لگے "میخواہی کہ برخیزی" (اپنی صحت چاہتے ہو) مین نے عرض کیا "ہان بیشک"۔ شیخ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور مجھے بغلگیر کیا۔ اور اسی طرح محفل سماع مین لیگئے۔ اور کئی بار مجھے دور مین لاکر پھر دیوار سے لگا کر کھڑا کر دیا۔

مین جب اپنے ہوش مین آیا تو اپنے کو بالکل صحیح و تندرست پایا۔ بیماری کا کچھ بھی اثر موجود نہ تھا مجھے شیخ سے اسیوقت ارادت وعقیدت پیدا ہوگئی۔ دوسرے دن حاضر خدمت ہو کر بیعت حاصل کی اور سلوک مین مشغول ہوا۔ اور ایک عرصہ تک شیخ کی صحبت مین رہا[۱]۔ حضرت شیخ اسمعیل قصری اعلے درجہ کے صاحب قوت اور کشف وکرامات وفیوض وبرکات تھے۔

(۴) شیخ روزبہان کبیر مصری

آپ گازرونی[۲] الاصل ہین مگر مصر مین سکونت اختیار فرمائی اور یہین آپ سے رشد وارشاد کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ اکابر صوفیہ اور اعاظم اولیاء اللہ سے ہین۔ حضرت ابو النجیب رض کے مخصوص لوگون مین ہین۔ حضرت جامی فرماتے ہین "از مریدان شیخ ابو النجیب سہروردی است[۳]" اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہین "و شیخ روزبہان نسبت بحضرت ابو النجیب سہروردی رض دارد[۴]" آپ اکثر عالم استغراق مین رہتے تھے "در اکثر اوقات در مقام استغراق می بوده" مگر باوجود اسکے شریعت کی اتباع وپابندی سے کبھی ہرگز علیحدہ نہوتے تھے۔ مصر مین آپ کی خانقاہ شریف فقرا و درویش کام کز تھی۔ حضرت نجم الدین کبری آپ کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوے ہین اور ایک مدت تک آپ کی تربیت مین حسب تعلیم وتلقین آپ کے ریاضت کرتے رہے۔ شیخ روزبہان کبیر رض نے کئی مرتبہ آپ کو خلوت مین بٹھایا اور آپ سے متعدد چلے اور اربعینین کرائین[۵] اور لطائف اشرفی[۶] مین ہے "تکمیل وتحصیل سلوک الہی وعبور بر مقامات نا متناہی بحضرت شیخ روزبہان کبیر میسر شد" حضرت نجم الدین کبری بیان فرماتے ہین کہ جسوقت مین مصر مین پہونچا اور شیخ روزبہان کی خانقاہ مین داخل ہوا تو شیخ کے تمام مریدان واصحاب کو مشغول مراقبہ پایا

---

[۱] نفحات ملا جامی مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۴۹۴ ۱۲ [۲] گازرون عراق عجم کا ایک شہر ہے ۱۲ [۳] نفحات صفحہ ۴ ۱۲
[۴] لطائف اشرفی صفحہ ۳۷۶ ۱۲ [۵] نفحات الانس ۱۲

میری طرف کسی نے کوئی توجہ نہ کی اور سب اپنے کام میں مصروف رہے۔ میں نے کسی دوسرے شخص سے دریافت کیا کہ شیخ کون اور کہاں ہیں؟ اُس نے بتلایا کہ شیخ خانقاہ سے باہر وضو فرما رہے ہیں۔ میں اُس جگہ پہونچا تو دیکھا کہ شیخ تھوڑے سے پانی میں وضو کر رہے ہیں میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ شیخ کو یہ مسئلہ شاید معلوم نہیں کہ اتنے قلیل مقدار پانی میں وضو جائز نہیں ہے۔ پھر ایسا شخص جسکو اتنا مسئلہ بھی نہ معلوم ہو شیخ کیونکر ہو سکتا ہے اُدھر شیخ کو انکشاف ہو گیا۔ آپ نے وضو کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو میرے منھ پر لاکر چند چھینٹیں دیں پانی کی چھینٹیں میرے چہرہ پر پڑنا تھیں کہ مجھپر بیخودی طاری ہو گئی۔ شیخ اپنی خانقاہ میں آئے اور دو رکعت شکرانۂ وضو ادا فرمانے لگے۔ میں کنارہ کھڑا رہا کہ نماز سے فارغ ہوں تو میں سلام کروں اور قدمبوس ہوں اسی درمیان میں مجھپر پوری بیخودی طاری ہو گئی اور میں اس عالم سے گذر گیا۔ اب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے لوگ گرفتار ہو ہو کر اسمیں ڈالے جا رہے ہیں۔ اور جہنم کے اوپر ایک پشتہ ہے جسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے ہیں۔ جو شخص یہ کہدیتا ہے کہ میں اس بزرگ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ بالکل رہا کر دیا جاتا ہے اور دوسروں کو اس آگ میں جھونک دیا جاتا ہے ناگاہ مجھے بھی فرشتے گرفتار کرکے دوزخ کی طرف لے چلے۔ میں کہنے لگا کہ "مجھے اس بزرگ سے تعلق ہے" میری زبان سے یہ کلمہ سن کر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں اس پشتہ کے اوپر پہونچا رجہاں وہ بزرگ تشریف فرما تھے) دیکھا کہ شیخ روزبہان بیٹھے ہوے ہیں اور وہ بزرگ آپ ہی ہیں جنکے دامن پاک کے تعلق کی وجہ سے لوگ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدمونپر سر رکھدیا۔ شیخ روزبہان نے زور سے میری پشت پر ایک دھول ماری جسکی وجہ سے میں منھ کے بل زمین پر گر گیا۔ شیخ نے دھول لگاتے ہوے فرمایا کہ "بیش ازین اہل حق را انکار مکن" یعنے بے سمجھے بوجھے پہلے ہی سے اہل حق پر نکیر اور اُنسے انکار نکرنا چاہیے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی میں اُس عالم سے عالم ہوش و حواس میں آیا اور اپنے کو

زمین پر پڑا پایا۔ اور شیخ رضؓ بھی تحیۃ الوضو سے فارغ ہو چکے تھے۔ مین دوڑ کر قدمون پر جا گرا شیخ نے عالم شہادت مین بھی اُسی طرح ایک دھول مجھپر رسید کی اور وہی جملہ فرمایا کہ "پیش ازین اہل حق را انکار مکن" اُسوقت میرے قلب سے تمام خیالات ووساوس اور ساری کدورتین دور ہو گئیں[۱] (اور سینہ اسرار آلہی کا گنجینہ ہو گیا)۔ حضرت شیخ روزبہان کبیر مصری قدس اللہ سرہ نے حضرت شیخ ابوالجناب نجم الدین کبریٰ کی اپنی صاحبزادی سے شادی بھی کر لی تھی جنکے بطن مبارک سے حضرت نجم الدین کبریٰ کی متعدد اولاد ہوئی۔ چنانچہ حضرت مُلّا جامی قدس سرہ لکھتے ہین[۲] "وشیخ روزبہان وے را بدامادی قبول کرده وو ے را از دختر شیخ دو پسر آمده"

حضرت شیخ مجد الدین بغدادی نے (جو حضرت نجم الدین کبریٰ کے اجل خلفاء و اخص اصحاب سے ہین) اپنی کتاب تحفۃ البررہ مین آپ (یعنے شیخ روزبہان کبیر مصری) کا ذکر خیر کیا ہے اور آپ کے بعض اقوال وملفوظات بروایت حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ نقل فرمائے ہین۔

حضرت شیخ کبیر روزبہان مصری نے بھی ایک کتاب علم تصوف وحقائق مین تصنیف فرمائی تھی جس کا نام مبارک تحفۃ البررہ تھا[۳]

شیخ عمّار یاسر رضی اللہ عنہ

آپ کا وطن اندلس تھا اپنے عصر کے شیخ الکملاء اور تاج العرفاء۔ یکتائے زمانہ اور یگانۂ روزگار تھے۔ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رضؓ کے اجل خلفاء سے ہین۔ اصحاب تذکرہ آپ کی نسبت لکھتے ہین "از اصحاب شیخ ابوالنجیب سہروردی است" سفینۃ الاولیاء مین ہے "در وقت خود بزرگ وصاحب کرامات بوده اند" آپ کی پاک صحبت اور پاک

[۱] نفحات الانس از صفحہ ۴۸۲ تا صفحہ ۴۸۵ ۱۲ [۲] نفحات صفحہ ۴۸۲ ۱۲ [۳] کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ مصر ۱۲

ہمت نے بہتیرے ناقصون کو کامل اور کاملون کو اکمل بنا دیا۔ ناقصون کی تکمیل اور مریدین کی تربیت مین آپ شہرۂ آفاق اور بہت ہی اعلیٰ پایہ رکھتے تھے "در تکمیل ناقصان و تربیت مریدان و کشف وقائع ایشان کمال تمام داشتہ است"[۵۱] آپ بھی حضرت ابوالجناب احمد بن عمر الصوفی (معروف و ملقب بہ نجم الدین الکبریٰ) کے مشہور و معروف شیخ و مرشد ہین۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین[۵۲] کہ "و دیگر نسبت وے بحضرت شیخ ابوالنجیب ضیاء الدین بواسطہ عمار یاسر می رسد" اور حضرت مخدوم شاہ شعیب الفردوسی قدس سرہ لکھتے ہین کہ "و ایضاً شیخ ابوالجناب (نجم الدین کبریٰ) صحبت و اخذ طریقت از شیخ عمار یاسر الاندلسی داشت و او از شیخ ضیاء الدین ابی النجیب عبد القاہر السہروردی رض داشت"[۵۳]

حضرت نجم الدین کبریٰ اپنی کتاب فواتح الجمال مین فرماتے ہین کہ جب مین شیخ عمار کی خدمت مین سلوک کی تکمیل کرنے لگا اور شیخ کی اجازت و ارشاد کے بموجب اربعین کے لیے خلوت نشین ہوا۔ تو میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ مین بفضل الٰہی علوم ظاہری سے تو ہر طرح مالا مال ہون اب علوم درویشی اور فتوحات غیبی کے حاصل ہونے پر مین بر سر ممبر طالبان حق کو حقائق و معرفت کی تعلیم و تلقین کرونگا۔ اس نیت کے دل مین پیدا ہو جانے سے مجھے اتمام خلوت میسر نہوا شیخ عمار نے فرمایا "اول تصحیح نیت کن بعد از ان بخلوت در آئی" شیخ کے نور باطن کے پرتو سے میرا دل روشن ہو گیا۔ مین نے اپنی تمام کتابون کو وقف کر دیا۔ سارے کپڑے فقرا کو تقسیم کر دیے صرف ایک جُبّہ جو میرے جسم پر تھا باقی رہ گیا۔ اور کوئی مال و اسباب میرے پاس نرہا اور تمام خیالات دور اور تمام تعلقات منقطع کر کے محض خالصاً لوجہ اللہ خلوت خانہ مین بیٹھنے کی نیت کی، شیخ نے میری درستگی نیت اپنے باطنی انکشاف سے معلوم کر کے ارشاد فرمایا "در آے کہ نیت درست ساختی" شیخ نجم الدین کبریٰ پھر خلوت نشین ہوے اور چلّہ مین بیٹھے اور فتح باب و کشود کار سے کامیاب ہو کر مقصود حقیقی تک جا پہونچے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہین

---

[۵۱] نفحات صد ۴۷۹ و سفینۃ الاولیاء صد ۱۰۲ وغیرہ ۱۲ [۵۲] لطائف اشرفی جلد اول صد ۳۲۶ ۱۲ [۵۳] مناقب الاصفیاء صد ۱۱۲ ۱۲

چون در آمدم اتمام خلوت دست داد و بہ یمن ہمت شیخ ابواب فتوحات بر من بکشاد" (نفحات الانس)
شیخ عمار یاسر۔ اور شیخ روزبہان کبیر مصری اور شیخ اسمٰعیل قصری ان تین بزرگون مین (جو
باہم پیر بھائی تھے) ربط و مراطبت اور خلوص و مودت و یگانگت تھی اپنے مریدین و طالبین کو
ایک دوسرے کے پاس بغرض امتحان۔ اور بنظر استفاضہ و تکمیل سلوک بھیجا کرتے تھے چنانچہ
حضرت نجم الدین کبریٰ کو شیخ اسمٰعیل قصری نے اپنی نعمتین عطا فرمانے کے بعد شیخ عمار یاسر کے
حضور مین بھیجا۔ حضرت عمار یاسر نے ایک مدت تک آپکو اپنی صحبت مین رکھنے کے بعد شیخ
روزبہان کبیر مصری کی خدمت مین روانہ فرمایا اور شیخ کبیر مصری نے پھر دوبارہ آپ کو شیخ
عمار یاسر کے پاس بھیجا۔ اور سلوک کے انتہائی مقامات آپ نے شیخ عمار ہی کی خدمت مین
طے فرمائے جیساکہ نفحات الانس مین بذیل تذکرہ حضرت نجم الدین کبریٰ اسکو بشرح و بسط
لکھا ہے۔ کتب تذکرہ مین باوجود تلاش ان بزرگون کے سنین وفات وغیرہ کا کچھ بھی پتہ نہ لگا
جسکا نہایت افسوس ہے۔

(۶) شیخ عبداللہ مطر قدس اللہ سرہ

کتابون مین آپ کا نام نامی مع القاب یون لکھا ہے۔ الشیخ عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ
المطر الصوفی الرومی" آپ اکابر صوفیہ کرام۔ اور حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب رضؓ
کے مشاہیر اصحاب اور اجلہ خلفاء سے ہین۔ حضرت ابوالنجیب رضؓ کے واقعات و حالات
و کرامات کا بڑا حصہ کتب تذکرہ مین شیخ عبداللہ بن مطر رومی رضؓ کی روایت و نقل سے
مروی و منقول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت ابوالنجیب رضؓ کے ساتھ غایت
لحوق و لزوق تھا اور بہت زیادہ آپ نے حضرت شیخ کی صحبت اٹھائی ہے۔ کتب تذکرہ
بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و روضۃ الناظرین و طبقات کبریٰ للامام الشعرانی وغیرہ وغیرہ
مین حضرت ابوالنجیب ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی کے اعیان خلفاء اور مشاہیر

اصحاب مین حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے بعد شیخ عبداللہ بن مطر رومی کا بھی نام نامی پیش کیا جاتا ہے۔ اور آپ کو اکابر صوفیہ اور اعیان مشہورین سے شمار کیا جاتا ہے (دیکھو امام عبدالوہاب شعرانی کی طبقات جلد اول ص۱۸۱ و بھجۃ الاسرار ص۲۲۳ وغیرہ) مگر افسوس ہے کہ آپ کا مستقل تذکرہ ان کتابون مین کہین بھی نہین ہے جس سے آپ کے حالات زندگی کچھ بھی معلوم نہ ہوسکے۔ البتہ بھجۃ الاسرار صفحہ ۵ سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو محمد شیخ عبداللہ مطر رومی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مصر اور قاہرہ کے درمیان ایک جگہ خانقاہ تھی جہان آپ رشد وہدایت خلق اور تعلیم وتربیت مریدین مین مشغول تھے اور یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ سے بڑے بڑے لوگون نے فیض پایا۔ اور آپ نے عمر بھی زیادہ پائی اور وفات ۶۳۰ھ کے بعد واقع ہوئی۔

(۷) شیخ ابوالمظفر عبدالصمد زنجانی الصوفی رح

آپ کا نام عبدالصمد (بن الحسن بن عبدالغفار) ہے۔ ابوالمظفر کنیت اور بدیع لقب عراق عجم مین زنجان کے علاقہ مین کلاہین ایک قریہ تھا۔ وہین آپ کا وطن تھا۔ مدرسہ نظامیہ بغداد مین شیخ اسعد میہنی (استاد شیخ ابوالنجیبؒ) سے فقہ وغیرہ پڑھی۔ پھر حفاظ محدثین سے علم حدیث حاصل کیا اور بہت بڑے محدث ہوئے کہ حافظ ابوبکر حازمی وغیرہ نے آپ سے روایت کی۔ تصوف حضرت ابوالنجیب رضہ سے اخذ کیا۔ اور آپ کی پاک صحبت وملازمت اختیار کی۔ اور یکسو ہوکر خدا کی طلب اور عبادت وریاضت اور کثرت صیام وقیام ومداومت ذکر وفکر اور خلوت نشینی وچلہ وغیرہ مین مشغول رہے۔ پھر سلوک تمام کرکے شیخ ابوالنجیب کی خانقاہ سے عارف کامل ہوکر برآمد ہوئے۔ انوار طاعت آپ پر اسقدر طاری تھی کہ سراپا نور معلوم ہوتے تھے۔ زہد وعبادت مین آپ بے نظیر تھے خلق مین آپ کو قبولیت تام حاصل ہوئی۔ تمام عوام وخواص آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے

اور اطراف و جوانب بلکہ دور دور سے مخلوق آپ کی زیارت اور آپ سے فیض و برکت حاصل کرنے کے لیے آتی اور فیضیاب ہوتی تھی۔ حضرت شیخ ابو النجیب رض کے انتقال کے بعد آپ نے اپنے لیے ایک رباط و خانقاہ بنا کر اپنے مریدین و معتقدین کے ساتھ اسمیں سکونت اختیار کی۔ اور وہین مجلس وعظ مقرر فرمائی۔ آپ کی مجلس وعظ مین بہت بڑا مجمع ہوتا۔ اور کثیر مخلوق حاضر ہوتی تھی۔ غرض آپ بھی حضرت ابو النجیب رض کے ممتاز اصحاب و خلفاء سے ہین۔ اور عمر بھر اپنے شیخ ہی کے قدم بقدم اِن کے انداز و روش چلے۔ آپ نے سن بھی زیادہ پایا تھا۔ اتوار کے دن چہاردہم ربیع الثانی کو ۵۹۱ھ مین اس عالم سے رحلت فرما کر واصل بحق ہوے قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز و رحمۃ اللہ تعالیٰ و رضوانہ علیہ (آپ کے تمام تر احوال طبقات امام سبکی رح جلد ۴ صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ سے ماخوذ ہین)۔

۸ شیخ کمال الدین ابو البرکات ابن الانباری

اصل اسم شریف عبد الرحمٰن ہے اور ابو البرکات بن الانباری رح مشہور ہین علوم دینیہ و علوم الٰہیہ مین شہرۂ آفاق۔ بالخصوص علم نحو کے امام۔ اور علم ادب مین شیخ العراق تھے علم ظاہر مین علامہ زمان ہونے کے ساتھ تصرف مین بھی اعلیٰ پایہ رکھتے تھے۔ بڑے ہی عابد و زاہد و مرتاض بزرگ تھے۔ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب رض کے اصحاب مین ہونے کا اعلیٰ شرف رکھتے ہین حضرت ابو النجیب رض نے آپ کو خلوت مین بٹھایا۔ اور شیخ کے رباط مین آپ نے چلہ داربعین کیا۔ اور حضرت کی تربیت و تلقین و فیضان صحبت سے مالا مال ہوئے۔ امام سبکی طبقات مین فرماتے ہین "وکان ممن قعد فی الخلوۃ عند الشیخ ابی النجیب (طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۴۷)۔

مختلف علوم مین آپ نے مختلف تصنیفین کی ہین ۵۷۷ھ ہجری مین وفات پائی۔

یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے چند اصحاب و خلفائے نامدار کا ذکر ہے۔ اسی طرح اور بھی حضرت کے بہتیرے خلفاء ہین مگر افسوس اُن کے حالات کچھ بھی نہین ملتے۔ ہان بعضون کے نام کسی تذکرہ مین یا کہین کہین شجرون مین ملجاتے ہین۔ مثلاً حضرت شیخ ابراہیم گرم سیل رحمۃ اللہ علیہ کا انکا اسم مبارک حضرت شاہ موسیٰ سدا سہاگ احمد آبادی المتوفی ۹۵۲ھ سرگروہ طریقۂ سدا سہاگ کے شجرہ و سلسلہ مین حضرت شیخ کے خلفاء مین پایا جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب تحفۃ الابرار معروف بہ تاریخ جدولیہ کی جدول چہارم صٓ مین مناقب فریدی و شواہد نظامی کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ

"حضرت شاہ موسیٰ ملقب بہ سدا سہاگ مرید و خلیفہ شاہ سکندر بودلہ کے ہین اور وہ مرید و خلیفہ شاہ جیو لعل قلندر کے۔ اور وہ شاہ جمال مجرّد کے اور وہ شیخ ابراہیم گرم سیل کے۔ اور وہ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کے۔"

اس شجرہ سے جہان یہ معلوم ہوا کہ شیخ ابراہیم گرم سیل حضرت ابو نجیبؒ کے خلیفہ ہین۔ وہان یہ بھی ظاہر ہوا کہ سدا سہاگ کا سلسلہ بھی رسولشاہیہ سلسلہ وغیرہ کی طرح حضرت شیخ ہی تک منتہی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اب مین حضرت شیخ کے خلفائے کرام کے ذکر پر اس کتاب کو ختم کرکے ناظرین سے اپنے لئے دعائے خیر کی درخواست کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہون۔ والسلام۔

خاتمہ

اسوقت مین اپنے پروردگار جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہون جسنے مجھ جیسے ناچیز سے ایسا مبارک اور مہتم بالشان کام بحسن و خوبی انجام کرایا۔ یعنی محض اُسکے فضل و کرم سے تقریباً چھ سات ماہ کی کامل محبت و جانفشانی مین یہ تذکرہ مین نے مرتب کیا جو آج

چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہے۔
اس تذکرہ کے لکھنے مین جیسی کچھ عرق ریزی۔ دماغ سوزی۔ تلاش۔ جستجو۔ اور تحقیق و تدقیق سے کام لیا گیا ہے اس کا اندازہ ہر اہل علم خود کر سکتا ہے۔ اظہار کی ضرورت نہین۔ اور نہ مین اس کا تمنن و احسان قوم یا قوم کے کسی طبقہ پر رکھتا ہون۔ بلکہ اس خدمت کو خود اپنے لیے موجب برکات و سعادت سمجھتا۔ اور بزرگان دین کے روحانی فیضان کی امید رکھتا ہون۔ خدا میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور قوم مین بھی قبولیت بخشے۔ اور پیران سلسلہ کے طفیل مین مجھے صلاح دارین و فلاح کونین نصیب کرے آمین۔
ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اللھم توفنی مسلما والحقنی بالصالحین واحشرنی مع الابرار۔ وصلی وسلم وبارک علی سیدنا محمد وسائر الانبیاء والاولیاء والصالحین وعلینا معہم اجمعین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قطعہ تاریخ فارسی

عنایت فرمودۂ حضرت ابی و مرشدی و سیدی و سندی مولانا الشیخ العارف العلامہ الشاہ محمد سلیمان القادری الچشتی مد اللہ ظلہ العالی۔

از ذکر او نجیب شیخ شیوخ عالم — این تذکرہ بحر سو مشہور شد نجیبی
لیکن چو مستِ جامِ خمخانۂ حبیبم — تاریخ طبع گفتم خمخانۂ حبیبی
سنہ ۱۳۲۸ھ

ایضاً اردو

حسن نے لکھا تذکرہ اوس ولی کا — جو لاریب تھا دُرِّ کانِ محبت
عیان ہو گیا جس سے سِرِّ ولایت — نمایان ہوئی جس سے شانِ محبت
ہوا گرم بازار عشق الٰہی — کھلی جا بجا پھر دکانِ محبت

ولایت کی سحر بین ہر اک سو بہادین
یہ ہے تذکرہ جبکہ زندہ دلون کا
کہی طبع کی اس کی تاریخ مین نے

یہ تھا جوش بحر روان محبت
تو ہر لفظ اس کا ہے جان محبت
چھپا چشمۂ بوستان محبت
۱۳۲۸ھ

ایضاً قطعہ تاریخ

از شاعر باکمال ناظم نازک خیال جناب مولوی محی الدین صاحب متخلص بہ تمنا پھلواروی زیدکرمہ

مقبول بارگاہ خداوند ذوالمنن
تالیف کرد چونکہ باندازِ خوب تر
تاریخ طبع شاہد طبعم بناز گفت
۵۵

زیادہ ریاض ہند مولوی حسن
احوالِ بوالنجیب شہ صاحب نظر
"گلزار بوالنجیب زوجہ حسن شگفت"
۱۳۲۸ھ
۵۸
۱۲۷۰

ایضاً منہ

امروز حسن بروے قرطاس
احوالِ ابوالنجیب مخدوم
تاریخ نوشتہ ام تمنا

نقشے زدہ ہم نگار خوش لبست
تالیف بطرز نو نمود است
"در کل تذکرۂ ابوالنجیب است"
۱۹۱۰ء

فقرہ تاریخی از جناب عبدالصمد صاحب درد متعلم بی۔اے پٹنہ کالج تلمیذ جناب فاضل تمنا پھلواروی۔

"(فی الحقیقت قابل دید کتاب ہے)"

سنہ ۱۳۲۸ھ

فہرست مضامین

تصحیح اغلاط کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	ونار ہم	دثارُ ہم
۳	۱۳	جناب خواجہ	جناب مولانا خواجہ
۳	۲۱	معاف	مُعاذ
۵	۹	ہے	سے
۷	۶	ممشاد علو	ممشاد
۸	آخر حاشیہ	من الکتاب	من الکتب
۹	۱۲	ابوالقائم	ابوالقاسم
۱۱	۱	تنانی	سمنانی
″	۱۵	انکشافات	انکشاف
″	۱۶	ابوالنجیب امین	ابوالنجیب امین
۱۱	آخر حاشیہ	ص ۱۲	ص ۲۵۶
۱۳	۱۸	اسی	اس
۱۴	۱۷	مجھکو فتح یاب	مجھپر فتح باب
۱۸	۴	نتاح	نتاج
″	۵	بڑے بڑے	بڑے بڑے
۱۹	۱۲	ابوالنجیب اصل	ابوالنجیب کی اصل
۲۰	آخر	حضرت شیخ ابوالنجیب نے	
۲۴	۴	تذکیہ	تزکیہ
″	۱۱	ماواے	ماوا
″	آخر حاشیہ	دفعیات	وفیات
″	″	ص ۱۲	ص ۲۹۹
۲۶	۵	لبغدد	لبغداد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۱۲	فقراء اور	فقراء -
″	۱۳	سرشانہ	سرشانہ
۳۱	۱۲	کپڑے ہوتے	کپڑے ہوتے تھے
۳۲	۱۷	درویشں	درویشوں
۳۷	۱۱	مفصلات	معضلات
۴۳	۲۰	محمد خلیل چشتی ہتھوی	عبدالرحمن چشتی ڈھنڈوی
۴۵	۱۱	المرعینانی	المرغینانی
۴۷	۸	مدت مصر	مدت کے بعد مصر
۵۰	۱۹	پیمانہ سے	پیمانہ پر
۵۳	۱۲	خلفاے مخدوم جہانیان	خلفاء و خلفاے مخدوم جہانیان
۵۳	۱۴	(مرید قطب عالم)	(مرید شیخ کبیر بسیرہ مخدوم جہانیان)
۵۴	آخر حاشیہ	یات	یافت
۶۰	۱۱	بنازی	بنارسی
۶۲	۱۰	ابوالعتائم	ابوالغنائم
۷۴	۱۲	عوث	غوث
۸۲	۵	آیا ئہ	آباء
″	۹	اور اُسنے	اور اُسی
۸۶	۱۴	علی یدی	علی یدہ
۸۷	۱	روحانیۃ	رُوحانیہ
″	″	اشتھر انتسابہ	اشتہر انتسابہ الیہ

اطلاع

واضح ہو کہ مولانا شاہ حسن میاں صاحب کی مفید و قابل دید تصنیفات سے مندرجہ ذیل کتابیں سردست موجود ہیں شائقین جناب موصوف سے "پھلواری ضلع پٹنہ" کے پتہ سے طلب فرمائیں۔

حُبّ رسول	عشق و محبت نبوی کے فضائل و مراتب و نتائج اور آثار و علامات کا بیان عاشقانہ زبان میں ہے۔ قیمت ۲ر
سیرت نبوی	اس میں آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے عادات و خصائل و اخلاق کو نہایت خوبی سے جمع کیا ہے۔ قیمت ۲ر
العشق	عشق و محبت کی حقیقت، اسکے اقسام، اسکے وجوہ و اسباب۔ اس کے لوازم و علامات و نتائج وغیرہ کا نہایت ہی دلچسپ بیان ہے۔ قیمت ۲ر
غم حسین	واقعہ کربلا کی سچی اور اصلی تصویر صحیح و معتبر روایات سے۔ نہایت مؤثر الفاظ اور دردانگیز لہجہ میں دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۴ر
گریہ و بکا مع مشکلکشا	اسمیں واقعہ کربلا پر رونے رولانے، اور حضرت مولیٰ علی کی شان میں مشکلکشا کہنے کے اثبات و جواز کی محققانہ بحث ہے۔ قیمت ۲ر
شہادت حسین	اسلامی دنیا کی تمام تواریخ و سیر و احادیث صحیحہ و معتبرہ سے نہایت محققانہ طور پر اثبات شہادت اور رد اقوال جیرت کیا گیا ہے۔ قابل قدر دلائل ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

المشتہر

منظور احمد پرو پرائٹر مطبع مولوی محمد ثاقب لکھنؤ گلی محلہ